حضرت شیخ امام محمد شرف الدین البوصیریؒ

ترتیب، ترجمہ و تشریح

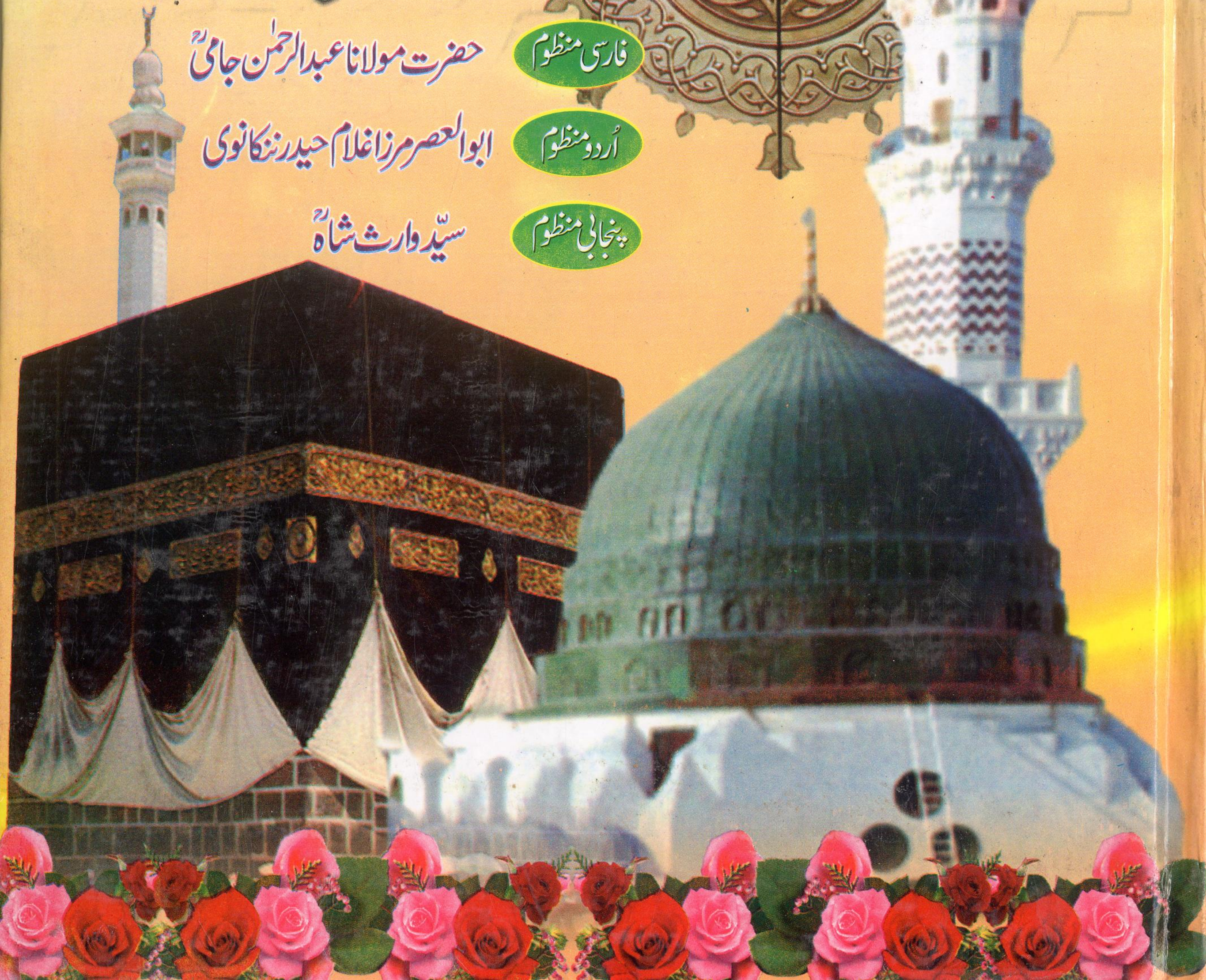
پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

شرح قصیدہ بُردہ شریف

فارسی منظوم — حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامیؒ

اُردو منظوم — ابو العصر مرزا غلام حیدر ننکانوی

پنجابی منظوم — سیّد وارث شاہؒ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

حضرت شیخ امام محمد شرف الدین البوصیریؒ

قصیدہ بُردہ شریف

ترتیب، ترجمہ وتشریح

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

فارسی منظوم...... حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

اُردو منظوم...... ابوالعصر مرزا غلام حیدر ننکانوی

پنجابی منظوم...... سیّد وارث شاہؒ

انگریزی ترجمہ...... شیخ فیاض اللہ بھائی (بی اے)

ناشر

مکتبہ دانیال

جلال الدین ہسپتال بلڈنگ سرکلر روڈ چوک اُردو بازار لاہور

غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور

ہیلو: 0333-4276640, 0423-7660736

www.maktabahdaneyal.com

محمد ابوبکر صدیق

نے

ندیم یونس پرنٹرز لاہور

سے چھپوا کر مکتبہ دانیال لاہور

سے شائع کی

قیمت مجلد -/240

قیمت بلاجلد -/180

مکتبہ دانیال

جلال الدین ہسپتال بلڈنگ سرکلر روڈ چوک اُردو بازار لاہور

غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

ہیلو: 0333-4276640, 042-7660736

www.maktabahdaneyal.com

بحضورِ ربُّ العزّت

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

روزِ محشر عذر ہائے من پذیر

ور حسابم را تو بینی نا گزیر

از نگاہِ مصطفیٰ ﷺ پنہاں بگیر



در حضورِ رسالت مآب ﷺ

(علامہ اقبالؒ)

گرد تو گردد حریم کائنات — از تو خواہم یک نگاہِ التفات

اَے پناہِ من حریم کوئے تو — من باُمیدے رمیدم سوئے تو

چوں بصیریؒ از تو می خواہم کشود — تا بہ من باز آید آں رُوزے کہ بود

مہر تو بر عاصیاں افزوں تر است — در خطا بخشی چو مہر ما در است

با پرستارانِ شب دارم ستیز — باز روغن در چراغ من بریز

تاز غیر اللہ ندارم ہیچ اُمید

یا مرا شمشیر گرداں یا کلید



فہرست مضامین

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
-1	بحضور ربّ العزت	iii
-2	در حضور رسالت مآب ﷺ	iv
-3	دیباچہ	1
-4	صاحب قصیدہ بُردہ علامہ بوصیریؒ	6
-5	آباؤ اجداد، وطن، ولادت	6
-6	ابتدائی تعلیم، ادبی مقام، ذریعہ روزگار	7
-7	بیت المقدس سے مکہ، ملازمت	8
-8	بیعت، وفات، انقلاب باطن	9
-9	مصاحبت وزیر، قصیدہ بُردہ، وجہ تصنیف	10
-10	وجہ تسمیہ قصیدہ بُردہ	12
-11	اجمالی جائزہ، قصیدہ کا وزن شعری	14
-12	عربی قصیدہ کے اجزاء، تبصرہ	15
-13	آداب قرأت قصیدہ مبارکہ	16
-14	آداب قرأت قصیدہ (آسان طریقہ)	20
-15	منتخب اشعار قصیدہ بُردہ برائے حصول مرام	21
-16	برائے ضعف قلبی، تنگی نفس، برائے حاجت وحصول مراد، برائے اقرار چوری	21
-17	دشمن کے شر سے حفاظت، مطالعہ کتب سے جی گھبرانا، گناہوں پر اصرار کرنے کے لئے، برائے حاجت دینی و دنیاوی برائے آسانی سکرات الموت	22
-18	برائے حفاظت جنگلی درندے، برائے واپسی بعافیت از سفر، برائے علاج بیماری، برائے فرماں برداری ولکنت زبان	23
-19	برائے حزن و ملال، تنگی و برائے آسیب	24
-20	فضائل وخواص قصیدہ بُردہ	26
-21	شان مقبولیت بُردہ	28
-22	امام بوصیریؒ اور رہنمائی شارحین، استشہاد	30

-23 راہ طریقت کی دریافت 31

-24 قید اعدا سے نجات 32

-25 حصول حاجات ورد بلیات 33

-26 بینائی کی بازیافت' شر جنات سے حفاظت 34

-27 تریاق حاجات عمل حل مشکلات' واقعہ مشکل کشائی' کشف حقائق 35

-28 حصول شفاعت' دفع دخل مقدر 36

شرح قصیدہ بُردہ (متن وترجمہ) 37

فصل اوّل: عشق رسول ﷺ 38

شعر نمبر......

(1) یاد محبوب 38

(2) دیار حبیب کی مقام کاظمہ کی ہوائیں 40

(3) یاد محبوب میں بیقرار' واقعات محبت 41

(4) راز عشق کی مخبر' اشکبار آنکھیں' دل شعلہ تپاں 43

(5) اظہار عشق 44

(6) سچی محبت کے دو گواہ 46

(7) یاد محبوب میں رخسار عاشق پر دو لکیریں 47

(8) عاشق صادق کو بے خوابی کی لذت 48

(9) محبت میں ملامت گروں سے انصاف کی طلب 49

(10) عشق کی بیماری لاعلاج 51

(11) ناصح کی نصیحت کا ناکام اثر 52

(12) بڑھاپا اتمام حجت 54

دوسری فصل: خواہش نفسانی پر قابو 55

(13) نفس کی سرکشی پر قابو پانا 55

(14) اصلاح حال کا طریقہ 57

(15) راز کی تشہیر 58

(16) نفس سرکش' منہ زور گھوڑا' خواہش نفسانیہ کو روکنا 59

(17) بسیار خوری نقصان دہ 60

(18) نفس کی مثال شیر خوار بچہ 62

(19) خواہش نفس کو روکنا 63

(20) نفس کو نیک اعمال کی چراگاہ میں چراؤ 65

(21) نفس' انسان کا قاتل 66

(22) نفس کی درپردہ سازش 67

(23) اشک ندامت' احساس گناہ 69

(24) نفس اور شیطان کی مخالفت 70

(25) نفس امارہ کے لئے حاکم کی مخالفت 71

(26) قول بلا عمل کی مذمت 73

(27) استقامت 74

(28) زاد آخرت کی فکر 75

تیسری فصل: جناب رسول اللہ ﷺ کی تعریف 77

(29) شب بیداری' اتباع سنت 77

(30) حضور اقدس ﷺ کا پیٹ پر پتھر باندھنا 78

(31) فقر اختیاری (سونے کے پہاڑ قبول نہ کیے) 79

(32) حضور اقدس ﷺ کا زہد بے مثال 81

(33) شان لولاک 82

(34) کل کائنات کے سردار محمد ﷺ 84

(35) حضور امر و نہی فرمانے والے 86

(36) شفاعت کا بیان 87

(37) حضور اقدس ﷺ اللہ کی طرف بلاتے ہیں 89

(38) حضور ﷺ صورت و سیرت میں سب سے برتر ہیں 91

(39) سب انبیاء حضور اقدس ﷺ کی عطا کے طالب ہیں 92

(40) تمام انبیاء کی حیثیت حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں نقطہ کے برابر 93

(41) تمام ظاہری اور باطنی کمالات کا مظہر 95

(42) حسن غیر منقسم 96

(43) نصاریٰ کی تقلید نہ کرو 97

(44) حضور اقدس کی عظمت 98

(45) آپ ﷺ کے فضائل کی کوئی حد نہیں 100

(46) مُردوں کو زندہ کرنا اور دیگر فضائل 101

(47) حضور اکرم ﷺ کی اُمت پر شفقت 102

(48) حضور ﷺ کی حقیقت کو سمجھنے سے ساری مخلوق عاجز ہے 103

(49) حضور ﷺ آفتاب کی طرح ہیں 105

(50) حضور ﷺ کی حقیقت کو کون نہیں جان سکتا 106

(51) حضور افضل الخلق ہیں 108

(52) تمام انبیاء کو جو ملا حضور ﷺ کا صدقہ ہے 109

(53) آپ ﷺ آفتاب عالم اور دوسرے انبیاء ستاروں کی مانند ہیں 110

(54) تاریک اُفق پر طلوع ہو کر تمام عالم کو چمکا دیا 111

(55) حضور ﷺ کی شخصیت کی دلکشی و جاذبیت 112

(56) حضور ﷺ کے فضائل 114

(57) جلالت شان ہر جگہ یگانہ و یکتا 115

(58) انداز تکلم کی شان 116

(59) جسم اقدس کی لاجواب خوشبو 118

چوتھی فصل: مولد نبی ﷺ 120

(60) حضور علیہ الصلوٰة والسلام کا زمانہ ولادت 120

(61) کائنات میں اہم واقعات کا ظہور 122

(62) کسریٰ کا محل ٹوٹ گیا 124

(63) آتش کدہ ایران نے کسریٰ کے اوپر ٹھنڈی سانس لی 125

(64) بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا 127

(65) پانی کا آگ اور آگ کا پانی بننا 128

(66) جنات بھی چیخ اُٹھے 129

(67) کفار اندھے اور بہرے ہو گئے 130

(68) کاہنوں نے باخبر کیا 131

(69) بتوں کا اوندھے منہ گرنا 132

(70) آسمان سے شیاطین پر شہاب ثاقب کے تازیانوں کی بارش 134

(71) ابرہہ کا قصہ 135

(72) حضرت یونسؑ کا قصہ، دست مبارک میں تسبیح پڑھنے والی کنکریوں کی تشبیہ 137

فصل پانچویں: معجزات نبوی ﷺ 138

(73-74) درختوں کی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری 140, 138

(75) بادل کا سایہ آپ ﷺ کو گرمی کی شدت سے بچانے کے لئے 141

(76) معجزہ شق القمر اور واقعہ شق الصدر 142

(77) غار ثور میں دو خیر و کرم ہستیوں کا اجتماع 145

(78) کفار کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا 146

(79) غار ثور پر مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے 147

(80) آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت 148

(81) آنحضرت ﷺ کی پناہ میں آنا، غموں سے نجات 150

(82) آنحضرت ﷺ کے دست مبارک کی تعظیم اور تکریم 151

(83) نبی ﷺ کا خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے 152

(84) رویائے صادقہ کی حقانیت 154

(85) وحی نبوت اکتسابی نہیں 155

(86) تمام معجزات روز روشن کی طرح عیاں 156

(87) مریضوں کا شفایاب ہونا 157

(88) حضور کی دُعا سے بارش اور شادابی 160

(89) ملک سبا اور ملکہ بلقیس کا ذکر 161

چھٹی فصل: شرافت و بزرگی 163

(90) معجزات نبوی ﷺ کا بیان 163

(91) حضور اقدس کے اوصاف 164

(92) مدح سرائی کے لئے آرزو 165

(93) قرآن کریم حادث یا قدیم 166

(94) قوم عاد اور قوم ارم کا بیان 167

(95) قرآن ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے 168

(96) قرآن کی فصاحت و بلاغت 169

(97) قرآن مجید کے اعجاز بلاغت کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا 170

(98) اعجاز بلاغت کی ادنیٰ مثال 171

(99) قرآنی آیات حقائق و معارف کا سمندر 172

(100) کثرت تلاوت کی رغبت 174

(101) قرآن مجید کی آیات آنکھوں کی ٹھنڈک ہے 175

(102) تلاوت قرآن کریم آب خنک ہے جہنم کی آگ بجھانے کیلئے 176

(103) قرآن مجید کی آیات حوض کوثر ہے 177

(104) قرآن کریم کی آیات کے بغیر نظام عدل قائم ہی نہیں ہو سکتا 178

(105) قرآن مجید کے فضائل کا انکار کرنے والا حاسد ہے 179

(106) قرآن پاک اور منافقین 180

فصل ساتویں — معراج نبی ﷺ 181

(107) بارگاہ رسالت میں سائلین کا ہجوم 181

(108) حضور اقدس کا وجود ہدایت کا نشان عظیم 182

(109) مسجد حرم سے مسجد اقصیٰ تک کا بیان 183

(110) مقام قاب قوسین 185

(111) بیت المقدس میں حضور ﷺ کی امامت 186

(112) ساتوں آسمان کو چیر کر سفر کرتے رہے 187

(113) مقام بلند پر پہنچنا 189

(114) ہر مکان کو آپ ﷺ نے پست کیا 190

(115) کمال پوشیدہ وصال 192

(116) اس مقام سے گزرے جہاں تک کسی کی رسائی نہیں 194

(117) رفعت، عظمت اور جلالت میں بلند 196

(118) ملت اسلامیہ کے لئے خوشخبری 197

(119) آپ ﷺ اکرم الرسل، ہم اکرم الامم 198

فصل آٹھویں — جہاد نبی ﷺ 199

(120) حضور ﷺ اور مجاہدین اسلام کا دشمنوں پر دبدبہ 199

(121) کفار مجاہدین کے نیزوں سے ذلیل و خوار ہوئے 201

(122) کفار کا ناطقہ تنگ ہو گیا 202

(123) کفار کا خوف و ہراس 203

(124) کفار پر خدائی فکر غالب 204

(125) لشکر جرار...... بحر متلاطم 205

(126) اغراض و مقاصد جہاد 206

(127) ملت اسلامیہ کا اقرباء سے میل 208

(128) ملت اسلامیہ کفار کے شر سے محفوظ 210

(129) لشکر اسلامیہ...... ثبات و وقار کے پہاڑ 211

(130) جنگ حنین، جنگ بدر، جنگ اُحد 212

(131) ملت اسلامیہ کا تعارف و مقام 215

(132) مجاہدین اسلام کی بہادر 216

(133) مجاہدین کی امتیازی شان 217

(134) ہر دلاور گلاب ہے غلاف میں 218

(135) کمال شہسواری 219

(136) مجاہدین کی طاقت اور رعب 220

(137) جس کو حضور ﷺ کی امداد ہو اس سے شیر بھی ڈر جائیں 221

(138) حضور ﷺ کا مخالف دونوں جہان میں ذلیل 223

(139) حضور ﷺ نے اُمت کو اپنے دین کے قلعہ میں اُتارا 224

(140) کلمات الٰہی کا غالب آنا 225

(141) حضور ﷺ کا اُمی ہونا ایک معجزہ 226

فصل نویں: اللہ تعالیٰ کی بخشش اور شفاعت رسول ﷺ 228

(142) نعت رسول...... خدمت اور اطاعت رسول ﷺ 2

(143) حضور ﷺ کی شفاعت، میرا انجام بخیر 229

(144) خدمت اُمراء...... ندامت اور پشیمانی 230

(145) نفس کو تجارت میں نقصان ہوا 231

(146) جو آخرت کو دنیا کے بدلے بیچے گا نقصان اُٹھائے گا 232

(147) رحمۃ للعالمین سے رحم اور سفارش کی درخواست 233

(148) جس کا نام محمد یا احمد ہو گا جنت میں جائے گا 234

(149) میرا ایک ہی سہارا ہے اور وہ شفاعت رسول ہے 236

(150) حضور ﷺ کے باب کرم سے اُمید کا بیان 237

(151)	حضورﷺ کی مدح' جائے پناہ	238
(152)	دولت استغنا	239
(153)	نعت کا صلہ...... حضورﷺ کی شفاعت	240
فصل دسویں:	ذکر مناجات' عرض حاجات	241
(154)	آپﷺ کے سوا میرا کوئی سہارا نہیں	241
(155)	دعا و التجا	243
(156)	لوح و قلم کا علم! آپﷺ کے علم کا ایک جزو ہے	244
(157)	نفس کو نا اُمیدی سے روکنا	245
(158)	اللہ کی رحمت گناہگاروں کے لئے	246
(159- 161)	اللہ تعالیٰ سے رحمت کی اُمید	249,247
(162- 165)	سرکار ابد قرار اور آل و اصحاب پر درود و سلام	253,250
	قصیدہ محمدیہ ﷺ	254



دیباچہ

آقائے نامدار حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بے شمار نعت پاک عربی' فارسی' اُردو وغیرہ زبانوں میں تحریر کی گئیں اور ان میں بکثرت قصائد نے اہل ذوق سے دادِ تحسین حاصل کی لیکن علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کے قصیدہ بُردہ شریف کی عظمت و بلندی تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ کوئی نعت یا قصیدہ "بُردہ" کی ہمسری نہیں کر سکا۔ اس قصیدہ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ شرحیں اس قصیدے کی لکھی گئیں۔ تقریباً دو صد سے زیادہ مختلف زبانوں میں نظم و نثر میں شرحیں ہو چکی ہیں۔ یہ ایسا قصیدہ ہے کہ فصاحت و بلاغت اور اخلاص و محبت کے لحاظ سے حضور علیہ السلام کی نعت میں آج تک اس شان کا کوئی قصیدہ نہیں لکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ایک ایک شعر بلکہ ایک ایک لفظ میں تاثیر ہے۔ بعض شعروں کی تاثیر تو ایسی ثابت ہوئی ہے کہ بڑے بڑے صالحین اور عام لوگوں نے اس کے متعلق متواتر شہادت دی ہے۔ جس کے بارے میں شک کرنا خلاف اخلاص ہے۔

قصیدہ بُردہ عشق رسولﷺ کا عظیم ترین قاصد سمجھا جاتا ہے۔ امام بوصیریؒ کا مقام بہت بلند ہے۔ محبت رسول میں یہ سرشار شاعر خون کے آنسو روتا ہے۔ شاعر نے قلب کی زبان سے اپنی محبت کا ذکر کیا ہے۔ الفاظ میں سیاہی نہیں آنسو بھرے ہوئے ہیں۔ یہ آواز و الفاظ کی شاعری بھی نہیں۔ یہ نور و سرور اور جذب و شوق کے نورانی سانچوں میں ڈھلی ہوئی شاعری ہے۔ یا یوں کہئے کہ یہ شاعری سے بھی بلند تر کوئی شے ہے جس کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا۔ قصیدۂ محبت کا جو بھی نام رکھ دیجئے اور جو بھی وجہ تسمیہ بیان کیجئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ روح تسمیہ ایک ہی ہے یعنی صرف محبت رسولﷺ ہے۔ یہ قصیدہ عشق رسولؐ میں ایک لافانی شہرت رکھتا ہے۔ اس کی مقبولیت کی بڑی وجہ مصنف کا خلوص ہے جو اس کی تخلیق کا محرک بنا اور یہ خلوص اس کے ایک ایک لفظ سے ٹپکتا اور جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ ہر شعر میں ایک للکار ہے' عمل کی بہترین تلقین ہے۔

قصیدہ بُردہ کے علمی اور ادبی محاسن کے علاوہ اس کی سب سے بڑی خوبی اور امتیازی شان یہ ہے کہ بارگاہ نبوت میں اسے عظیم شرف قبولیت حاصل ہوا۔ عشق رسولﷺ میں یہ ایک لافانی شہرت رکھتا ہے۔ اس میں سوز عشق ہے' درد دل ہے۔ اس میں ہجر و فراق کے واردات ہیں۔ اس میں نفس انسانی کے مکائد کا ذکر ہے۔ فطرت انسانی میں جو عصیاں کی طرف میلان ہے' کا بیان ہے۔ اس میں نفس امارہ کی پنہاں شرارتوں اور فریب کاریوں کا تذکرہ ہے۔ اس میں حکیمانہ اشعار ہیں جن میں حکمت کے موتی اور وعظ و پند کے بہت سے اشارے ہیں۔ بعض اشعار تو ضرب الامثال کا درجہ رکھتے ہیں۔ درد دروں' سوز عشق اور رسول اکرمﷺ سے والہانہ عشق و اخلاص نے قصیدہ کی زبان کو بے حد مؤثر بنایا ہے۔ اس موضوع پر یہ قصیدہ ایک لاثانی شاہکار ہے۔ زبان کی سلاست' بیان کی شرینی' ترکیب کی چستی' بندش کی ہم آہنگی اور فن بدیع و جناس کے اتباع کی وجہ سے یہ قصیدہ عربی زبان کے بہترین قصائد میں شمار کیا جاتا ہے۔ اہل سمع نے اس کو درد و سوز سے پڑھا' اہل دل نے اس کو پڑھنا اور تلاوت کرنا اپنا معمول

بنایا۔ بیماروں نے اس کے ذریعے شفاء طلب کی۔ اہل ذوق نے اپنے ذوق کی تسکین حاصل کی۔ اس کا والہانہ انداز بیان اہل محبت کے دل کی گہرائیوں میں اُتر جاتا ہے۔ عشاق بارگاہ نبوت کو اس کے ایک ایک لفظ سے عشق و محبت رسول ﷺ کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے اندر چھپے ہوئے درد محبت کی کسک عاشقان رسول کے لئے خلش جاں کا سامان اب تک مہیا کر رہی ہے۔

قصیدہ بُردہ دراصل معجزات نبوی ﷺ کا نہایت خوبصورت مرقع ہے۔ اس کے انوار وتجلیات اور فیوض و برکات اظہر من الشمس ہیں۔ قضائے حاجات، حل مشکلات اور رد بلیات میں اس کی تاثیر مسلم اور مشہور ہے جن لوگوں نے بھی اسے ورد زبان بنایا ہے اور آزمایا ہے انہوں نے اسے ہمیشہ ایمان افروز، روح پرور، بابرکت اور شفابخش ہی پایا ہے۔ اپنی بے مثال روحانیت اور نورانیت کی بدولت یہ قصیدہ صدیوں سے بزرگان دین کے اوراد و وظائف میں شامل رہا ہے۔ اس گئے گزرے زمانے میں بھی بہت سے ایسے خوش نصیب موجود ہیں جو بڑی باقاعدگی کے ساتھ بُردہ شریف بطور وظیفہ پڑھتے اور اس کی برکتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

امام بوصیریؒ کے دل میں محبت رسول ﷺ کا جو سمندر موجزن ہے اس کا اگر کوئی مشاہدہ کرنا چاہے اور ان کی شخصیت کو دیکھنا چاہے تو اس کا سب سے بڑا ذریعہ ان کا یہی نعتیہ کلام "قصیدہ بُردہ" ہے۔

زیب النساء بنت اورنگ زیب عالمگیر نے سچ ہی کہا تھا:

بلبل از گل بگزرد، گر در چمن بیند مرا — بُت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل — ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

(ترجمہ: بلبل پھول کو بھول جائے اگر مجھے چمن میں دیکھ لے اور برہمن اگر مجھ کو دیکھ لے تو بت پرستی چھوڑ بیٹھے۔ میں کلام میں اس طرح مخفی ہوں جیسے پھول کی پنکھڑیوں میں اس کی خوشبو چھپی ہوتی ہے لہٰذا جو شخص مجھے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو اسے چاہئے کہ مجھے میرے کلام میں دیکھے۔)

بلاشبہ جب خلوص کا سوز دروں شامل ہو جائے تو شاعر کا کلام قبول عام حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور سادگی میں بھی دلگدازی کا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ ایک انسان کی تعریف ہے جو انسان کی تعریف کا محتاج نہیں جس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے کی پھر کوئی اس کی تعریف کا حق ادا بھی کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فضائل و مناقب کی کوئی حد نہیں ہے کہ اس کو الفاظ و معانی کا جامہ پہنایا جائے۔ وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ کی شرح قیامت تک ہوتی رہے گی لیکن اسرار نبوت کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

لَا یُمۡکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بُردہ کے شارحین میں علامہ تفتازانی، فاضل زرکشی، امام جلال الدین محلّی (صاحب تفسیر جلالین)، مُلّا علی قاری (مفسر بیضاوی)، امام احمد خفاجی، محی الدین شیخ زادہ اور امام قسطلانی (شارح بخاری) ایسی باکمال ہستیاں شامل ہیں۔
جب بھی کسی عالم فاضل کے سامنے منقبت رسول ﷺ کا ذکر آتا ہے تو وہ قصیدہ بُردہ کا حوالہ دیئے بغیر نہیں

رہ سکتا۔ اس میں ہر مسلک کے یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، بریلوی، دیوبندی، ازہری، سلفی اور اہل حدیث سبھی بزرگ شامل ہیں۔ چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں:

1- برصغیر کے علمائے کرام میں سے مولانا ابوالکلام آزاد نے "تذکرہ" میں شان رسالت ﷺ کا اظہار کرتے ہوئے "عارف بوصیریؒ" کا یہ شعر مستعار لیا:

مُنَزَّهٌ عَنۡ شَرِیۡکٍ فِیۡ مَحَاسِنِهٖ — فَجَوۡهَرُ الۡحُسۡنِ فِیۡهِ غَیۡرُ مُنۡقَسِمِ

(ترجمہ: آپ اپنی خوبیوں کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں اور محاسن میں کوئی شخص آپ کا شریک نہیں۔ پس وہ جوہر حسن ہیں کہ جو شرمندۂ تقسیم نہیں۔)

2- مولانا سیّد مسعود عالم ندوی سلفی بزرگ ہیں۔ وہ اپنی کتاب "دیار عرب" میں تحریر کرتے ہیں: "لے دے کر ایک بوصیریؒ کا مشہور قصیدہ بُردہ ہے۔ بلاشبہ اس میں کہیں کہیں مقام نبوت سے تجاوز ہو گیا ہے لیکن اس کا یہ درد و سوز سے بھرا ہوا ہے۔ راقم اپنی وہابیت کے باوجود اسے پڑھتا اور لطف اندوز ہوتا ہے۔"

3- شیعہ فاضل سیّد امیر علی نے "اسپرٹ آف اسلام" میں بُردہ کے اشعار درج کئے ہیں۔

4- دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا مولوی ذوالفقار علی نے بُردہ کے اُردو شرح "عطر الوردہ" کے نام سے تحریر کی اور امام بوصیریؒ کو عزت و تکریم سے یاد کرتے ہیں۔

5- حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی بھی قصیدہ بُردہ کو پسند کرتے تھے۔ وہ اپنی کتاب "نشر الطیب" میں اشعار بُردہ کو درج کر کے ان کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہیں۔

6- ندوی علماء میں سے مولانا محمد ناظم ندوی بھی اس قصیدہ کی تعریف کرتے ہیں اور اسے نعت گوئی کا شاہکار تسلیم کرتے ہیں۔

7- سلسلہ مجددیہ کے بانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے جہاں اپنے شیوخ سے اُردو کتابیں پڑھیں وہاں خاص طور پر شیخ قاضی بہلول بدخشانی سے قصیدہ بُردہ پڑھا۔

8- سہروردی سلسلہ کے ایک ممتاز عالم پروفیسر سیّد محمود علی جالندھری نے اس قصیدہ کی شرح "الشوارد الفردہ" کے نام سے 1371ھ/ 1952ء میں تحریر کی اور اس میں سلسلہ سہروردیہ میں قصیدہ بُردہ کا طریقہ قرأت بھی تحریر کیا ہے۔

9- مغل دور کے اکبری عہد میں مولانا شیخ منور بن اسرائیل نے قصیدہ بُردہ کی ایک شرح لکھی اور اس پُرآشوب دور میں حفاظت جان و ایمان خاطر علماء اور مشائخ نے قصیدہ بُردہ کو حرز جاں بنایا۔

10- مُلّا عبدالقادر بدایونی صاحب منتخب التواریخ بڑے حق گو اور بے باک تھے۔ بُردہ کا وظیفہ ان کا معمول تھا۔ ان کا جلال بادشاہی کو خاطر میں نہ لانا اسی قصیدہ بُردہ کی وجہ سے تھا۔

11- بریلوی علماء میں سے مولانا سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ نے "طیب الوردہ" کے نام سے تفصیلاً شرح لکھی اور وہ امام بوصیریؒ کو اولیائے کرام میں شمار کرتے ہیں۔

12- علامہ نور بخش توکلیؒ نے بھی قصیدہ بُردہ کا ترجمہ اور تشریح کی۔ گوجرانوالے کے سائیں جی کی شرح گلہائے

عقیدت اور جناب علی محسن صدیقی کی مطبوعہ کراچی بُردہ المدیح قابل ذکر ہیں۔

13- شاعر مشرق علامہ اقبال بھی امام بوصیریؒ کی طرح عاشق رسول ﷺ تھے۔ قصیدہ بُردہ ہمیشہ ان کے پیش نظر رہا۔ چنانچہ وہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں نعت کہتے ہوئے امام بوصیریؒ کو دی گئی چادر مبارک کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔

اے بوصیری را رداء بخشندۂ　　　بربط سلمیٰ مرا بخشندۂ

ایک اور جگہ علامہ اقبالؒ تحریر کرتے ہیں:

چوں بصیری از تو می خواہم کشود　　　تا بہ من باز آید آں روزی کہ بود

علامہ اقبال کے اشعار میں ایک شعر ایسا ملتا ہے کہ جو قصیدہ بُردہ کے شعر کا فارسی ترجمہ دکھائی دیتا ہے اور وہ شعر یہ ہے:

امتش در حرز دیوار حرم　　　نعرہ زن مانند شیراں در اجم

اور امام بوصیریؒ کا شعر اس طرح ہے:

اَحلَّ اُمَّتَہٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ　　　کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمِ

"بال جبریل" کی نظم "ذوق وشوق" تلمیحات بُردہ کی مرہون منت ہے۔ یاد رہے کہ یہ اشعار مصر اور فلسطین کی سرزمین میں لکھے گئے تھے:

سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحاب شب　　　کوہِ اضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں
گرد سے پاک ہے ہوا، برگ نخیل دُھل گئے　　　ریگ نواح کاظمہ نرم ہے مثل پرنیاں
آگ بجھی ہوئی اِدھر ٹوٹی ہوئی طناب اُدھر　　　کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

غرضیکہ قصیدہ بُردہ ساتویں صدی ہجری سے اولیائے کرام، شیوخ عظام اور بزرگان دین کا ورد زبان رہا ہے اور مشائخ عظام اس کے وظیفے کی تلقین بھی کرتے رہے ہیں۔ اس قصیدہ کی شرح لکھنا کیوں نہ باعث برکت ہو جب اس عظیم المرتبت قصیدہ کہنے سے فخر موجودات سرور کائنات آنحضور ﷺ کی جانب سے صاحب قصیدہ کو چادر مبارک عطا کی گئی، اس کے ساتھ جس حیثیت سے بھی نسبت حاصل ہو جائے باعث سعادت ہے۔ اس ترجمہ/تشریح کی توفیق بھی باری تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔

مجھ جیسے گنہگار کو بھی اللہ تعالیٰ نے بس اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں اس بابرکت قصیدے کی تھوڑی بہت خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ میں نے کوشش کی ہے عبارت شگفتہ اور ترتیب اسلوب جدید تقاضوں کے مطابق ہو تاکہ سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ نیز مشکل الفاظ کے معانی بھی درج کئے گئے ہیں۔ عربی قصیدے کے ساتھ اُردو نثری ترجمہ کے علاوہ عاشق رسولؐ حضرت محمد عبدالرحمٰن جامیؒ کا فارسی منظوم ترجمہ، ابوالعصر غلام حیدر مرزا[1] (17 جون 1917ء - 12 اپریل 1988ء) کا منظوم اُردو ترجمہ اور سیّد وارث شاہ (مصنف ہیر) کا

1- غلام حیدر حیدر نے 1917ء کو امرتسر میں جنم لیا۔ قیام پاکستان کے بعد ننکانہ صاحب آ گئے اور یہیں 12 اپریل 1988ء میں وفات پائی۔ ان کو پنجابی، اُردو، فارسی اور عربی زبانوں پر عبور تھا۔ فارسی، اُردو اور پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ ڈاکٹر

منظوم پنجابی[2] ترجمہ بھی بطور تبرک شریک کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو عربی کے ساتھ فارسی، اُردو اور پنجابی زبانوں میں لطف اُٹھانے کا موقع ملے۔

وہ گھڑیاں کتنی مبارک ہیں جو ذکر حبیبؐ میں گزر جائیں جس ذکر کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا اُس ذکر کو ورد زبان بنانا انتہائی سعادت مندی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی صبحیں اور شامیں یاد رسولؐ میں گزرتی ہیں۔

میں خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس شرح کے لکھنے میں بجز اس کے کہ میں خدا تعالیٰ اور حضور ﷺ کی رضا حاصل کروں اور کوئی غرض نہیں ہے۔ میری شرح کی زیب و زینت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس سے انتساب کروں۔ مجھے یقین ہے کہ میرا یہ عمل بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول، مجھے، میرے متعلقین اور میرے والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے لئے وسیلہ نجات و مغفرت ہوگا۔

اے خدائے پاک اس قصیدہ کی برکت سے میری تمام تکلیفوں کو رفع کر اور مجھے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے اور آخرت میں مجھے، میرے متعلقین اور میرے والدین کو سرور کائنات ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ (آمین!)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ قُرِنَتِ الْبَرَکَۃُ بِذَاتِہٖ وَ مُحَیَّاہُ وَ تَعَطَّرَتِ الْعَوَالِمُ بِطِیْبِ ذِکْرِہٖ وَ رَیَّاہُ

دُعا گو و دُعا جو

پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی

ایم۔اے (علوم اسلامیہ، تاریخ، اُردو، پنجابی)

پرنسپل چکوال گرامر سکول چکوال

3 مارچ 2006ء



(بقیہ گزشتہ صفحہ سے) سیّد عبداللہ (یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور) نے ان کے علم کی ہمہ گیری، گہرائی اور گیرائی کو تسلیم کرتے ہوئے ابوالعصر کا لقب دیا۔ یہ ایک روشن خیال مفکر، محقق، حق گو اور وسیع القلب انسان تھے۔ مثنوی مولانا روم اور اقبالیات کے ماہر تھے۔ انہوں نے مرزا بیدل کی مثنوی طلسم حیرت کا منظوم اُردو میں ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کے خطبات کی شرح بھی تحریر کی۔ ابن العربی کی فصوص الحکم پر ایک مبسوط مقالہ بھی شائع کرایا۔ قصیدہ بُردہ کا یہ منظوم ترجمہ مکمل ہے اور قصیدہ بُردہ کی مانند میمیہ ہے۔ یہ ترجمہ شاہکوٹ (ضلع ننکانہ) سے میرے دوست محمد عیص عابد نے بھیجا ہے، میں ان کا شکر گزار ہوں۔

2- پنجابی زبان میں مندرجہ ذیل شعراء قصیدہ بُردہ کا منظوم ترجمہ کر چکے ہیں:

(1) حافظ برخوردار (2) سیّد وارث شاہ (3) محمد عزیز الدین (4) شہیدی (5) مولوی محمد اسمٰعیل فاضل دیوبندی (6) پیر نیک عالم (7) شیخ غلام مرتضیٰ (8) حافظ خان محمد (9) محمد مطیع اللہ (10) جان محمد (11) محمد شاہ (12) احمد حسین قریشی (13) ڈاکٹر مہر عبدالحق (14) حافظ محمد صادق (15) اسیر عابد (16) سیّد حبیب اللہ شاہ شوق

صاحب قصیدہ بُردہ علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ

آباؤ اجداد اور وطن:

آپ کا نام محمد بن سعید، کنیت ابو عبداللہ اور لقب شرف الدین ہے۔ اپنے آبائی شہر بوصیر کی نسبت سے ”بوصیری“ کہلاتے ہیں چونکہ ان کے والد حماد بن محسن بوصیر کے رہنے والے اور والدہ ماجدہ دلاص کی تھیں اس لئے دونوں شہروں کی مناسبت سے آپ کو دلاصیری بھی کہا جاتا ہے۔① آپ قبیلہ صنہاجہ کی شاخ بنو جنون سے تعلق رکھتے تھے اس لئے بعض تذکرہ نگار آپ کو صنہاجی بھی کہہ دیتے ہیں۔ آپ عالم اسلام میں ایک ولی اللہ اور عارف باللہ کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ آباؤ اجداد قلعہ بنی حماد (الجزائر المغرب الاوسط) سے ترک وطن کر کے مصر کے علاقہ صعید (بالائی مصر) کے قصبہ بوصیر میں آباد ہو گئے۔② بوصیر دریائے نیل کی شاخ دمیاط (Damietta) کے مغربی کنارے پر الغربیہ کے صوبے میں واقع ہے۔ قرون وسطی میں یہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا اور ایک قریبی بستی بنا سے ملا ہوا تھا اسی لئے اسے ”بوصیر بنا“ کہا جاتا تھا۔

ولادت:

آپ کی پیدائش یکم شوال 608ھ یا 610ھ (مطابق 7 مارچ 1212ء) بروز بدھ قصبہ دلاص میں اپنے ننھیال کے ہاں ہوئی۔③ دلاص بھی صعید مصر میں دریائے نیل کے غربی کنارے پر ایک ضلع تھا لیکن خود شہر دلاص دوسرے ضلع بہنسا میں شمار ہوتا تھا۔④ ابن تغری بُردی نے ان کی جائے پیدائش ضلع بہنسا کی ایک بستی بہشیم کو قرار دیا ہے۔⑤ جن کا تتبع خیرالدین زرکلی نے بھی کیا۔⑥

ان کے والد محترم نے عشق رسول ﷺ سے سرشار ہو کر ازراہ عقیدت بیٹے کا نام ”محمد“ رکھا۔ امام بوصیری اس مبارک نسبت پر بجا طور پر فخر کرتے ہیں اور اسی کو سرنامہ نجات سمجھتے ہیں۔

1- محمد بن شاکر کتبی، فوات الوفیات ج 2، ص 205-206
2- المقفی للمقریزی عکسی اقتباس
3- جلال الدین سیوطی، حسن المحاضرہ ج 1، ص 245
(i) المقریزی نے سنہ 608 یا 610ھ بھی لکھا ہے
(ii) ابن العماد حنبلی، شذرات الذہب ج 5، ص 432
4- معجم البلدان ج 1 تحت مادہ
5- المنہل الصافی عکسی اقتباس
6- الاعلام الزرکلی ج 7، ص 11

ابتدائی تعلیم:

امام بوصیری نے پرورش اور ابتدائی تعلیم بوصیر میں ہی پائی۔ بچپن اور تعلیم کی بابت کم معلومات ہیں۔ 13 سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ کتابت اور خطاطی بھی یہیں سیکھی۔ ”تعلیمی زندگی کا آغاز حفظ قرآن سے کیا پھر قاہرہ چلے گئے اور وہاں مسجد شیخ عبدالظاہر میں دینی علوم اور علوم لغت میں سے صرف و نحو اور معانی و عروض وغیرہ پڑھے۔ ادب عربی اور تاریخ اسلام میں سے خصوصی طور پر سیرت النبیؐ کا درس لیتے رہے۔ انہیں سیرت سے خاص شغف تھا۔ نیز دوسری مساجد کی درس گاہوں میں بھی جا کر تحصیل علم کرتے رہے۔“① یعنی علوم متداولہ میں دسترس حاصل کی۔

عیسائیوں اور یہودیوں سے مناظرے کا بڑا شوق رکھتے تھے۔ اسی غرض سے انہوں نے انجیل اور توراۃ کا براہ راست مطالعہ کیا اور جیسا کہ ان کے اشعار شاہد ہیں، مخالفین کا رد خود انہی کی مقدس کتابوں سے کیا۔ تصوف اور شعر و شاعری سے بڑا لگاؤ تھا۔ خطاطی میں بھی بڑی مہارت اور شہرت حاصل کی۔

فقہ و حدیث:

آپ حدیث کے بھی فاضل تھے کیونکہ کئی تذکرہ نگار ان کے محدث ہونے کا بھی تذکرہ کرتے تھے مثلاً مستشرق ریڈ ہاوس یہ کہتا ہے کہ ”شرف الدین محمد بوصیری ایک شاعر اور فاضل حدیث تھے۔“② حدیث سے لگاؤ عشق رسول کا قدرتی نتیجہ ہے۔ ان کے دو شاگردوں کا پتہ چلا ہے کہ وہ دونوں بھی محدث تھے۔ قصیدہ بُردہ خود ان کی محدثیت کے اثبات کے لئے کافی ہے کیونکہ قصیدے میں بیان کردہ تمام تر فضائل کی بنیاد احادیث پر ہی ہے۔ تعلیم کا یہ سلسلہ بوجوہ باقاعدہ نہیں رہا۔

ذریعہ روزگار:

تعلیم حاصل کرنے کے بعد قاہرہ میں بچوں کو قرآن پاک حفظ کرانے کے لئے مکتب کھولا جو زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔ چونکہ انہوں نے خطاطی اور کتابت میں مہارت حاصل کی ہوئی تھی (قصیدہ بُردہ شریف کے بعض اشعار ان کے فن سے دلچسپی کی شہادت دیتے ہیں) اس لئے تلاش معاش کے لئے کتابوں کو نقل کر کے اور قبروں کی تختیاں لکھ لکھ کر دن گزارتے رہے۔ ان کی پرورش ایک غریب گھرانے میں ہوئی اس لئے بچپن ہی سے تلاش معاش کی خاطر ہاتھ پاؤں مارنے پڑے۔

ادبی مقام:

شعر و ادب میں بلند مقام حاصل کیا۔ شعری حسن و لطافت، عذوبت الفاظ اور ترکیبوں کے بانکپن کی وجہ سے ان کی شاعری کی بڑی داد دی جاتی ہے۔ وہ شعر و شاعری کا ملکہ خاص لے کر آئے تھے چنانچہ بقول امام سیوطی وہ اس فن میں درجہ کمال کو پہنچے۔ ابتدائی دور کے قصائد زیادہ تر مدح اور قدح پر مبنی تھے۔ مدحیہ قصائد میں حسن طلب کا

1- محمد سید کیلانی، مقدمہ دیوان بوصیری ص 6
2- کنسائز انسائیکلو پیڈیا آف عربیک سولائزیشن ص 105

انداز نمایاں ہے جبکہ ان کی ہجویات پر طنز و مزاح کا انداز غالب ہے۔ اپنے کلام میں وہ اپنی ناداری کا رونا روتے ہیں اور امداد و انعام کے خواہاں دکھائی دیتے ہیں۔ بعد میں انہوں نے شاعری کا رُخ تبدیل کر لیا۔ آپ کے بلند پایہ دیوان کا نام ''دیوان بوصیری'' ہے جو قاہرہ سے کئی بار طبع ہوا۔ اس دیوان میں 30 قصیدے' کچھ ہجو اور چند اشعار ہیں۔ قصیدوں میں سے 14 قصیدے نعتیہ ہیں جن میں سے ہر ایک کی ایک نرالی شان ہے۔ پہلا قصیدہ ہمزیہ ہے جس میں 457 اشعار ہیں۔ اس قصیدے میں عربی قصیدے کی عام روش سے ہٹ کر تشبیب نہیں لکھی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرے انبیاء کے ساتھ موازنہ اور انبیاء کے سردار کی عظمت' شوکت' ولادت' رضاعت' حرا کی خلوت' بعثت' معراج' ہجرت' معجزات کے بیان کے ساتھ دیگر آسمانی کتابیں اور قرآنی اعجاز' مشرکوں کی سازشیں' یہودیوں اور نصرانیوں کی ہٹ دھرمیاں اور غزوات کے اذکار کے بعد مدینہ طیبہ کا شوق سفر' روضہ پاک کی زیارت' آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ کی مدح' درود و سلام وغیرہ شامل ہیں۔

16 اشعار پر مبنی ''قصیدہ محمدیہ'' جامعیت کے لحاظ سے بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا ہر شعر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذاتی اسم شریف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سجایا گیا ہے۔ قصیدے کا مطلع اس طرح ہے:

مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ الْاَعْرَابِ وَالْعَجَمِ

مُحَمَّدٌ خَيْرُ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى قَدَمِ

ترجمہ: ''محمدؐ عرب اور عجم سب میں بزرگ تر ہیں۔ محمدؐ تمام انسانوں میں افضل ہیں۔''

اس قصیدے کو بھی ہم کتاب کے آخر پر درج کر رہے ہیں۔

اس دیوان کے انگریزی اور جرمنی میں تراجم ہوئے۔ یہ دیوان آپ کی قادر الکلامی کا بین ثبوت ہے۔ اہل علم نے آپ کے شاعرانہ کمالات اور ادبی مقام پر داد تحسین پیش کی ہے۔ شیخ الاسلام علامہ سیوطی' علامہ ابن العماد حنبلی' ابن شاکر کتبی' پطرس بستانی (صاحب ادباء العرب)' ابن سید الناس (حضرت بوصیری کے شاگرد) جیسے حضرات نے آپ کے کمالات علمی کا اعتراف کیا ہے۔ مستشرقین میں سے نکلسن اور آربری بھی آپ کی علمی و ادبی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں۔ قصیدہ گو کی حیثیت سے عربی ادب کے مطلع شہرت پر مہر تاباں بن کر چمکے۔

بیت المقدس سے مکہ تک:

آپ نے اوائل عمر کے تقریباً دس سال بیت المقدس میں گزارے اور پھر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ اس کے بعد تقریباً 13 سال بحیثیت معلم قرآن کریم مکہ معظمہ میں بسر کئے۔ بعدازاں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں بلبیس میں مقیم ہوئے۔ بلبیس میں [الشرقیہ کے] کاتب یعنی محرر (مباشر) کے عہدے پر مامور ہوئے اور حسابی کام انجام دیتے رہے۔

ملازمت اور تعلق دربار:

آخری ایوبی سلطان مصر الملک الصالح نجم الدین ایوب کو 637ھ میں حکومت ملی تو اس نے تین ہزار دینار مختلف دینی مدارس کے طلبہ میں تقسیم کرنے کے لئے بھجوائے۔ مسجد شیخ عبدالظاہر کے حصے کی رقم منتظمین نے خود رکھ

لی۔ اس پر امام بوصیری نے ایک قصیدہ لکھ کر مسجد کی زبان حال سے ساری صورت بیان کر دی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ اور قصیدہ سے امام بوصیریؒ کے دربار شاہی سے تعلقات قائم ہوئے۔ ویسے بھی سلطان موصوف علماء اور شعراء کا بڑا قدردان تھا۔ ان کا دور حکومت 637ھ سے 647ھ تک رہا۔ اس کے بعد بھی ان کا تعلق دربار سے برقرار رہا۔

امام بوصیریؒ کا تقرر صوبہ شرقیہ کے مباشر (محرر) کی حیثیت سے صدر مقام بلبیس پر ہوا۔ یہاں وہ نقول کی تیاری اور کتابت کے کام کی نگہداشت کیا کرتے تھے۔ یہ شہر فسطاط (قاہرہ) سے ایک مرحلے (یعنی چھبیس میل) کے فاصلہ پر واقع تھا۔ آخر عمر میں پنڈلی ٹوٹ جانے کی وجہ سے معذور ہو گئے تھے اور قاہرہ میں قیام پذیر ہو گئے۔

بیعت:

آپ مغربی الاصل ہیں اور بربری نسل سے تعلق ہے۔ آپ کا فقہی مسلک ''شافعی'' اور طریقتی سلسلہ ''شاذلی'' تھا۔ آپ تصوف میں حضرت ابوالعباس احمد المراسی (خلیفہ ابوالحسن الشاذلی) کے مرید تھے اور آپ سے ہی روحانی مقامات طے کئے۔ آپ اپنے زمانے کے رواج کے مطابق فکر معاش کو دور کرنے کے لئے وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر کے شاہی کاتب تھے۔ بعدازاں مختلف درباروں تک رسائی حاصل کی۔ عمر کا ایک حصہ اس بادیہ میں گزارنے کے بعد آپ نے اپنے آپ کو ثناء خوانی رسول کے لئے وقف کر دیا اور پھر کوئے حبیب سے عمر بھر قدم باہر نہ رکھا۔

وفات:

654ھ میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ روحانی ترتیب کے لئے اپنے مرشد حضرت مرسیؒ کی خدمت میں اسکندریہ میں رہے۔ زندگی کے آخری ایام میں مرشد کے مزار کی زیارت کے لئے اسکندریہ گئے۔ یہ سفر آخرت کا سفر بن گیا۔ وفات اسکندریہ میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں تحریر ہے کہ ان کا وصال گو اسکندریہ میں ہوا تاہم تدفین فسطاط (قاہرہ) میں حضرت امام شافعیؒ کے مزار کے قریب ہوئی جبکہ قاہرہ میں امام شافعیؒ کے نزدیک کسی دوسرے بوصیری کا مزار ہے۔[1] حاجی خلیفہ کی روایت کے مطابق 694ھ میں اور امام سیوطیؒ موجب وفات 695ھ میں ہوئی۔ ابن شاکر کی روایت کے مطابق 696ھ میں بمقام اسکندریہ آپ نے وفات پائی۔

انقلاب باطن:

امام بوصیریؒ کی ابتدائی زندگی شعر و شاعری اور دنیاداری میں گزری تھی۔ وہ اوائل عمر میں مقرب سلاطین تھے اور مدح سرائی اور ہجوگوئی میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن بادشاہ وقت کے حضور سے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ایک بزرگ (شیخ ابوالرجاء رحمتہ اللہ علیہ جو ایک صالح' متقی اور قطب وقت تھے) سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے

1- The Tomb of Al-Busiri; Khurshid Rizvi; Hamdard Islamicus Vol (iv) No. 1, Spring 1981. pp 71-75

پوچھا کہ کیا آج رات خواب میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں؟ امام بوصیریؒ نے جواب دیا کہ میں کہاں اور یہ سعادت عظمیٰ کہاں؟ امام بوصیری کہتے ہیں کہ ان کی یہی ایک بات میرے نہاں خانۂ دل میں عشق رسولؐ کی جوت جگا گئی۔ گھر آیا اور سو گیا۔ خواب میں مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ بیدار ہوا تو دل عشق رسولؐ سے معمور تھا۔ میں نے اظہار عقیدت کے طور پر شان اقدسؐ میں مضریہ اور ہمزیہ جیسے نعتیہ قصیدے کہے۔ اب انہوں نے سرکار دربار سے کوئی تعلق نہ رکھا۔ اپنی تمام تر شاعرانہ صلاحیتوں کو نعت گوئی کے لئے وقف کر دیا۔ جب الصاحب زین الدین یعقوب بن الزبیر کا قرب حاصل ہوا تو آنحضرتؐ کی مدح میں شاندار قصیدے لکھنے شروع کئے اور یہی قصائد نعتیہ ان کی شہرت کا باعث ہوئے۔

مصاحبت وزیر:

656ھ میں زین الدین ابن الزبیرؒ وزیراعظم بنے تو امام بوصیری نے ان کے دربار سے تعلق استوار کیا۔ وجہ یہ تھی کہ وزیر موصوف بھی حضور پاکؐ کے پرستار تھے اور نعت پیغمبرؐ کے دلدادہ تھے۔ گویا محبت کی قدر مشترک نے دونوں عاشقان رسولؐ کو اکٹھا کر دیا۔ امام بوصیریؒ نے اپنے کئی عمدہ نعتیہ قصیدے اس دور میں کہہ کر داد وصول پاتے رہے۔ وزیر موصوف کا یہ دور وزارت (656ھ تا اوائل 659ھ) خیر و برکت رہا۔ ان کے زمانہ میں معرکہ عین جالوت ہوا جس میں تاتاریوں کو پہلی بار شکست فاش دی گئی۔

قصیدہ بُردہ:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے لے کر علامہ بوصیریؒ صاحب قصیدہ بُردہ کے عہد تک (608ھ تا 695ھ) ہزاروں قصائد لکھے گئے مگر علامہ بوصیریؒ کے "قصیدہ بُردہ" کو جس خاص اُلفت اور شفقت سے نوازا گیا ہے اس قصیدہ کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحب قصیدہ کی زبانی خواب میں سنا۔ چادر انعام میں بخشی۔ بدنی اور روحانی بیماریوں سے نجات دی۔ نعت خوانوں میں منفرد اور ممتاز مقام عطا کیا۔ صاحب قصیدہ کو شہرت کے اس مقام پر پہنچا دیا جہاں بہت کم لوگوں کی رسائی ہوتی ہے۔ ان کو جو بلند اور ارفع مقام نصیب ہوا ہے وہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت گوئی کی وجہ سے۔ اس قصیدے کو جو پذیرائی نصیب ہوئی وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ یہ ایسا قصیدہ ہے کہ فصاحت و بلاغت اور اخلاص و محبت کے لحاظ سے حضور علیہ السلام کی نعت میں آج تک اس شان کا کوئی قصیدہ نہیں لکھا گیا۔ یہ عشق رسولؐ میں ایک لافانی شہرت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ایک ایک شعر بلکہ ایک ایک لفظ میں تاثیر ہے اور بعض شعروں کی تاثیر تو ایسی ثابت ہوئی ہے کہ بڑے بڑے صالحین اور عام لوگوں نے اس کے متعلق متواتر شہادت دی ہے۔ یہ قصیدہ حصول حاجات اور رفع مصائب کے لئے تیر بہدف ثابت ہوا ہے۔

قصیدے کی وجہ تصنیف:

امام بوصیریؒ نے ابتداء میں امیروں کی شان میں مدحیہ قصائد بھی کہے لیکن ان کو اس کا افسوس آخر تک رہا کہ انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ امیروں کی خدمت اور مدح سرائی میں ضائع کیا' اس کی تلافی کی بس ایک ہی

صورت ہے کہ باقی عمر خلوص کے ساتھ شفیع المذنبین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کی مدح سرائی کی جائے۔

اس قصیدے کی وجہ تصنیف کے متعلق خود ناظم القصیدہ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ میرا نصف جسم بالکل بے حس و حرکت ہو گیا۔ بہت کچھ علاج کروایا لیکن کسی علاج سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ انتہائی مایوسی کی حالت میں' میں نے ارادہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ لکھوں اور اس کے توسط سے بارگاہ رب العزت میں صحت کے لئے دعا کروں۔ چنانچہ اسی حالت میں قصیدہ لکھا اور رات کو سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ نبی کریم تشریف فرما ہیں۔ اسی عالم رویاء میں' میں نے یہ قصیدہ حضورؐ کے سامنے پڑھا۔ اس قصیدہ کے اختتام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو میرے جسم پر پھیرا اور اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو بالکل صحت یاب پایا۔ فالج کا نام و نشان نہیں ہے۔ وہ چادر مبارک بھی موجود تھی جو رات کو عطا فرمائی تھی۔

اس خوشی و فرحت و انبساط کے عالم میں علی الصباح میں اپنے گھر سے نکلا تو راستے میں اُس زمانے کے قطب الاقطاب جناب شیخ ابوالرجاءؒ سے ملاقات ہوئی۔ مجھے فرمانے لگے: اے امام وہ قصیدہ سناؤ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں تم نے تالیف کیا ہے چونکہ اس قصیدہ کا علم سوا میرے کسی کو نہ تھا لہٰذا میں نے عرض کیا کہ حضرت کون سا قصیدہ؟ میں نے تو بہت سے قصائد لکھے ہیں۔ شیخ ابوالرجاءؒ نے فرمایا کہ وہ قصیدہ سنائیے جس کا مطلع یہ ہے:

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِىْ سَلَمٍ
مَزَجْتَ دَمْعاً جَرٰى مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمٍ

میں نے حیرت سے عرض کیا کہ اے ابوالرجاء یہ قصیدہ آپ نے کہاں سے سنا۔ حالانکہ یہ قصیدہ میں نے سوائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کسی کو نہیں سنایا۔ نہ کوئی شخص اس کے بعد سے میرے پاس آیا ہے۔ ابوالرجاءؒ نے جواب دیا کہ اے بوصیری یہ قصیدہ گزشتہ رات میں نے اس وقت سنا جب تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں عرض کر رہے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسا کہ بادِ نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھوما کرتی ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قصیدہ کو سن کر اظہار خوشی فرما رہے تھے۔ یہ سن کر علامہ بوصیری فرماتے ہیں کہ میں نے فی الفور وہ قصیدہ نکال کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اس کے بعد اس قصیدہ کی شہرت اس قدر ہوئی کہ یہ خبر ملک الطاہر کے وزیر بہاؤالدین (متوفی 677ھ) تک پہنچی۔ انہوں نے قصیدہ شریف کی نقل لی اور عہد کیا کہ اس قصیدہ مبارکہ کو روزانہ برہنہ پا اور برہنہ سر (ننگے سر اور ننگے پاؤں) کھڑے ہو کر سنوں گا۔ چنانچہ اس کی برکت سے ان کے دین اور دنیا کے بہت سے کام پورے ہوئے اور مصیبتیں دور ہوئیں۔ اس کے بعد سعد الدین فاروقی (متوفی 691ھ) وزیر موصوف کے فرمان نویس کو آشوب چشم ہوا حتیٰ کہ بصارت جاتے رہنے کا اندیشہ ہو گیا۔ خواب میں کسی نے کہا کہ وزیر بہاؤالدین کے پاس جاؤ اور اس

سے بُردہ لے کر اپنی آنکھوں پر رکھو' ابھی صحت یاب ہو جاؤ گے۔ وہ گئے اور خواب بیان کیا۔ وزیر نے جواب دیا کہ میرے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بُردہ مبارک نہیں۔ پھر کچھ دیر کے بعد سوچ کر کہا کہ شاید اس سے مراد امام بوصیریؒ کا قصیدہ بُردہ ہے اور صندوق میں سے قصیدہ نکال کر اُس کے حوالے کر دیا۔ سعدالدین نے اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور فوراً آرام آ گیا۔

البدایہ والنہایہ جلد 13 اور کشف الظنون جلد 2 کے حوالہ جات سے علامہ فضل احمد عارف نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قصیدہ بُردہ 659 ہجری کے آخر یا 660 ہجری کے شروع میں لکھا گیا۔ گویا یہ قصیدۂ مبارکہ ساڑھے سات سو برس یا اس سے کچھ زائد مدت سے صوفیاء و اولیاء کرام میں معمولاً جاری ہے اور بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے۔ صوفیا کے یہاں البوصیری کا بڑا درجہ ہے اور انہیں بسا اوقات مرتبہ ''غوثیہ کبریٰ'' تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس شہرۂ آفاق قصیدے کا اُردو' انگریزی' لاطینی' المانی' فارسی' ترکی اور بربری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور دو سو کے قریب عربی' فارسی' ترکی اور بربری زبانوں میں شرحیں لکھی گئیں۔ عبیداللہ بن یعقوب انفناری' ابن ہشام النحوی' خالد بن عبداللہ الازہری اور شہاب الدین القسطلانی (شارح البخاری) کی شروح خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ علامہ خرپوتی اور شیخ زادہ کی شرحیں بھی مشہور ہیں۔

وجہ تسمیہ قصیدہ بُردہ:

امام بوصیری الرحمہ کا میمیہ [1] قصیدہ جو ''قصیدہ بُردہ'' کے نام سے مشہور ہے' کا اصل نام ''الکواکب الدریہ فی مدح خیر البریہ'' رکھا گیا۔ اس لئے کہ اس کے اشعار حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے فیض سے روشن ستاروں کی مانند ہو گئے تھے۔ بعض لوگ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے قصیدے بانت سعاد کو قصیدہ بُردہ کہنے لگے کہ وہ قصیدہ سن کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں شاعر کو اپنی چادر مبارک عطا کی تھی۔ دونوں قصائد میں فرق بتانے کے لئے امام بوصیری علیہ الرحمہ کے قصیدے کو ''بُردہ منامیہ'' کہا گیا کیونکہ اس قصیدے پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں شاعر کو چادر مبارک عطا فرمائی تھی۔

اس قصیدہ کا نام بُردہ شریف مشہور ہونے کی مندرجہ ذیل توجیہات ہیں:

1- جب علامہ بوصیریؒ مرض فالج میں مبتلا ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھوں پر اپنی چادر مبارک ڈال دی اور اپنے دست مبارک سے ان کو مس فرمایا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو اپنے آپ کو صحت یاب پایا۔ لوگوں کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ اس وقت سے یہ قصیدہ بُردہ کے نام سے مشہور ہو گیا (بُردہ چادر کو کہا جاتا ہے) کیونکہ اسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بُردہ یمانی سے نسبت ہو گئی۔

2- بُرْدَہ کے لغوی معنی دھاری دار کپڑے کے ہیں چونکہ اس قصیدہ میں مصنف علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے

1- عربی قصائد اپنے شعر کے آخری حرف کی نسبت سے موسوم ہوتے ہیں مثلاً اگر آخر میں ''ب'' ہو تو بائیہ ''ل'' ہو تو لامیہ ''ہمزہ'' ہو تو ہمزیہ اور ''م'' ہو تو میمیہ۔ امام بوصیریؒ کا یہ قصیدہ بُردہ اس لحاظ سے ''میمیہ'' ہے کیونکہ اس کا ہر شعر ''م'' کے حرف پر ختم ہوتا ہے۔

مختلف مضامین کی آرائش کی ہے۔ کہیں بادِ صبا سے خطاب' کہیں اظہار شوق و ذوق' کہیں غم ہجر کی داستان' کہیں تنہائی کا شکوہ' کہیں نفس امارہ پر عتاب' کہیں مدعی و مدعا علیہ کے سوالات و جوابات' کہیں اپنے قصور کا اعتراف' کہیں عذر خواہی' کہیں نفس کو مکروفریب سے ڈرانا' کہیں عوام کو وعظ سنانا' کہیں آیات قرآنی کی برکات بتانا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پُرسعادت اور معجزات کا ذکر' کہیں دربار رسالت میں استغاثہ' کہیں سرکار دوعالمؐ کی خدمت میں شفاعت طلب کرنا' کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے کمالات' بعدازاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجاہدین کی شجاعت کی فضیلت' گویا یہ مختلف مضامین کا مجموعہ ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام قصیدہ بُردہ رکھا گیا ہے۔ [1]

3- اس قصیدے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کی گئی ہیں اس لئے اس کو نعت اور مدح کی چادر کہا گیا ہے جو آپؐ کے مبارک قامت کے لئے تیار ہوئی۔

4- بعض نے کہا کہ بُردہ ایک اسم ہے جس سے ٹھنڈک حاصل کی جائے اور اس کا ماخذ بُرد ہے جس کے معنی خنکی (راحت و آرام) سے مشتق ہے۔ چونکہ اس قصیدہ کے پڑھنے اور سننے سے دل کو راحت اور آرام حاصل ہوتا ہے اس واسطے اس نام سے موسوم ہوا۔ یعنی یہ قصیدہ ہر درد کا درماں ہونے کے ساتھ آنکھوں کی ٹھنڈک اور راحت جسم و جاں ہے۔ اس لحاظ سے یہ نام بُردہ گویا بَرَدَ (ٹھنڈک اور راحت) ہے۔

5- امام بوصیریؒ کے لئے یہ قصیدہ بیماریٔ فالج سے شفا ثابت ہوا اس لئے بُردہ بمعنی بُرَہَ (شفاء مرض) نام مشہور ہوا۔ یہ قصیدہ ہمیشہ بیماراں اور مرہم دلفگاراں ثابت ہوتا رہا ہے اسلئے نام بُردہ گویا بُرداء مترادف ہو گیا ہے۔

1- قصیدہ کی پسندیدگی پر عطا بُردیمانی بعید از عطا بھی نہیں۔ اس لئے کہ قصیدہ بانت سعاد جب حضرت کعب بن زہیرؓ نے اسلام لانے کے بعد بارگاہ رسالت میں بغرض عفو تقصیرات پیش کیا اور دربار رسالت میں سنانا شروع کیا تو جب حضرت کعبؓ اس شعر پر آئے:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفُ یُسْتَضَاء بہ　　　　مھَنَّدٌ من سیوف اللّٰہ مسلول

''یعنی ہمارے حضورؐ یقیناً برہنہ تلوار ہیں اور اس کی چمک سے نور ہدایت عالم میں عام پھیل رہا ہے۔'' تو حضورؐ نے بردیمانی کعب کو عطا فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت کعبؓ نے مھندٌ من سیوف الھند مسلول کہا تھا۔ اس لئے کہ ہندوستان کے لوہے کی تلواریں عرب میں بہت مشہور تھیں تو حضورؐ نے سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ فرما کر اصلاح کی اور یہ چادر ایک مدت تک آپ کے گھرانہ میں تبرکاً رہی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اس رداء (چادر) مبارک کو دس ہزار درم میں لینا چاہا مگر حضرت کعبؓ نے عطاء سرکارؐ کے بدلے درم و دینار پسند نہ کئے۔ آخرش ورثاء کعبؓ سے بعد وفات کعبؓ حضرت معاویہؓ نے تیس ہزار درم کو خرید لیا۔ ان کے بعد خاندان عباسیہ میں بھی یہ تبرکاً رہی اور تاجپوشی کے وقت خلیفہ کے شانوں پر ڈالی جاتی تھی۔ پھر فتنۂ تاتار میں یہ چادر شریف مفقود ہو گئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قصیدہ کی بخششوں میں دربار رسالت سے عطا رداء ہوئی ہے اور بوصیریؒ کو بھی اگر عطا ہوئی ہو تو تعجب نہیں۔ لہٰذا قصیدہ بُردہ کا نام رداء و برد یمانی سے منتسب ہونا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

6- ایک یہ کہ بُردہ بروزن فعلہ وہ شے جس کو ریتی سے چمکایا جائے۔ لغت میں بَرُدٌ ریتی سے رگڑنے کو اور مِبْرَد ریتی کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ قصیدہ مبارکہ زوائد وحشو اور تعقید سے پاک وصاف ہے اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا...... قصیدہ محبت کا جو بھی نام رکھ لیں اور جو بھی وجہ تسمیہ بیان کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ روح تسمیہ ایک ہی ہے یعنی صرف محبت رسولؐ ہے۔ یہ نور وسرور اور جذب وشوق کے نورانی سانچوں میں ڈھلی ہوئی شاعری ہے یا یوں کہیں کہ یہ شاعری سے بھی بلند کوئی اور شے ہے جس کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا۔

مقام تالیف کے بارے میں محقق سید کیلانی کا خیال ہے کہ بوصیری قاہرہ میں مقیم تھے اور وہیں انہوں نے یہ قصیدہ لکھا جبکہ ایک مستشرق کی تحقیق کے مطابق بردہ مکہ مکرمہ میں تحریر کیا گیا تھا۔ مشائخ عظام کے ہاں مشہور یہ ہے کہ شب جمعہ یہ قصیدہ کہا گیا تھا۔

اجمالی جائزہ:

قصیدہ بُردہ فنی خامیوں سے مبرا' صنائع بدائع سے مرصع اور ادبی محاسن کا ایک دلآویز اور دلکش مرقع ہے۔ برمحل تلمیحات' خوبصورت استعارات' دلکش تشبیہات اور چست تراکیب نے اس کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یہ ایک گلدستہ صد رنگ ہے۔ اس کی ظاہری ومعنوی خوبیوں نے نکلسن (Nicholson) جیسے نقاد کو بھی متاثر کیا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"The Borda may be read with pleasure on account of its smooth and elegant style."

''(قصیدہ) بُردہ اپنے سادہ اور پُرشکوہ اسلوب کی بدولت کیف وسرور کے ساتھ پڑھا جائے۔''

اس کا آغاز ہے تو وہ حسن آغاز اور اختتام ہے تو لاریب حسن اختتام۔ ابتدا میں بارہ شعروں کی تشبیب ہے۔ اس کے بعد 16 شعر ہوائے نفس کی مذمت میں ہیں۔ پھر مدح رسولؐ شروع ہوتی ہے۔ تیس اشعار مدح پیغمبرؐ کے ہیں۔ بعدازاں بالترتیب 19 شعر ولادت نبوی میں' 10 شعر اجابت دعوت میں' 17 شعر فضائل وصفات قرآن میں' 13 شعر بیان معراج میں' 22 شعر آنحضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے تذکرہ جہاد میں' 14 شعر استغفار اور طلب شفاعت میں' آخر میں 9 شعر مناجات اور طلب حاجات میں ہیں۔ یہ کل 162 (ایک سو باسٹھ) اشعار ہیں جن میں سے دو شعر الحاقی سمجھے جاتے ہیں۔ باقی ایک سو ساٹھ شعر اصل قصیدے کی ہیں۔ قصیدے کی کل فصلیں (ابواب) دس ہیں۔

ایک کتاب میں اشعار کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے: 11 اشعار غزلیات' 18 مواعظ' 30 مدائح' 28 معجزات' 18 صفات قرآن' 13 بیان معراج' 11 جہاد' 21 فاتحہ وتشبیب' 11 خاتمہ۔ کل اشعار: 161

قصیدہ بُردہ کا وزن شعری:

یہ قصیدہ مبارکہ بحر بسیط میں ہے۔ وزن مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ۔

اس میں پہلا فاعلن' کہیں کہیں فَعِلُنْ پڑھا جاتا ہے اور دوسرا فَاعِلُنْ ہر جگہ فَعِلُنْ بالزحاف پڑھا جائے گا۔ اسے علم عروض کی اصطلاح میں قطع کہتے ہیں اور مُسْتَفْعِلُنْ کا پہلا رُکن کہیں کہیں مَفَاعِلُنْ کے وزن پر آیا ہے۔ اس

قسم کے زحاف کو خبن کہتے ہیں۔ خبن اس زحاف کا نام ہے کہ رکن کے اوّل میں سبب خفیف کے ساکن حرف کو گرا دیا جائے جس سے فاعلن سے فعلن اور مستفعلن سے مفاعلن رہ جائے گا۔ حرف روی میں بہت جگہ اشباع واقع ہوا ہے اور بعض جگہ نہیں جیسا کہ حمی اور ظمی میں۔ مختصر یہ کہ وزن مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن دو دفعہ اور رکن چہارم اس کا ضروری مخبون ہے اور کسی جگہ پہلا مخبون اور دوسرا سالم اور کہیں بالعکس۔

عربی قصیدہ کے اجزاء:

عربی قصیدہ چار اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے:

(الف) مطلع وتشبیب (ب) گریز

(ج) مدح (د) مقطع ودعا

الف...... تشبیب: ہر قصیدہ کی ابتداء تشبیب سے ہوتی ہے۔ اس حسن وعشق کا ذکر ہوتا ہے۔ یہی تشبیب (قصیدہ کی عشقیہ تمہید) آگے جا کر غزل کا روپ دھار گئی۔ عرب اپنے ہر قصیدہ کی ابتداء خواہ وہ کتنا ہی مقدس ہو' ہمیشہ تشبیب سے کرتے ہیں۔ امام بوصیریؒ نے بارہ اشعار تشبیب کے لئے مختص کئے ہیں لیکن یہ تشبیب خود رسول اکرمؐ سے عشق کا اعلان ہے۔

ب...... گریز: شاعر تشبیب کہتے کہتے (اپنی محبوبہ اور اپنے عشق کا تذکرہ کرتے ہوئے) اپنے ممدوح کی کوئی صفت بیان کر دیتا ہے اس طرح روئے سخن ممدوح کی جانب ہو جاتا ہے۔ امام بوصیریؒ نے اس التزام میں قدرے ترمیم کی ہے۔ انہوں نے تشبیب کے بعد نفس کے ہوا وہوس کی مذمت کرتے ہوئے اصلاح کا پیرایہ بیان اختیار کیا ہے۔

ج...... مدح: گریز کے بعد مدح شروع ہو جاتی ہے اور اس کا سلسلہ مقطع تک پہنچتا ہے۔ قصیدہ بُردہ میں مدح فصل ثالث سے شروع ہو کر فصل ثامن (8) پر ختم ہوتی ہے۔

د...... مقطع: قصیدہ کا اختتام اپنے اغراض ومطالب کے اظہار پر ہوتا ہے۔ یہاں حسن طلب کا مؤثر پیرایہ میں ذکر ہوتا ہے۔ درباری شعراء کے ہاں یہ حصہ بڑا زوردار ہوتا ہے۔ مختلف درخواستیں پیش کی جاتی ہیں۔ اس قصیدہ کی آخری دو فصلیں یعنی فصل تاسع (9) اور فصل عاشر (10) اسی مقصد کو پورا کرتی ہیں۔ اس میں متاع دنیا کی بجائے نجات اخروی کا سوال کیا گیا ہے۔ شافع روز جزاء سے شفاعت کی التجا کی گئی ہے۔ شاعر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پر پورا یقین ہے۔

تبصرہ:

عربی قصیدوں کی خصوصیت ہے کہ ان کی ابتدا عشقیہ مضامین سے ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ اصل مضمون کی طرف گریز کرتی ہے جس میں عموماً عاشق اپنے ہجر کی داستان کو بیان کرتا ہے۔ اس کا دل ودماغ محبوب کے تصور میں اس کی بستی اور بارگاہ کے اردگرد گھومتا رہتا ہے کہ میرا معشوق اسی مقام پر رہتا بستا ہو گا۔ یہیں اس کا رین بسیرا ہو گا۔ وہ یہاں کی گلی کوچوں میں چلتا پھرتا ہو گا۔ وہاں کا ذرّہ ذرّہ اس کے سامنے ایک حسین منظر پیش کرتا ہے۔ وہ اسی کشمکش میں آہیں بھرتا اور گریہ وزاری کرتا ہے۔ دوست احباب سمجھ جاتے ہیں کہ یہ مریض عشق ہے۔ وہ اس کو

سمجھاتے ہیں لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ان سے التجا کرتا ہے کہ وہ اس کا سلام شوق' اس کی بے بسی اور دردِ دل کا حال اس کے محبوب تک پہنچا دیں۔

اسی طرح قصیدہ کے مصنف علیہ الرحمتہ اپنے محبوب کا اور محبت کا اظہار کئے بغیر اپنے عالم خیال اور دیوانگی میں "مدینہ منورہ" کے اطراف و اکناف کی پہاڑیوں اور کھنڈروں کوہ اظم اور موضع ذی سلم میں گھومتے رہتے ہیں۔ اندھیری رات میں بجلی کی چمک کے سہارے ان کو دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار نظر آ جاتے ہیں اور وہ بے تاب ہو جاتے ہیں۔ اب وہ اپنے محبوب کی یاد میں جو دونوں جہاں کا محبوب ہے' اپنے آپ کو نہایت حقیر سمجھ کر اپنے نفس کا جائزہ لیتے ہیں اور اس کو تزکیہ نفس اور آخرت کے لئے کارِ خیر اور عبادت الٰہی کی دعوت دیتے ہیں تا کہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کرنے کا حوصلہ پیدا کرے۔ اس طرح ان کو اس پاک نبی علیہ السلام کی ریاضت اور عبادت کا خیال آ جاتا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے اس ذات اقدس کا جن کی محبت کا دم بھرتا ہوں' ان کے راست طریقہ کو فراموش کر کے بڑا ظلم کیا ہے جو تمام رات یاد الٰہی میں مشغول رہتے حتیٰ کہ پائے مبارک ورم کر جاتے اور فاقوں کے سبب سردار دو جہاںؐ اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھ لیتے۔ حالانکہ بحکم خدا پہاڑ سونے کے بن کر آپؐ کے پاس حاضر ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کریں لیکن آپؐ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی۔

اب یہاں سے شاعر کیف عشق احمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل اور اخلاق حمیدہ کے سانچے میں موتی پرونے لگتا ہے۔ میلاد مبارک' معراج شریف اور معجزات نبویہ کا ذکر نہایت خوبصورتی اور فصاحت سے بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم جو بجائے خود ایک عالی شان معجزہ ہے اس کی تعریف و توصیف کے بعد غزوات و جہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایثار' وفا اور بہادری کے بیان کے بعد طلب مغفرت اور نہایت مؤثر مناجات اور درود وسلام پر قصیدہ کو ختم کرتا ہے۔

نوٹ: ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نے اس قصیدے سے متعلقہ اوہام سے بیزاری اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

آداب قرأت قصیدہ مبارکہ:

اس قصیدہ مبارک کی ابتداء میں ایک بشارت خاص ہے اور اختتام قصیدہ میں اُس بشارت کا نتیجہ ہے کہ اس قصیدہ کا ملازم ہمیشہ امن میں رہ کر ہر بلا و آفت سے محفوظ رہے گا۔

چنانچہ اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِىْ سَلَمٍ میں اَمِنْتَ نکلتا ہے' جس کے معنی ہیں تو اَمن میں آ گیا اور قصیدہ کے آخر پر ہے وَ اَطْرَبَ الْعِيسِ بِالنَّغَمِ تو امن و امان کا نتیجہ فرحت اور سکون و خوشی ہے۔ یعنی قصیدہ مبارکہ اَمِنْتَ شروع کرنے والے کو سنا کر ختم پر خیریت کی بشارت دی ہے۔ یہ قصیدہ امن و سلامتی کی تمہید اور نجات اُخروی کی نوید ہے۔

اس قصیدہ کے پڑھنے میں چند شروط و آداب کا لحاظ لازمی ہے۔ پڑھنے کے نتیجہ میں اگر فائدہ نہ ظاہر ہو تو

قصیدہ کی بے اثری نہ سمجھی جائے بلکہ اپنی غلطی پر اُس کو محمول کرنا چاہئے جیسا کہ امام غزنوی رحمتہ اللہ علیہ اس قصیدہ مبارکہ کو ہر رات پڑھا کرتے تھے تا کہ اس کی برکت سے زیارت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوں۔ ایک مدت تک پڑھا مگر زیارت نہ ہوئی تو انہوں نے اپنے شیخ کامل کی خدمت میں عرض کیا کہ اس میں کیا راز ہے۔ آپ نے جواب دیا: شاید تو اُس کی شرائط کی رعایت نہیں کرتا۔ علامہ غزنوی نے عرض کیا: نہیں حضور میں خاص رعایت اور توجہ سے پڑھتا ہوں۔ تو اُن کے شیخ نے مراقبہ کیا اور فرمایا:

"غزنوی زیارت نہ ہونے کا جو راز ہے' وہ معلوم ہو گیا۔ وہ یہ ہے کہ تم وہ درود نہیں پڑھتے جو امام بوصیریؒ نے حضورؐ پر اس قصیدہ کو سناتے ہوئے پڑھا تھا اور وہ درود یہ ہے:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اور اس قصیدہ میں اس درود کا پڑھنا ہی خاص سر (راز) ہے۔ اس کے سوا اور کوئی درود نہ ہو۔

چنانچہ شرائط قرأت میں اوّل یہ ہے کہ

1- باوضو ہو۔
2- قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ کر پڑھے۔
3- تصحیح الفاظ میں خاص کوشش کرے اور زیر زبر کا لحاظ رکھے۔
(جو لوگ کم قابلیت رکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ کسی عالم سے اس کو پڑھ لیں۔)
4- جو شعر پڑھے اُس کے معنی کو سمجھتا ہو اسلئے کہ دُعا کے لفظوں کو اگر نہ سمجھتا ہو تو اُس کی تاثیر جاتی رہتی ہے۔
5- ہر شعر کو شعر کی طرح پڑھا جائے نہ کہ نثر کی طرز پر۔
6- تمام قصیدہ اوّل حفظ ہو' پھر معمولاً پڑھے۔
(اگر یاد ہو تو زبانی پڑھے ورنہ کتاب پر۔ پڑھنے کے دوران کوئی دنیاوی کام یا بات چیت نہ کرے بجز اس کے کہ وضو کی ضرورت ہو۔)
7- جو اس کی قرأت کرے اور ورد بنائے۔ وہ پہلے اجازت کسی ماذون سے حاصل کرے یعنی کسی صحیح عقیدہ بزرگ سے جو اس کا مجاز ہو' اجازت حاصل کرے۔
8- قصیدہ کے اوّل اور آخر میں مخصوص وہ درود پڑھا جائے جو امام بوصیریؒ نے سرکار والا میں پڑھا تھا یعنی:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

یہ شرائط علامۃ الفہامہ امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کے قصیدہ کے شارح شیخ خرپوتی مفتی مدینہ خرپوت نے اپنی شرح میں نقل فرمائیں۔

صاحب الشوار والفردہ نے سلسلہ سہروردیہ کے قاعدہ کے تحت طریق تلاوت یوں لکھا ہے کہ مجھ کو اپنے والد ماجد میر سیّد علی بخاری سہروردی علیہ الرحمتہ سے اس کی اجازت ہے۔ طریق تلاوت یوں لکھا ہے کہ:

1- جس دن شروع کرنا ہو حسب مقدور ایک یا چند محتاجوں کو کھانا کھلائیں اور کھانا شیریں نمکین دوطرح کا ہونا چاہئے۔ اوّل اُس کھانے پر حضور کی وساطت سے مصنف قصیدہ کی فاتحہ ہو۔

2- صاف اور خوشبودار لباس پہن کر قصیدہ شروع کیا جائے۔

3- جس شعر میں حضور کا نام نامی آئے اُس کی تین بار تکرار کی جائے اور درود پڑھا جائے۔

4- وقت معین پر روزانہ کا ورد رہے۔

5- مقدرت ہو تو ہر ماہ کے آغاز میں طریق مذکور پر کھانا کھلایا جائے۔

6- قصیدہ شروع کرنے سے اوّل یہ درود شریف پڑھا جائے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِلَأَ الدُّنْيَا وَ مِلَأَ الْاٰخِرَةِ وَ بَارِکْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلَأَ الدُّنْيَا وَ مِلَأَ الْاٰخِرَةِ وَ ارْحَمْ سَيِّدَنَا مُحَمَّدً مِّلَأَ الدُّنْيَا وَ مِلَأَ الْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُکَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا جَارَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ يَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ يَا عِمَادَ مَنْ لَّا عِمَادَلَهٗ يَا سَنَدَ مَنْ لَّا سَنَدَ لَهٗ يَا ذُخْرَ مَنْ لَا ذُخْرَ لَهٗ يَا حِرْزَ الضُّعَفَاءِ يَا كَنْزَ الْفُقَرَآءِ يَا عَظِّمُ الرَّجَاءِ مَا مُنْقِذَ الْهَلْكٰى يَا مُنْجِى الْغَرْقٰى يَا مُحْسِنُ يَا مُجْمِلُ يَا مُنْعِمُ يَا مُفْضِلُ يَا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ يَا مُنِيْرُ اَنْتَ الَّذِىْ سَجَدَلَکَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَ سَوْءُ النَّهَارِ وَ شُعَاعُ الشَّمْسِ وَ حَفِيْفُ الشَّجَرِ وَ دَوِىُّ الْمَاءِ وَنُوْرُ الْقَمَرِ يَا اَللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ لَا شَرِيْکَ لَکَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ اللّٰهُمَّ وَاعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضْلَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَاَفْلِحْ حُجَّتَه وَابْلِغْهُ مَامُوْلَهٗ فِىْ اَهْلِ بَيْتِهٖ اُمَّتِهٖ۔

7- قصیدہ ختم کرکے یہ دُعا پڑھی جائے:

اَللّٰهُمَّ احْرُسْنِىْ بِعَيْنِکَ الَّتِىْ لَاتَنَامُ وَاكْفِنِىْ بِرُكْنِکَ الَّذِىْ لَا يُرَامُ وَارْحَمْنِىْ بِقُدْرَتِکَ عَلَىَّ فَلَا اَهْلِکُ وَاَنْتَ رَجَائِىْ فَكَمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَىَّ قَلَّ لَکَ بِهَا شُكْرِىْ وَكَمْ مِنْ بَلِيَّهِ نِ ابْتَلَيْتَنِىْ بِهَا قَلَّ لَکَ بِهَا صَبْرِىْ فَيَا مَنْ قل عند نعمته شكرى فلم يحرمنى و يامن قل عند بلية صبرى فلم يخزلنى و يامن رانى على الخطايا فلم يفضحنى يا ذالمعروف الذى لا ينقضى ابدا ويا ذا النعماء التى لا تحصٰى ابدا اسئلک ان تصلى على سيدنا محمد و علٰى آل سيدنا محمد و بک ادرءُ فى نحور الاعداء والجبابرة اللهم انک تعلم سرى و علانيتى فاقبل معذرتى وتعلم حاجتى فاعطنى سئولى وتعلم ما فى نفسى فاغفرلى ذنوبى. آمين برحمتک يا ارحم الرّٰحمين ؕ

مولانا علامہ محمد نور بخش توکلی اس کو پڑھنے کی ترکیب یوں بتاتے ہیں:

اس قصیدے کے پڑھنے کی ترکیب جو مجھے شیخنا العلامہ مولوی حاجی مشتاق احمد چشتی صابری انبہٹوی نے ارشاد فرمائی، یوں ہے کہ جو طالب اس کا ورد رکھنا چاہے وہ تمام قصیدہ روزانہ وقت معین پر مع اعتصام و اختتام کے پڑھے۔ اگر اعتصام و اختتام نہ پڑھے صرف ابیات کا پڑھنا ہی کافی ہے۔ اگر روزانہ سارا قصیدہ نہ پڑھ سکے تو ہر روز ہفت منزل میں سے ایک منزل مع ابیات قبلیہ و بعدیہ پڑھ لیا کرے۔ کتاب میں منازل کے نشان بتا دیئے گۓ ہیں۔ یہ منزلیں بزرگان طریقت نے طالبوں کی سہولت کے لئے مقرر کر دی ہیں تا کہ جمعہ سے شروع ہو کر پنج شنبہ کو ختم ہو جائے۔ اعتصام اس طرح ہے کہ یہ درود شریف گیارہ بار پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ

اس درود کے بعد آیت الکرسی و سورہ الم نشرح و سورہ اِنَّا اَعْطَيْنَا ہر ایک گیارہ گیارہ بار اور آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ ؕ ایک بار پڑھے پھر ہاتھ اُٹھا کر گیارہ بار اَلْمُسْتَغَاثُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُسْتَعَانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے۔ بعدازاں یہ درود شریف تین بار پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْعٰلَمِيْنَ حَبِيْبِکَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ وَاَكْمَلَ تَحِيَّاتِکَ بِعَدَدِ كَلِمٰتِکَ التَّامَّاتِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

پھر یہ دو بیتیں ایک بار پڑھ کر قصیدہ شریف شروع کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِئِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ — ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِى الْقِدَمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

قصیدہ ختم کرکے بعد یہ پڑھے:

ثُمَّ الرِّضٰى عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ وَّ عَنْ عُمَرَ — وَعَنْ عَلِىٍّ وَّ عَنْ عُثْمَانَ ذِى الْكَرَمِ

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ — اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ

يَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰى بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا — وَاغْفِرْلَنَا مَا مَضٰى يَا بَارِئَ النَّسَمِ

يَا رَبِّ جَمْعًا طَلَبْنَا مِنْکَ مَغْفِرَةً — وَحُسْنَ خَاتِمَةٍ يَا يَا مُبْدِئَ النِّعَمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَتَوَسَّلُ بِقِرَآءَةِ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةِ الْمُبَارَكَةِ اِلَيْکَ اَنْ تُعْطِيَنِىْ خَيْرَ الدَّارَيْنِ بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

بعدازاں تین بار یہ درود شریف پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

پھر ہاتھ اُٹھا کر گیارہ بار اَلْمُسْتَغَاثُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالْمُسْتَعَانُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہے اور تین بار یہ دو آیتیں پڑھ کر دُعا مانگے:

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط

آداب قرأت قصیدہ (آسان طریقہ):

1- باوضو ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھے۔

2- قصیدہ کے اوّل اور آخر درود پڑھے۔ وظیفہ پڑھنے سے پہلے مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا والا درود شریف ضرور پڑھیں۔

3- اشعار قصیدہ کو نظم کے انداز پر پڑھیں اور صحت تلفظ اور استحضار معانی کا لحاظ رکھیں۔

4- مصرع کے آخر میں حرف ''م'' کو اس طرح کھینچ کر پڑھیں کہ حرف ''ی'' پیدا ہو جائے مثلاً ذی سَلَم اور بِدَمِ سے سَلَمِیْ اور بِدَمِیْ۔ اگر شعر میں حرف ''ی'' پہلے سے موجود ہے تو کھینچ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں مثلاً ظَلَمِیْ، رُمِیْ۔

5- بعض اشعار بارگاہ رسالتؐ میں بہت زیادہ مقبول سمجھے جاتے ہیں، انہیں تین تین بار پڑھنا چاہیے۔

6- اگر کوئی حاجت ہو تو اشعار بُردہ پڑھ کر اور رسول کریم کو وسیلہ بنا کر خداوند قدوس سے دعا مانگنا چاہیے۔

7- ختم قصیدہ پر صاحب قصیدہ امام محمد بن سعید بوصیریؒ کو ایصال ثواب کرنا چاہیے اور دعاؤں میں امام بوصیریؒ اور جس بزرگ سے اجازت قرأت ہو انہیں یاد رکھنا چاہیے۔

اگر اس مبارک قصیدہ کو بہ آداب و احترام تلاوت کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہر شخص اس کے لاجواب فیوض و برکات سے مستفید ہوگا۔ بعض بزرگان کرام اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت شیخ سعدیؒ کے مشہور نعتیہ اشعار بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ..... کے ورد کی بھی سفارش کی ہے۔

بَلَغَ الْعُلٰے بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ[1] الدُّجٰے بِجَمَالِہٖ
اپنے کمال کی وجہ سے بلندی پر پہنچے — اپنے جمال سے تاریکیوں کو روشن کیا

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
اُن کی سب ہی عادتیں بھلی ہیں — اُن پر اور اُن کی اولاد پر درود پڑھو

1- یعنی جہل کی تاریکی کو دور کیا۔

منتخب اشعار قصیدہ بُردہ برائے حصول مرام

1- مندرجہ ذیل اشعار میں سے جو شعر پڑھا جائے اُس کے اوّل آخر تین بار یہ درود شریف ضرور پڑھا جائے:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰے حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

2- جو شعر پڑھا جائے اُس کی زیر زبر اور صحت الفاظ کا خاص خیال رکھا جائے۔ ہر شعر کو شعر کی طرح پڑھا جائے۔

3- خشوع و خضوع سے باوضو رو بقبلہ بیٹھ کر پڑھا جائے۔ صاف ستھرا لباس پہنا جائے۔

4- اوّل کچھ فاتحہ بتوسل سیّد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کی ہو۔

''خواص از شرح خرپوتی''

1- برائے ضعف قلبی و تنگی نفس:

ضعف قلب و غمگینی و تنگی نفس کے لئے یہ شعر مبارک حروف مقطعات میں سیب پر لکھ کر کھلائیں۔ چند روز کھلانے سے صحت ہو گی۔ اگر شیشہ کے برتن پر یہ شعر لکھا جائے اور دھو کر پلایا جائے تو ضیق النفس (سانس کی تکلیف) کو عجیب الاثر ہے:

لَوْ لَا الْھَوٰی لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰے طَلَلٍ — وَّلَآ اَرِقْتَ لِذِکْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

حروف مقطعات لکھنے کے یہ معنی ہیں کہ مرکب حروف کو الگ الگ لکھا جائے۔

ل و ل اال ہ و ی ل م ت رق دم ع اع ل اط ل ل

و ل اارق ت ل ذک رال ب ان وال ع ل م

2- برائے حاجت و حصول مراد:

برائے قضاء حاجات و حصول مرادات تین بار یہ شعر پڑھ کر کام شروع کیا جائے انشاء اللہ حاجت و مقصد پورا ہو گا:

فَکَیْفَ تُنْکِرُ حُبًّام بَعْدَ مَا شَھِدَتْ — بِہٖ عَلَیْکَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

3- برائے اقرار چوری:

1- اگر اپنی بیوی کی طرف سے کسی راز مخفی کا وہم ہو تو اس شعر کو لیموں کے پتے پر لکھ کر جب وہ سو رہی ہو تو اُس کے سینہ پر رکھ دیں۔ یہ خیال رہے کہ بائیں چھاتی پر رکھیں تو وہ سوتے ہوئے سب کچھ ظاہر کر دے گی۔

2- اور اگر کسی پر چوری کا شبہ ہو تو شعر مذکور مینڈک کی رنگی ہوئی کھال پر لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے اور اُس سے سوال کرے تو وہ خوف زدہ ہو کر باذن اللہ تعالیٰ فوراً اقرار جرم کر لے گا۔

نَعَمْ سَرىٰ طَيْفُ مَنْ اَهْوىٰ فَاَرَّقَنِىْ   وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتَ بِالْاَلَمِ

4- دشمن کے شر سے حفاظت:

برائے مقہوری اعداء گول کاغذ پر یہ شعر مدور سطر میں (گولائی کے انداز میں) لکھ کر اپنے عمامہ کے اندر رکھے اور پیشانی کی طرف یہ شعر رہے۔ انشاء اللہ دشمن ذلیل ہوگا اور خود اُس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

مَحَضْتَنِى النُّصْحَ لٰكِنْ لَّسْتُ اَسْمَعُهٗ   اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِىْ صَمَمِ

5- مطالعہ کتب سے جی گھبرانا:

اگر مطالعہ کتب سے جی گھبرائے اور مضمون کتاب سمجھ میں نہ آئے تو یہ شعر ایک سو انیس بار پڑھ کر مطالعہ کرے تو انشاء اللہ کتاب یا مضمون حل ہو جائے گا۔

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَاَتْ   مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

6- گناہوں پر اصرار کرنے کے لئے:

مندرجہ ذیل شعر ایک کاغذ پر بعد نماز جمعہ لکھ کر گلاب کے عرق سے دھو کر پلائیں اور اس کو اُسی جگہ رو بقبلہ بٹھائیں اور خشوع و خضوع سے بارگاہ الٰہی میں دعا تفویق توبۃ النصوح کرائیں۔ عصر و مغرب وہاں ہی پڑھی جائے۔ عشاء تک اسی طرح صلوٰۃ و سلام بخشوع و خضوع پڑھا جائے تو انشاء اللہ ہر قسم کے کبیرہ گناہ سے محفوظ رہے گا۔

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَّلَا حَكَمًا   فَاَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

7- برائے حاجت دینی و دنیاوی:

برائے حاجات دینی و دنیوی یہ شعر مبارک ایک مجلس میں ایک ہزار ایک مرتبہ مع اوّل آخر درود و قصیدہ گیارہ گیارہ بار پڑھے۔ انشاء اللہ ایک ہی مجلس کے پڑھنے سے مراد پوری ہوگی۔

اور اگر اتنی مقدار نہ پڑھ سکے تو ہر وقت پڑھتا رہے تو بھی اس کی برکات سے محروم نہیں رہتا۔ بفضلہٖ تعالیٰ مراد پوری ہوگی۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ   لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ!

8- برائے آسانی سکرات الموت:

برائے آسانی سکرات موت بالین مریض پر پڑھیں۔ اگر وقت پورا ہو چکا ہے۔ موت آسانی سے ہوگی۔ ورنہ شفاء عاجل حاصل ہو۔

لَوْنَا سَبَتْ قَدْرَهٗ آيَاتُهٗ عِظَمًا   اَحْىٰ اسْمُهٗ حِيْنَ يُدْعٰى دَارِسَ الرِّمَمِ

9- برائے حفاظت جنگلی درندے:

جنگل یا آبادی میں جب کہ وحوش و سباع کا خطرہ ہو تو یہ شعر سات بار یا نو بار پڑھ کر اپنے گرد شہادت کی انگلی سے دائرہ لگا لے تو انشاء اللہ دائرہ کے اندر وہ وحشی داخل نہ ہو سکے گا بلکہ اگر سبوعی (درندہ صفات یعنی ظالم مزاج کا انسان بھی ہوگا تو اُس سے بھی محفوظ رہے گا۔

وِقَايَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَةٍ   مِنَ الدُّرُوْعِ وَ عَنْ عَالٍ مِنَ الْاُطُمِ

10- برائے واپسی بعافیت از سفر:

سفر میں جاتے ہوئے یہ شعر مبارک ایک کاغذ پر لکھ کر پہلا مصرع اپنے گھر میں رکھ دے اور دوسرا مصرع اپنے ساتھ سفر میں لے جائے۔ انشاء اللہ بعافیت گھر واپس آئے۔

مَا سَامَنِى الدَّهْرُ ضَيْمًا وَّ اسْتَجَرْتُ بِهٖ   اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْهُ لَمْ يُضَمِ

11- برائے علاج بیماری:

اگر کسی عورت نے مرد کو باندھ دیا ہو یعنی اُس کے سوا کسی سے مجامعت کے قابل نہ ہو سکتا ہو تو تین انڈے مرغ کے جوش دے کر چھیلے اور دو انڈوں پر حروف مہملہ میں پہلا مصرع اس طرح لکھے کہ دونوں انڈوں کے چاروں طرف حروف پُر ہو جائیں اور دوسرا مصرع تیسرے انڈے پر اُسی طرح لکھ کر پہلے مصرع کے دونوں انڈے خود کھا لے اور تیسرا انڈا عورت کو کھلا دے۔ انشاء اللہ کھل جائے گا اور سحر سفلی جو اُس پر کیا گیا ہے رد ہو جائے گا۔

وَ بِتَّ تَرْقٰى اِلٰى اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً   مِنْ قَابَ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

یہ اشعار تو وہ ہیں جو علامہ خرپوتی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی شرح میں خاص طور پر بیان فرمائے۔ اب وہ اشعار نذر ناظرین ہیں جو دیگر بزرگان دین کے معمول میں تھے۔ وباللہ التوفیق!

12- برائے فرماں برداری ولکنت زبان:

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ سے فَمَا لِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ تک تین شعر ہوتے ہیں۔

ان تینوں اشعار کو اگر شیشہ کے برتن پر لکھ کر مینہ کے پانی سے اُس جانور کو پلایا جائے جو تابع فرمان نہ ہو تو وہ فوراً متبع ہو جائے گا۔

اور اگر یہ تینوں شعر ہرن کی جھلی پر لکھ کر لکنت والے کے بازو پر باندھ دیں تو رکاکت لسانی دور ہو اور بعون اللہ تعالیٰ فصیح اللسان ہو جائے۔

13- برائے حزن و ملال تنگی و برائے آسیب:

جس شخص کے دل میں حزن و ملال و یا تنگی ہو اور مکدر رہتا ہو اُسے یہ شعر مبارک حروف مقطعہ میں سیب پر لکھ کر کھلائیں۔ انشاء اللہ رفع مرض ہوگا اور اگر شیشہ پر لکھ کر دھو کر پلائیں تو بھی مفید ہوگا لیکن تفاح یعنی سیب پر لکھ کر دینا زیادہ مفید ہے۔

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ

یہ بیت مبارک ہر قسم کے آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کریں اور چینی پر لکھ کر پلائیں تو چند روز میں شفاء حاصل ہو بلکہ اس کا تعویذ لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔

مفتی خرپوتیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر جمعہ کی رات کو مغرب اور عشاء کے درمیان یہ قصیدہ شرائط قرأت کی رعایت رکھ کر پڑھا کرے گا تو بفضل خدا وہ مرتے وقت حالت ایمان و اسلام پر ہی وفات پائے گا۔[1]

شیخ ابراہیم باجوریؒ نے اس قصیدہ کی شرح عربی میں بعض ابیات کے جو فوائد و تاثیرات بیان کی ہیں وہ مختصراً درج ذیل ہیں:

1- اَمِنْ تَذَكُّرِ اَمْ هَبَّتِ ہرن کی جھلی پر لکھ کر اپنے سیدھے بازو پر باندھ لیں تو بہت جلد عربی زبان سیکھ لیں گے۔

2- نَعَمْ سَرٰى جو شخص بعد نماز عشاء پڑھ کر سو جائے تو خواب میں رسول مقبولؐ کی زیارت نصیب ہوگی۔

3- مُحَمَّدٌ هُوَ الْحَبِيْبُ جو شخص ان ابیات کی مواظبت کرے گا مصائب و آفات سے محفوظ رہے گا۔ جو مبتلائے مصائب پڑھے اور رسول اللہؐ کا توسل اختیار کرے مصائب فوری رفع ہو جائیں گے۔

4- دَعَا اِلَى اللّٰهِ ہر نماز کے بعد یہ شعر برائے حفظ ایمان و امان دس مرتبہ پڑھے اور شروع میں یہ درود پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ الْبَشِيْرِ الدَّاعِيْ اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ

5- فَاقَ النَّبِيِّيْنَ سے لَوْ نَاسَبَتْ تک۔ ان ابیات کا دشمنان دین سے جہاد اور بحث و مناظرہ کے قوت قوت قلب اور شدت و غلبہ کے لئے پڑھنا بے حد مفید ہے۔

6- لَا تُنْكِرِ الْوَحْيَ فَذَاكَ حِيْنَ یہ ابیات امراض سینہ کے لئے بے حد مفید ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کوری سکوری پر لکھ کر اسے جوشاندہ سوس (ملیٹھی) سے دھو کر پئیں انشاء اللہ بہت جلد فائدہ ہوگا۔

7- تَبَارَكَ اللّٰهُ كَمْ اَبْرَاَتْ یہ شعر صرع (مرگی) اور فالج و دیگر امراض کے لئے اکسیر ہیں۔ (مصروع) مرگی زدہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ان ابیات کو لکھے و نیز نیلے کپڑے پر لکھ کر اس کا فتیلہ بنائے اور اس کو جلا کر مصروع کی ناک میں دھواں دے فوری ہوش آ جائے گا اور صحت حاصل ہوگی۔ ہوش آنے کے بعد

1- عصیدہ الشہداء ص 5

آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا مٹا دیا جائے۔ انشاء اللہ مرگی دور ہو جائے گی اور دوبارہ یہ مرض نہ ہوگا۔ اگر ہو تو یہ ابیات قرآن کی کسی آیت کے ساتھ لکھ کر گلے میں ڈالیں تو عجائب نظر آئیں اور فالج زدہ ان ابیات کو لکھ کر اس کے جسم پر ملیں اور پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے ہاتھ جسم پر ملیں تو انشاء اللہ صحت کلی حاصل ہو جیسا کہ رسول مقبولؐ نے ناظم قصیدہ کے ساتھ کیا اور تندرست آدمی بھی پڑھ کر اپنے ہاتھ جسم سے مل لے تو انشاء اللہ فالج سے محفوظ رہے۔

8- كَمْ جَدَّلَهٗ كَفَاكَ ان ابیات کا تعویذ لکھ کر بچوں کے گلے میں ڈالا جائے تو ان کا حافظہ تیز اور فہم زیادہ ہو وہ آسیب اور تمام اثرات و امراض سے محفوظ رہیں۔

9- خَدَمَتُهٗ سے وَلَمْ اَرِدْ تک (نویں فصل) ان ابیات کو گلاب و زعفران سے لکھ کر دھو کر سانپ بچھو اور کوئی دوسرا زہریلا جانور کاٹے تو اس کو پلائیں انشاء اللہ زہر فوراً اُتر جائے اور اس کا اثر زائل ہو جائے۔

10- يَا اَكْرَمَ سے فَاِنَّ مِنْ تک پڑھ کر جس مقصد کے لئے بتوسل حضور دُعا کرے قبول ہوگی۔



فضائل وخواص قصیدۂ بُردَہ

جاننا چاہیے کہ اس قصیدہ متبرکہ کے فضائل اور خواص بے شمار ہیں مگر برسبیل اختصار جو کتب مشہورہ میں ہیں' یہاں بیان ہوتے ہیں:

1- عمر میں برکت ہونے کے واسطے ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے۔

2- دفع بلا کے واسطے اکہتر مرتبہ پڑھے۔

3- دفع قحط کے واسطے تین سو مرتبہ۔

4- تونگری اور دولت مندی کے واسطے سات سو مرتبہ۔

5- فرزند پیدا ہونے کے لئے ایک سو سولہ بار پڑھے۔

6- ہر مشکل کام کی آسانی کے واسطے سات سو اکہتر مرتبہ۔

7- جو ہر روز ایک بار پڑھے یا دوسرا شخص پڑھ کر اس پر دم کرے ہر بلا سے محفوظ رہے۔

8- جو ہر روز ایک بار پڑھ کر اولاد پر دم کرے عمر دراز ہو۔

9- جو شب جمعہ کو سترہ بار سات جمعہ تک پڑھے' نیک بخت اور دولت مند ہو جائے۔

10- جو اپنی خواب گاہ میں جس مطلب کے واسطے پڑھے اُس کا مطلب خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

11- جو پرانے قبرستان میں چالیس دن تک ہر روز اکتالیس بار پڑھے دشمن اُس کا ہلاک ہو جائے۔

12- جو گلاب پر ہر روز ایک مرتبہ پڑھ کر سات دن تک کسی کو پلائے اس کا حافظہ خوب ہو جائے۔

13- جسے کوئی سختی پیش آئے تین روزے رکھے اور ہر روز اکیس بار پڑھے۔

14- جو مشک اور زعفران سے لکھ کر گلے میں ڈالے ستر بلا سے محفوظ رہے۔

15- جس گھر میں ہر روز تین مرتبہ پڑھا جائے اکثر بلا سے امن میں رہے۔

16- اگر کوئی مطلب ہو ستائیس مرتبہ پڑھے شب جمعہ کو اور ستائیس چیز صدقہ کرے۔

17- جس گھر میں یہ قصیدہ ہو وہ گھر چور وغیرہ سے محفوظ رہے۔

18- جو اپنی عمر میں اس کو سات ہزار بار پڑھے اس کی عمر سو برس کی ہو جائے۔

19- جو گلاب کے پانی پر پڑھ کر کپڑوں پر ڈالے عزیز خلق اللہ ہو جائے۔

20- اگر سفر میں ہو ہر روز ایک بار پڑھا کرے' سفر کے مصائب سے محفوظ رہے۔

21- جو قرض دار ہو ہزار مرتبہ پڑھے۔

22- جس مطلب کے واسطے شب جمعہ کو اکتالیس بار خود پڑھے یا دوسرا اس کے لئے پڑھے مطلب اس کا حاصل ہو جائے۔

23- جس گھر میں یہ قصیدہ پڑھا جائے سات چیزوں سے محفوظ رہے۔ اوّل جنوں کے شر سے' دوسرے وباء سے'

تیسرے چیچک سے' چوتھے آنکھوں کی بیماری سے' پانچویں نحوست سے' چھٹے دیوانگی سے' ساتویں مرگ مفاجات سے اور سات چیزیں اس کو زیادہ ہوں: اوّل عمر دراز ہو' دوسرے رزق فراخ ہو' تیسرے صحت بدن' چوتھے دولت ونصرت' پانچویں نور محمد ﷺ دیکھے' چھٹے غنی ہو' ساتویں خوشی اور خرمی ہو۔

24- جو اس کی مداومت کرے اس کی معاون روح حضرت ﷺ کی ہو جو کوئی نقصان اُس کا چاہے تو اُس کا کچھ نقصان نہ ہو بلکہ اُسی چاہنے والے کا نقصان ہو۔

25- جو چاہے نفع نقصان سفر کا معلوم ہو جائے وہ تین بار پڑھے اوّل ہزار بار درود شریف پڑھے اُس کو خواب میں سفر کا نفع نقصان معلوم ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ اس کو آگاہ کر دیں گے۔

26- جو کوئی مسافر کا حال معلوم کرنا چاہے وہ شب جمعہ کو تین بار پڑھے اور درود شریف بھی پڑھے معلوم ہو جائے گا۔

27- جن و پری کے آسیب کے لئے ایک بار روز چالیس دن تک پڑھے اور دم کرے۔

28- جو کوئی بچہ پیدا ہو تو نو بار دریا کے پانی پر دم کر کے نہلائے وہ بچہ ہر بلا سے امن میں رہے گا۔

29- درد زہ کے واسطے تین دفعہ گلاب کے پانی پر دم کر کے پانی میں ملا کر پلائے جلد خلاص ہو اور تھوڑا سا کمر پر بھی مل دے۔

30- جو کشتی پر سوار ہو کر ایک بار پڑھے طوفان بھی ہو تو دفع ہو جائے۔

31- جو قید ہو اِسے پڑھا کرے رہا ہو جائے۔

32- جس کی زمین میں کھیتی نہ ہو سکتی ہو تخم پر دم کر کے بوئے' بہت پیداوار ہو۔

33- جس کھیتی پر ٹڈی آئے سات بار پڑھ کر خاک پر دم کر کے ڈال دے جہاں وہ خاک پڑے گی وہاں نہیں آئے گی۔

غرضیکہ جس مطلب کے لئے پڑھے گا حاصل ہو گا لیکن اکل حلال صدق مقال جامہ حلال کم کھانا کم سونا کم بولنا اس پر مداومت کرے۔



شان مقبولیت بُردہ

عہد تالیف سے لے کر اب تک ہر عہد اور دور میں امام بوصیریؒ کی محبوبیت نیک لوگوں میں بُردہ شریف کی مقبولیت اور اس کی مسلمہ افادیت یقیناً اس امر کی دلیل ہے کہ اسے بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت میسر ہے۔

ع زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

بارگاہِ رسالت میں مقبولیت:

قصیدہ بُردہ کی بارگاہِ رسالتؐ میں مقبولیت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ امام بوصیریؒ کا اسے پڑھنا' زیارت رسولؐ نصیب ہونا' فالج سے شفا پانا' شیخ ابوالرجاءؒ کا قصیدہ طلب کرنا اور سعد الدین فارقیؒ کو خواب میں کسی بزرگ کا اس کی طرف متوجہ کرنا وغیرہ ایسے واقعات ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں تاہم اور بھی واقعات ایسے موجود ہیں جو اس مقبولیت کا ثبوت ہیں۔ دراصل مدح رسولؐ بذات خود ایسا عمل ہے جو باعث خوشنودئ خدا و رسولؐ ہے۔

خدا اپنے حبیب کی تعریف سن کر خوش ہوتا ہے اور خدا کا رسولؐ یہ دیکھ کر کہ ان کا ایک نام لیوا حقوق رسالت کو پہچان کر رضاء رب کا کام کرنے لگا ہے' تو وہ خود بھی خوش ہوتے ہیں۔

1- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ قیام حرمین کے دوران کے روحانی مشاہدات کی بنا پر تحریر کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سرکار رسالت مآبؐ ایسے شخص سے بہت ہی خوش ہوتے ہیں جو آپ پر درود بھیجے اور نعت گوئی کرے۔[1]

2- تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ امام بوصیریؒ نے جب یہ قصیدہ حالت خواب میں رسول پاک کو سنایا تھا تو وہ بہت خوش ہوئے تھے بلکہ بقول شارح بُردہ جعفر باشا بالخصوص چھ اشعار (نمبر 6, 39, 40, 55 وغیرہ) پر تو بطور خاص جھوم اُٹھے تھے۔[2]

ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف یہ قصیدہ سماعت فرمایا تھا بلکہ اصلاح و اضافہ سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ الشفاء شرح بُردہ میں ہے کہ امام بوصیریؒ نے جب خواب میں یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا تھا اور شعر نمبر 51 کا پہلا مصرع "فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهُ بَشَرٌ" پڑھ کر خاموش ہو گئے کیونکہ دوسرا مصرع موزوں نہ ہو سکا تھا تو حضور پاکؐ نے از خود "وَاَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ" ارشاد فرما کر مصرع موزوں کر دیا تھا۔[3]

1- فیوض الحرمین......ص 33

2- عصیدۃ الشہدہ......ص 20

3- کتاب مذکور......ص 4

3- کئی واقعات ایسے بھی ہیں کہ جن کی روشنی میں بارگاہِ نبوتؐ سے رویائے صالحہ میں مضامین بُردہ کی تائید و توثیق ہوتی ہے مثلاً بقول امام شعرانیؒ شیخ ابوالمواہب شاذلیؒ محولہ بالا شعر نمبر 51 ہی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک ازہری نے مجھ کج بحثی شروع کر دی۔

میرا موقف یہ تھا کہ رسول پاکؐ کا ساری مخلوق بشمول انبیاء و ملائکہ مقربین سے افضل ہونا اجماع سے ثابت ہے جبکہ اس کا کہنا یہ تھا کہ قول بوصیریؒ شاعر کی محض شاعرانہ دلیل ہے۔ میرے بہت کچھ سمجھانے کے باوجود وہ اپنی بات پر بضد رہا۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور پاکؐ مع صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت شیخینؓ جامع ازہر کے منبر کے پاس تشریف فرما ہیں۔ مجھے دیکھا تو ارشاد فرمایا ہمارے دوست کو خوش آمدید ہو۔ پھر اپنے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا جانتے ہو آج کیا واقعہ پیش آیا۔ وہ کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ اس پر ارشاد نبوت ہوا کہ فلاں شخص کا اعتقاد یہ ہے کہ فرشتے مجھ سے بہتر ہیں۔ اس پر سارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیک آواز جواب دیا: نہیں' اے اللہ کے رسول! روئے زمین پر کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہیں ہے۔

دوسری مرتبہ مجھے زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی تو میں نے اس شعر کے مصرع اوّل کے معنی کی تصدیق کی خاطر یہ عرض کئے کہ آپ کی نسبت اس شخص کا منتہی جس کو آپؐ کی حقیقت کا علم نہیں ہے' یہ ہے کہ آپ بشر ہیں ورنہ روح قدسی اور قالب نبوی کے ساتھ آپ اس سے کہیں اعلیٰ و ارفع اور ماوراء ہیں۔ حضور ختمی مرتبتؐ نے یہ سن کر میرے مفہوم کی تصدیق فرمائی۔[1]

4- شیخ شاذلیؒ مزید فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مجلس میں' میں نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں مگر دوسرے بشروں کی طرح نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے ہیں کہ جیسے پتھروں میں لعل و گوہر ہوتا ہے۔ بعدۂ مجھے زیارت رسولؐ ہوئی تو حضور اقدسؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اور جتنے آدمی اس قول میں تیرے ہم زبان تھے' سب کو بخش دیا۔ اس کے بعد حضرت شاذلیؒ مرتے دم تک ہر مجلس میں یہی موقف دہرایا کرتے تھے۔[2]

5- قصیدہ بُردہ کی بارگاہِ اقدس میں مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ کئی شارحین بُردہ کو خود حضور پاکؐ نے شرحیں لکھنے کا اشارہ فرمایا تھا۔

شیخ علی مصنفک بسطامیؒ (م 875ھ/ 1470ء) نے 835ھ میں خواب میں حضور پُرنورؐ کے اشارہ فرمانے پر تین سالوں میں عربی زبان میں شرح بُردہ تحریر کی تھی۔[3]

مزید برآں انہیں جہاں جہاں مفہوم اشعار سمجھنے میں دشواری پیش آئی امام بوصیریؒ نے خود خواب میں

1- ترجمہ الطبقات الکبریٰ......ص 534

2- کتاب مذکور......ص 536

3- الفوائد البہیہ......ص 193

رہنمائی۔ برصغیر پاک و ہند سے مولانا نجف علی جھجریؒ (م 1299ھ/ 1882ء) کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے فرمان نبوتؐ کے مطابق شرحیں لکھی تھیں۔ انہیں سن 1295ھ/ 1878ء میں خواب میں بارگاہ نبوتؐ سے حکم ہوا کہ وہ قصائد ثلاثہ بانت سعادُ بُردہ شریف اور آمالی کی عربی، فارسی اور اُردو میں تین تین شرحیں لکھیں چنانچہ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے انہوں نے ہر قصیدے کی ان زبانوں میں تین شرحیں لکھیں۔ [1]

امام بوصیریؒ اور رہنمائی شارحین:

شیخ بدرالدین الدین زرکشیؒ (م 794ھ/ 1391ء) شعر نمبر 52 کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ شعر مفہوم کے اعتبار سے مشکل ترین شعر ہے۔ مختلف شرحیں دیکھیں مگر میری تسلی وتشفی نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ اس سلسلے میں حیران و پریشان بھی رہا۔ بالآخر امام بوصیریؒ کو مکاشفہ میں دیکھا اور ان سے ہی مفہوم شعر پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ انسان میں دل، نفس امارہ اور شیطان تین داعیے ہوتے ہیں۔ جب کوئی دل نیکی کا کام کرنا چاہتا ہے تو نفس اسے روکتا ہے۔ پس دونوں میں جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ اتنے میں شیطان پنچ بن کر بیچ میں آ جاتا ہے حالانکہ وہ خود برائی کا حُکم دینے والا ہے۔ اس طرح شیطان حَکَم (ثالث) ہو گا اور نفس خصم (جھگڑے کا ایک فریق)۔ اسی طرح شیطان کسی بُرائی کا کام کرنا چاہتا ہے تو دل اسے روکتا ہے اور پھر دونوں میں جھگڑا ہونے لگتا ہے تو وہ نفس امارہ کو ثالث بنا لیتے ہیں جو خود بُرائی کا حکم دینے والا ہے۔ اس صورت حالات میں نفس، حَکَم (ثالث) اور شیطان خصم (فریق مخالف) ہو گا۔ [2]

اشعار بُردہ سے استشہاد:

برصغیر پاک و ہند میں قصیدہ بُردہ کی مقبولیت اور امام بوصیری کی جلالت قدر کا یہ عالم ہے کہ یہاں کے جید علماء اور نامور فضلاء اپنی تصانیف میں اس قصیدے کے اشعار سے استدلال کرتے رہے ہیں مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی (1052ھ/ 1642ء) جیسی جلیل القدر ہستی نے شیخ تاج سبکی کے حوالے سے مسئلہ توسل کی حقانیت پر بُردہ شریف کے شعر نمبر 153 کی شہادت پیش کی ہے۔ [3]

اس بابرکت قصیدہ کو مسجد نبوی نے اپنے گنبدوں میں جگہ دی اور حصول سعادت کے لئے برصغیر کے بعض علماء اور فضلاء نے اس کے روح پرور اشعار سے اپنی کتابوں کو زینت بخشی ہے مثلاً مشہور مؤرخ اسلام سید امیر علی نے اپنی مشہور عالم انگریزی کتاب ''اسپرٹ آف اسلام'' کے ہر باب کا آغاز اشعار بُردہ سے کیا ہے اور مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سیرت النبیؐ پر اپنی مقبول تالیف ''نشر الطیب'' کے ہر باب کا اختتام بُردہ کے بابرکت شعروں پر کیا ہے۔ علامہ اقبالؒ کو عشق مصطفٰیؐ کی قدر مشترک کی بدولت امام بوصیریؒ سے بے پناہ عقیدت تھی چنانچہ وہ ان کا

1- تذکرہ علمائے ہند......ص 236

2- عصیدہ الشہدا......ص 56-57

3- جذب القلوب......ص 160

حوالہ دے کر بارگاہ رسالتؐ میں استدعا کرتے ہیں:

اے بوصیری را رداء بخشندہ
بربط سلما مرا بخشندہ

ایک اور مقام پر عرض کرتے ہیں:

چوں بصیریؔ از تو می خواہم کشود
تا بمن باز آید آں روزے کہ بود

''بال جبریل'' کی نظم ''ذوق وشوق'' کا تمامتر ذوق وشوق تلمیحات بُردہ کا مرہون منت ہے۔ یاد رہے کہ یہ اشعار مصر اور فلسطین کی مقدس سرزمین میں لکھے گئے تھے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحاب شب — کوہِ اضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں
گرد سے پاک ہے ہوا' برگ نخیل دھل گئے — ریگ نواح کاظمہ نرم ہے مثل پرنیاں
آگ بجھی ہوئی اِدھر ٹوٹی ہوئی طناب اُدھر
کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

راہ طریقت کی دریافت:

اتباع سنت کے تحت اور پابندیٔ شریعت کے ساتھ تہذیب نفس اور روحانی ترقی کی عملی تربیت طریقت کہلاتی ہے۔ درود شریف کی کثرت کی طرح اس نعتیہ قصیدے کی برکات میں سے ایک برکت یہ ہے کہ اس کی مواظبت طریقت میں خضر راہ ثابت ہوتی ہے۔

1- غوث زماں حضرت سیّد عبدالعزیز دباغ مغربیؒ اپنے سلوک کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ العربی الفشتالیؒ (م 1090ھ/ 1679ء) کی امانت (متبرک لباس) کو پہنا اور جو کچھ مجھے کہا گیا تھا وہ میں سمجھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اخلاص عبودیت کا شوق ڈال دیا لہٰذا میں لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کرتا رہتا جس بزرگ کا ذکر سنتا' پاس جا کر انہیں پیر بنا لیتا۔ حسب ارشاد ورد وظیفہ پڑھتا لیکن کچھ عرصہ گزرنے پر جب مزید ترقی نہ پاتا تو انہیں چھوڑ کر کسی اور کے پاس چلا جاتا۔ جب ان کے ہاں بھی مزید معرفت نہ پاتا تو انہیں بھی چھوڑ دیتا۔ اس طرح میں 1109ھ سے 1121ھ تک مارا مارا پھرتا رہا۔ ہر جمعۃ المبارک کی رات حضرت علی بن حرزہمؒ کے مزار مبارک پر لوگوں کے ساتھ مل کر 'قصیدہ بُردہ' ختم کیا کرتا تھا۔ جمعہ کی ایک رات حسب معمول بُردہ شریف ختم کر کے مزار سے نکل ہی رہا تھا کہ ایک شخص کو مزار مبارک کے پاس والے بیری کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوئے پایا۔ انہوں نے ملتے ہی میرے دل کی باتیں بتانی شروع کر دیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ضرور کوئی ولی اللہ اور عارف باللہ ہے۔ حقیقت میں وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جنہوں نے اس وقت طریقت میں میری رہنمائی فرمائی۔ [1]

1- ترجمہ الابریز (خزینۂ معارف)...... ج 1' ص 10-11

2- مولانا شاہ گل حسن قادری خلیفہ اعظم حضرت غوث علی شاہ قلندر قادری پانی پتیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت پیر و مرشد حضرت غوث علی شاہ صاحب سے بیعت کے لئے اصرار کیا تو فرمایا کہ قصیدہ بُردہ شریف حفظ کر لو۔ جب حفظ کر لیا تو اس کی ترکیب ارشاد فرمائی۔ حسب ارشاد رات کو پڑھ کر سو رہا۔ خواب میں دیکھا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلندر صاحبؒ کی مسجد میں نماز عصر پڑھا رہے ہیں۔ میں بھی وضو کر کے شریک جماعت ہو گیا۔ بعد سلام قدم بوس ہوا۔ آنحضرتؐ نے قرآن شریف کا آخری پارہ عنایت فرمایا۔ بیدار ہوا تو یہ کیفیت حضرت قبلہ سے عرض کی۔ فرمایا آج پھر پڑھو۔ پھر پڑھا رات کو خواب میں دیکھا کہ آنحضورؐ مسجد مذکور میں نماز فجر پڑھاتے ہیں۔ میں بھی وضو کر کے شامل ہو گیا۔ بعد سلام آپؐ نے تمام قرآن اوّل تا آخر عنایت فرمایا۔ بعد بیداری یہ خواب بھی حضرت قبلہ سے عرض کیا حکم ہوا کہ آج پھر پڑھو۔ جب پڑھ کر سویا تو دیکھتا ہوں کہ جناب رسول خداؐ کے فراق میں دریا، صحرا اور کوہ و بیاباں طے کرتا ہوا ایک ریگستان میں پہنچا ہوں اور بے ہوش ہو کر گر پڑا ہوں۔ ریت پر پڑا تڑپ رہا ہوں کہ محبوب کبریا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت کثیر کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ میرے سر کو اُٹھا کر اپنے زانوئے مبارک پر رکھا اور ردائے مبارک (بُردہ شریف) سے میرے چہرے کا گرد و غبار صاف فرمایا۔ میں ہوش میں آیا تو آنحضورؐ کے روئے منور پر نظر پڑی۔ میں نے رو کر عرض کی یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے۔ جواب میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "بیٹا! گھبرا مت۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے گا اور تیرے سارے مقصد پورے ہو کر رہیں گے، خاطر جمع رکھو۔ بیقراری مت کرو۔ ابھی وقت نہیں آیا۔ تھوڑے عرصہ بعد منزل مقصود کو پہنچ جائے گا۔"

اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو اس وقت ایک ایسی عجیب کیفیت طاری تھی کہ جو الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ سارا واقعہ حضرت قبلہ سے عرض کیا تو فرمایا تم کو مبارک ہو اور بہت بہت مبارک ہو۔ یہ حال تو خود ہم پر بھی نہیں گزرا تھا کہ جو تم پر گزرا ہے۔ تم کو حج نصیب ہو گا اور راہِ طیبہ میں تم انہی آنکھوں سے زیارت رسولؐ کرو گے اور یہ واردات خواب بیداری میں تم پر گزرے گی۔[1]

قید اعداء سے نجات:

مولانا سعد اللہ بن مولانا ابراہیم جامع ملتانیؒ کا یہ واقعہ "تاریخ فرشتہ" میں ان کی اپنی زبانی اس طرح درج ہے کہ جب سلطان حسین حاکم سندھ نے ملتان پر حملہ کر کے شہر فتح کر لیا تو میں اپنے والد کے ہاں گھر پر موجود تھا۔ فوج نے لوٹ مار کی، ہمارا گھر بھی زد میں آ گیا۔ اہل لشکر نے بہت لوگوں کو قید کر لیا۔ مجھے اور میرے والد کو بھی گرفتار کر کے لے گئے اور وزیر کے سامنے پیش کیا۔ وہ میرے متعلق کوئی حکم صادر کرنے لگا تو میں نے مؤدبانہ طور پر یہ گزارش کی کہ از راہ کرم اتنا احسان ضرور کیجئے کہ جو حکم لکھنا ہو وہ وضو کر کے لکھئے۔ میرے کہنے پر وزیر وضو کرنے بیٹھ گیا اور میں نے موقع پا کر ایک کاغذ لیا اور اس پر قصیدہ بُردہ شریف کا یہ شعر لکھ دیا:

1- تذکرہ غوثیہ......ص 433-434

فَمَا لِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا
وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ

شعر لکھ کر میں اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ وزیر صاحب وضو کر کے اپنی نشست گاہ پر پہنچے تو ان کی نگاہ اس شعر پر پڑی۔ شعر پڑھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئے۔ میرا نام دریافت کیا تو میں نے اپنا نام مع ولدیت بتا دیا۔ میرے والد کا نام سن کر دفعتہً میرے پاس آئے اور مجھے رہا کر دیا چونکہ میرے بدن پر قمیص نہیں تھی لہٰذا اپنی قمیص اُتار کر مجھے پہنائی اور خود اور پہن لی۔ پھر بادشاہ کے حضور لے جا کر میرا اور میرے والد کا اچھے الفاظ میں تعارف کرایا۔ اس طرح (اس شعر بُردہ کی بدولت) ہم دونوں کو رہائی نصیب ہوئی۔ یہ واقعہ 932ھ کا ہے۔[1]

حصول حاجات و ردِ بلیات:

ابتلاء و آزمائش میں قصیدہ بُردہ کا ورد جان و مال کی حفاظت کا موجب بنتا ہے اور پریشانیوں سے نجات دلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی عالم اسلام پر کوئی مصیبت پڑی تو علماء و مشائخ نے اس قصیدے کے ورد کا سہارا لیا ہے اور اللہ کی مہربانی سے ان کی مشکلات دور ہو گئی ہیں۔

مولانا محمد عبدالمالک کھوڑوی فرماتے ہیں، میں نے بارہا آزمایا ہے اور حصول حاجات اور دفع مصائب کے لئے اس قصیدے کو تیر بہدف پایا ہے۔[2]

ملاّ عبدالقادر بدایونیؒ جو حق گوئی میں بہت مشہور رہے ہیں، اپنی ایک ابتلاء و آزمائش میں قصیدہ بُردہ کی تاثیر و برکت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ماہ ذی الحجہ 1000ھ کو اکبر بادشاہ کے حکم سے میں بدایوں سے حاضر لشکر ہوا۔ بھنبھر کی منزل پر حکیم ہمام نے معروض پیش کی کہ عبدالقادر کورنش بجا لانے کی اجازت چاہتا ہے۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ وعدے کے خلاف کس قدر عرصہ غیر حاضر رہا ہے۔ حکیم صاحب نے جواب دیا کہ قریب قریب پانچ ماہ لیکن وجہ یہ تھی کہ بیماری کی وجہ سے حاضر نہیں ہوا۔ ساتھ تصدیق کی خاطر حکیم عین الملک کا تصدیقی عریضہ اور اکابر بدایوں کا محضر بھی پیش کر دیا مگر بادشاہ کا کہنا یہ تھا کہ بیماری اس قدر طویل ہو ہی نہیں سکتی لہٰذا اذن باریابی عطا نہ ہوا۔ میں بہت شرمسار اور غمزدہ ہو کر شاہزادہ دانیال کے لشکر میں ٹھہرا رہا جسے قلعہ رہتاس میں متعین کیا گیا تھا۔ اس دوران میں، میں نے ذات اقدسؐ پر درود شریف پڑھ پڑھ کر اور قصیدہ بردہ کا ورد کر کے خدا سے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں جو بالآخر قبول ہوئیں۔ میرے پہنچنے کے پانچ ماہ بعد جب لشکر کشمیر سے لاہور پہنچا تو بادشاہ نے مجھے عنایات خسروانہ سے نوازا۔ خلوت شاہی میں کتاب جامع رشیدی کا ترجمہ کرنے کے لئے میر نظام الدین احمد کے ساتھ میرا نام از خود تجویز فرمایا۔ 17 ربیع الآخر کو اذنِ باریابی ملا۔ حاضر ہوا اور بادشاہ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اس طرح بادشاہ کی ناراضی، رضا میں بدل گئی۔[3]

1- ترجمہ نزہۃ الخواطر...... ج 4، ص 22-23
2- حسن الجردہ......ص 4
3- ترجمہ منتخب التواریخ...... ج 2، ص 546

بینائی کی بازیافت:

بردہ ہر بیماری مثلاً صرع، جنون، برص اور فالج وغیرہ کے لئے بمنزلہ دوا اور شفاء ہے۔ امراض چشم کے لئے تو بطور خاص نسخہ شفاء ہے۔ گویا یہ قصیدہ معنوی اعتبار سے بصیرت افروز ہونے کے ساتھ ساتھ حسی اعتبار سے بھی بصارت افزا بھی واقع ہوا ہے۔ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سعد الدین فارقی ؒ نے رمد چشم میں نسخہ بُردہ کو آنکھوں پر جگہ دی تو ان کی بیماری جاتی رہی۔ اس طرح کئی اور واقعات بھی ہیں کہ اشعار بُردہ کی برکت سے بینائی لوٹ آئی مثلاً ڈاکٹر رانا احسان الٰہی ایم اے پی ایچ ڈی سابق صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور بیان کرتے ہیں کہ پیر محمد حسین نقشبندی پسروری سیالکوٹیؒ کی بینائی معدوم ہوگئی تو انہوں نے قصیدہ بُردہ پڑھ کر دم کرنے کی فرمائش کی چند روز یہ عمل کیا گیا اور ان کی بینائی واپس آ گئی۔

مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے جامع مکتوبات کا بیان ہے کہ مولانا حاجی حبیب الرحمٰن سیوہاروی کی نواسی کی بینائی جاتی رہی۔ اس پر مولانا سیوہاروی نے حضرت مدنیؒ کو دعا کے لئے لکھا تو انہوں نے یہ عمل تحریر فرمایا۔ فرمودہ ورد پابندی سے پڑھا گیا، اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور اس کی بینائی واپس آ گئی۔ عمل یہ تھا کہ قصیدہ بُردہ کا یہ شعر (نمبر 86) روزانہ سات مرتبہ باوضو پڑھ کر مریضہ کی آنکھوں پر دم کر دیا جائے۔

كَمْ اَبْرَاْتْ وَ صَبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ
وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک نے بارہا مریضوں کو چھو کر اچھا کر دیا۔ دیوانوں کو قید جنوں سے رہا کیا۔ بہت سے گمراہوں کو گناہوں کی قید سے نجات دی۔''[1]

شرِ جنات سے حفاظت:

جنات سارے بُرے نہیں ہوتے۔ انسانوں کی طرح ان میں بھی نیک و بد دونوں طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ انسان ہوں یا جن ہمیں بس بُروں کی بُرائی سے پناہ مانگنا چاہئے۔ جو شخص اس بابرکت قصیدے کو اپنا ورد و وظیفہ بنا لیتا ہے، وہ اشرار جن وانس کے شر سے اپنے آپ کو حصن حصین میں محفوظ کر لیتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ جب حضرت گولڑویؒ مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے تھے تو وہاں ان کے ایک مرید حافظ صاحب تھے جو ایک قبرستان میں جا کر اپنے کچھ وظائف پڑھنے لگے۔ اتنے میں اینٹیں برسنا شروع ہوگئیں۔ جتنا زور وشور سے وہ وظیفہ پڑھتے اتنا زیادہ یہ خشت باری شدت اختیار کرتی جاتی حتیٰ کہ ایک بڑا سا پتھر عین ان کے سر کے پاس آن گرا۔ گھبرا کر انہوں نے وظیفہ بند کر دیا اور بُردہ شریف کا ھو الحبیب والا شعر (نمبر 36) پڑھنا شروع کر دیا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے پتھروں کا برسنا بند کر دیا۔[2]

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِىْ تُرْجَىٰ شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

1- مکتوبات شیخ الاسلام...... ج 2، ص 315 2- مہر منیر......ص 109

تریاق حاجات:

یہ اولین شعر (شعر 36) ہے قصیدہ بُردہ کے ان خاص اشعار میں سے جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ دعاؤں کو شرف قبول بخشتا ہے۔ المولیٰ ابو سعید خادمیؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ شعر میری ہر حاجت میں تریاق ثابت ہوا ہے۔[1] یہ شعر سرچشمہ وظائف ہے۔

عمل حل مشکلات:

قضاء حاجات اور حل مشکلات کے لئے بقول مفتی عمر خرپوتیؒ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ ایک ہی مجلس میں اس شعر (شعر نمبر 36) کو ایک ہزار ایک بار پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا کو قبول کر لے گا اور اس کی حاجت کو پورا کر دے گا۔[2]

مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ اس عمل کے اوّل و آخر میں گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لیا جائے۔ مزید اگر ایک مجلس میں پوری مقدار نہ پڑھی جا سکے تو تجربہ یہ ہے کہ جب موقع ملے تو پڑھتا رہے، برکات سے محروم نہیں رہے گا بفضلہ تعالیٰ اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔[3]

واقعہ مشکل کشائی:

مفتی خرپوتؒ اپنے پیرومرشد کی زبانی اپنے دادا پیر الحاج عثمان افندی اقشہریؒ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک معاملے میں پریشان تھے۔ پریشانی دور کرنے اور حصول مقصد کی خاطر انہوں نے مجھے اور میرے دو ساتھیوں کو اپنے گھر بلا کر اس عمل وظیفہ کو کرنے کا حکم دیا چنانچہ درمیان میں بات چیت کئے بغیر ایک مجلس میں بیٹھ کر ہم نے ایک ہزار ایک بار یہ شعر (36) بُردہ پڑھا۔ بفضل خدا تھوڑے دنوں بعد ان کا مقصد حسب منشا پورا ہوگیا۔[4]

کشف حقائق:

شعر نمبر 36 مشکلیں حل کرنے اور حاجتیں بر لانے کے ساتھ ساتھ کسی کام کے انجام کار کے بارے میں انکشاف حقیقت کی غرض سے ایک بہترین استخارے کا کام بھی دیتا ہے۔

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مجربات میں سے ہے کہ استخارہ کی غرض سے بعد نماز تہجد تین سو بار ہر روز گیارہ روز تک یہ شعر پڑھا جائے۔ اگر اس عرصہ میں مطلب پورا نہ ہو تو مزید گیارہ روز پڑھا جائے۔ نماز تہجد میں پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر بعد نماز عشاء بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اگر خواب میں جنگ اور پریشانی دکھائی دے تو یہ عمل کرتا رہے۔ اگر پانی، مچھلی (یا سبزہ ہریالی) نظر آئے تو یہ علامت کشائش ہے۔[5]

1- عصیدہ الشہدہ......ص 27 2- عصیدہ الشہدہ......ص 28
3- طیب الوردہ......ص 27
4- عصیدہ الشہدہ......ص 28
5- بیاض یعقوبی......ص 231

حصول شفاعت:

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ نشاندہی فرماتے ہیں کہ قصیدہ بُردہ شریف کا یہ شعر (شعر 36) بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت مقبول ہے لہٰذا جو شخص نماز فجر کے بعد اسے سات بار صدق دل سے پڑھا کرے گا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے۔[1]

دفع دخل مقدر

یہ اعتراض علامہ بوصیریؒ پر فضول ہے کہ انہوں نے قصیدہ کی ابتداء بسم اللہ وحمد کے بغیر کیوں کی۔ اس لئے کہ علامہ خرپوتیؒ فرماتے ہیں کہ **وقد سمع من بعض العرب ان الناظم الفاهم ذكر هما فى بيت مستقل وهو قوله.** بعض عرب سے مسموع ہے کہ ناظم فاہم رحمتہ اللہ علیہ نے حمد ونعت ایک مستقل شعر میں فرمائی ہے اور وہ یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِیءِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ   ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِى الْقِدَمِ

اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ شعر قصیدہ کے مطلع کا نہیں تو ممکن ہے کہ قصیدہ کے پہلے شعر کا ہمزہ امن تذکر میں اشارۃ الحمد کا مخفف ہو جیسا کہ تصوف میں مشہور ہے۔

اور اگر یہ بھی مسلم نہ ہو تو بھی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ حمد ونعت کے متعلق جو احادیث میں تاکید ہے وہ ذکر لسانی کی ہے نہ کہ کتابت کی۔ اسی وجہ سے ممکن ہے کہ علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے انشاء قصیدہ فرماتے ہوئے زبانی حمد ونعت کر لی ہو۔ ایک بات اور بھی ہے کہ شرائط ورد میں پہلے بتایا گیا ہے کہ قصیدہ شروع کرنے سے قبل یہ درود تین بار ضرور پڑھا جائے اور یہ درود وہ ہے و ناظم فاہم نے دربار رسالتؐ میں عرض کیا:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اس میں ذکر الٰہی اور صلوٰۃ علیٰ رسالت پناہی ﷺ موجود ہے۔ اس لحاظ سے یہ اعتراض محض زائد اور فضول ہے۔

1- مہر منیر......ص 483

شرح قصیدہ بردہ

(متن وترجمہ)

شعر وار..........

یہ درود شریف اوّل وآخر اس قصیدہ شریفہ کے روبقبلہ ہو کر سترہ سترہ (17-17) مرتبہ پڑھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اے اللہ رحمت فرما ہمارے سردار حضرت محمد نبی اُمی پر اور ان کی اولاد اور اصحاب پر اور سلام بھیج۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ
سب تعریف اللہ کو جو پیدا کرنیوالا مخلوق کا ہے عدم سے

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِى الْقِدَمِ
پھر درود ہو اوپر اس کے جو برگزیدہ ہے پہلے سے

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
اے مالک میرے درود اور سلام بھیج ہمیشہ ہمیشہ تک

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
اپنے دوست پر جو بہتر ہیں ساری خلقت سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الفَصلُ الاولُ فِیْ ذِکرِ عِشقِ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وَسلم

یہ پہلی فصل ہے بیان میں عشق و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

فصل اوّل...... یادِ محبوب (عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آغاز وظیفہ جمعتہ المبارک

شعر......1

اَ مِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍم بِذِیْ سَلَمٍ — مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَۃٍ م بِدَمٍ

اے زیاد صحبت یار انت اندر ذی سلم — اشک چشم آمیختی با خوں رواں گشتہ بہم

کیا کہیں یاد آ گئے ہمسائگان ذو سلم؟ — تیری آنکھوں سے رواں ہیں خوں کے آنسو دمبدم

جاں چیت آون میرے تائیں ساتھی ذی سلم دے — نین مرے رَت ہنجو رووَن مارے درد الم دے

Is it from the recollection of friend at Zu-salam, that thou hast mixed the tears, flowing from thy eyes, with blood?

حل لغات:

اَ (ہمزہ)...... حرف استفہام بمعنی کیا؟

تَذَکُّرِ...... مادہ ذکر اور باب تفعل سے بمعنی یاد کرنا۔ مادہ اس کا ذکر بالکسر یا ذُکر بالضم' ذکر بالکسر زبان سے یاد کرنا' وبالضم دل سے یاد کرنا۔

جِیْرَانِ...... جمع جار کی بمعنی پڑوسی' ہمسایہ۔ لفظ جار کے مادہ میں پناہ دینے اور لینے کا مفہوم بھی شامل ہے چونکہ کمزور لوگ اکثر طاقتور لوگوں کے قرب میں رہائش اختیار کرتے تھے تاکہ وہ محفوظ رہ سکیں لہٰذا یہ لفظ پڑوسی کے لئے مستعمل ہوا۔ ہمسایہ مراد محبوب کا قبیلہ۔

ذوسَلَم...... سلم والا' سلم ایک درخت ہے جو پیلو کے درخت کے مشابہ ہوتا ہے۔ وہ درخت خاص جس کے نیچے حضور علیہ السلام مکہ مکرمہ کو تشریف لے جاتے وقت آرام فرمایا کرتے تھے۔ ذی سلم ایک مقام کا نام بھی ہے کہ جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے اور وہاں یہ درخت بکثرت ہیں۔ (سلم) اس کے لام پر زبر پڑھی جاتی ہے اور زیر پڑھنا بھی مروی ہے۔

مَزَجْتَ...... مادہ مزج سے فعل ماضی اور صیغہ واحد مذکر حاضر بمعنی تو نے ملا دیا۔

دَمْعًا...... دمع کی حالت مفعولی معنی آنسو' اشک۔

بِدَمٍ...... خون' خون کے ساتھ' خون آلودہ۔

مَزَجْتَ دَمْعًا بِدَمٍ...... تو نے آنسوؤں کو خون سے ملا دیا۔

جَرٰی...... (فعل ماضی مطلق) جاری ہوا' بہا' جاری ہونا۔

مُقْلَۃَ...... واحد ہے اور اس کا معنی آنکھ کا ڈھیلا' آنکھ کا اندرونی حصہ' آنکھ۔

ترجمہ:

کیا تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آ گئے کہ آنسو ملا ہوا خون تیری آنکھوں سے جاری ہے؟

(کیا مقام ذی سلم کے پڑوسیوں کی یاد میں تیری آنکھیں خون کے آنسو بہا رہی ہیں۔)

تشریح:

علامہ بوصیریؒ اس شعر میں اپنے آپ سے مخاطب ہو کر تجاہل عارفانہ میں فرماتے ہیں کہ کیا تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آ گئے ہیں (ہمسایوں کی یاد نے آ ستایا ہے) کہ تیری آنکھیں خونبار ہیں۔ یعنی تیرے اضطراب دل' درد و الم اور خونابہ فشانی کا حقیقی سبب محبوب کی یاد ہے۔ عاشق صادق کو ہر اس چیز سے محبت ہوتی ہے جس کا تعلق اس کے محبوب سے ہو۔ ورنہ کہاں مقام ذی سلم اور کہاں وہ محبوب حقیقی۔ لیکن ذی سلم کو اس محبوب سے نسبت حاصل ہے اس لئے اس کے ہمسایوں کی یاد نے اس کو اشکبار کر دیا۔ آنسوؤں کو خون آلود کرنا مراد کثرت گریہ سے ہے۔ اے وہ شخص جو رونے میں اس قدر مبالغہ کر رہا ہے ضرور تیرے رونے کا کوئی نہ کوئی سبب ہے۔ (بتاؤ) وہ کیا سبب ہے؟ یا کوئی اور سبب ہے جس کا ذکر آنے والے شعر میں آ رہا ہے۔

صاحب قصیدہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق ہے۔ فصاحت و بلاغت میں یگانہ روزگار شاعر تھا۔ اس لئے قصیدے کو تشبیب یعنی لوازم عشق سے آغاز کیا ہے۔ شاعر اپنے آپ سے خطاب کرتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ شعراء عموماً قصیدے کے آغاز میں اپنے آپ کو ایک الگ شخص فرض کر کے اُسی سے سوال جواب کرتے ہیں۔ اس صفت کو اصطلاح میں تجرید کہتے ہیں۔ (اس کے آغاز میں ایسے کلمات آئے ہیں کہ اُن سے جملہ امنیت پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ نیک فال پیدا ہوتی ہے کہ مصنف اور قصیدے کے قاری آفات و بلیات سے محفوظ ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

خاصیت:

عشق مجازی سے نفرت اور عشق حقیقی سے رغبت پیدا کرنے کی خاطر طاق تعداد میں اس شعر کا ورد مفید ہے۔

شعر......2

اَمْ ھَبَّتِ الرِّیْحُ مِنْ تِلْقَآءِ کَاظِمَۃٍ   اَوْ اَوْمَضَ الْبَرْقُ فِی الظَّلْمَآءِ مِنْ اِضَمٖ

یا مگر از کاظمہ بادے وزید از کوئے دوست   یا مگر در نیم شب برقے جہیدہ از اضم

کاظمہ کی سمت سے آئی ہے یا باد نسیم   یا کوئی بجلی چمکتی ہے سوئے کوہ اضم

یاں ایہہ ٹھنڈی واؤ گھلے محبوباں دی واؤں   یاں ایہ بجلی لشکی آہی رات اندھیری جاؤں

Or is it because the wind has blown from the direction of Kazimah? or is it because lightning has flashed in the darkness of night, from the mount of Izam?

حل لغات:

اَمْ...... حرف استفہام بمعنی یا۔ اَمْ: متصلہ ہے یا منقطعہ۔ دونوں معنوں میں آتا ہے۔ متصلہ کا تعلق کلام ماقبل سے ہوتا ہے اور منقطعہ کا اتصال ماقبل سے نہیں ہوتا۔ یہاں متصلہ ہے۔

ھَبَّتْ...... مونث سماعی ریح کا فعل ماضی۔ مادہ ھب' ھبوبًا سے صیغہ واحد مونث غائب بمعنی (ہوا) چلی۔

ھبوب: ہوا کا چلنا۔

ریح...... ہوا (فاعل ہے فعل ہبّت کا)۔ الریح: روح سے ہے۔ یہ بمعنی ذہاب استعمال ہوتی ہے یعنی چلنے اور جانے کے معنی میں آتی ہے۔

تلقاء...... بالکسر۔ جانب' سمت' طرف' سامنے (مادہ لقی سے اسم ہے)۔

کاظمہ...... ایک جگہ کا نام ہے کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت حاصل ہے۔ بعض کے نزدیک یہ مقام گنبد خضریٰ اور بعض کے ہاں مدینہ منورہ ہے۔ مدینہ منورہ کے نواح میں ایک بستی اور بصرہ کے قریب ایک جنگل بھی ہے اور ایک معشوقہ کا نام بھی ہے مگر بعض اسے ایک اور جگہ قرار دیتے ہیں کہ جہاں آنحضرتؐ اکثر آیا جایا کرتے تھے۔ بہرحال یہ مقام دیار حبیبؐ میں سے ہے۔ یہ کظم سے مشتق ہے جو تسکین غضب کے معنی میں مستعمل ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے: وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ۔

اَوْ...... حرف بمعنی یاء آیا یہاں پر عطف کے طور پر استعمال ہوا ہے اور تردّد اور تحیر کا اظہار کرتا ہے۔

اومض...... مادہ ومض سے فعل ماضی واحد غائب بمعنی (بجلی) ہلکی سی چمکی ہے' لشکارہ لیا ہے۔

البرق...... بجلی (فعل اومض کا فاعل ہے)۔

ظلما...... (بفتح اوّل وسکون ثانی) مادہ ظلم سے اسم بمعنی تاریکی' اندھیری رات۔

اضم...... (بکسر اوّل وفتح ثانی) مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جلوہ آراء رہے ہیں۔

ترجمہ:

یا مقام کاظمہ کی جانب سے ہوا چلی ہے یا تاریک رات میں کوہ اضم کی جانب سے بجلی چمکی ہے۔

تشریح:

صاحب قصیدہ مخاطب عاشق کے خون آلود آنسو بہانے کا سبب دریافت کرتا ہے کہ کیا تیرا رونا ذی سلم کے محبوب کی یاد ہے یا کاظمہ کی جانب سے' جہاں تیرا محبوب رہتا ہے باد صبا چلی ہے اپنے دوش پر کوئی پیغام لائی ہے جس نے دل کے تاروں میں ارتعاش پیدا کر دیا ہے۔ یا پھر چھائے ہوئے اندھیروں میں دور...... بہت دور' دیار یار کوہ اضم میں بجلی چمکی ہے جس کی روشنی میں تجھے دیار محبوب نظر آیا اور تو بے تابانہ رو پڑا۔ لہٰذا صاف صاف بتا کہ ان تین سببوں میں سے کون سا سبب تیرے بے تاب ہونے اور خون کے آنسو رونے کا ہے۔

اس شعر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ان کا مسکن (پناہ گاہ) اس قدر دور ہے کہ صرف ہوا ہی وہاں پہنچ سکتی ہے اور اس قدر بلند ہے کہ صرف بادل ہی وہاں تک جا سکتے ہیں۔ اس لئے وہاں پہنچنے کے لئے مسلسل محنت برداشت کرنی پڑے گی۔

اس قصیدہ کے شروع میں شاعر ایسے الفاظ (قرب مدینہ منورہ کے مقامات ذی سلم وکاظمہ واضم) لایا ہے جو قصیدے کی اصلی غرض (مدح تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر دلالت کرتے ہیں۔ شاعری کی اصطلاح میں اس صنعت کو "براعت استہلال" کہتے ہیں۔ دونوں شعروں کا ماحصل یہ ہے تیرا رونا یا تو زمانہ ماضی میں واقع ہونے والے وصال کو یاد کرنے کی وجہ سے ہے جس کا تجھے علم ہے یا زمانہ حال میں متوقع وصال کی طلب کے باعث ہے۔

مختلف مقامات کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ عرب خانہ بدوش مختلف موسموں میں مختلف مقامات میں رہا کرتے ہیں۔ ہر مقام اور اس کے رہنے والوں سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ مختلف مقامات پر رہ چکا ہے۔

خاصیت:

بقول شیخ محمد بن عبداللہ قیصریؒ اگر چوپایہ سرکش ہو اور قابو میں نہ آتا ہو تو یہ شعر اور اس سے پہلے والا شعر اور اس کے بعد والا شعر یعنی تینوں شعر شیشے کے کسی برتن میں لکھ کر آب رواں سے گھول کر اسے پلایا جائے' تو وہ مطیع ہو جائے گا۔ (عصیدہ الشہدہ' ص 14)

شعر......3

فَمَا لِعَیْنَیْکَ اِنْ قُلْتَ اکْفُفَا ھَمَتَا   وَمَا لِقَلْبِکَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ یَھِمٖ

چیست چشمت را چہ گوئی خشک شو گریاں شود   چیست دل گوئی بہوش آشفتہ گردد زغم

کیا ہوا آنکھوں کو خوں رونے سے کیوں رکتی نہیں   کیا ہوا دل کو وہ کیوں رکھتا ہے یہ اندوہ وغم

اکھیں نویں میں منع کراں نہ رووو ڈھائیں ڈھائیں دل نوں صبر قرار دیاں پر دونویں مجھن ناہیں

What is the matter with thy two eyes, that the more I tell them to desist from tears, the more they flow; and what is the matter with thy heart, that the more I ask it to come to its senses, the more il is distracted by love?

حل لغات:

فما...... عطف و استفہام۔ پس کیا ہوا؟

لعینیک...... ل حرف جار عینیک میں تثنیہ عین کا نون مضاف ہونے کی وجہ سے گر گیا۔ معنی ہے تیری دو آنکھوں کے لئے، تیری دونوں آنکھوں کو، دونوں آنکھیں۔

ان...... حرف شرط، اگر۔

قلت...... مادہ قول سے فعل ماضی صیغہ واحد مذکر حاضر بمعنی تو نے کہا۔

اکففا...... مادہ کف سے فعل امر تثنیہ حاضر بمعنی تم دونوں رُک جاؤ (ٹھہرو)۔ کف: روکنا، رُکنا، لازم و متعدی ہے۔

همتا...... مادہ همی سے تثنیہ غائب معنی بہنا، جاری ہونا، دونوں آنکھیں بہنے لگ گئیں، پھوٹ پھوٹ کر روتی ہیں۔

وما...... استفہام اور کیا ہے؟

لقلبک...... تیرے دل کو، دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اُلٹا لٹکا ہوتا ہے۔

استفق...... استفاق باب استفعال سے فعل امر واحد حاضر بمعنی تو افاقہ حاصل کر۔ **افاقہ**: ہوش میں آنا، ہشیار ہونا۔

یهم...... مادہ وہم سے دل کا بے اختیار کسی پر مائل ہو جانا، حیران ہونا یا غمناک ہونا، کسی طرف فریفتہ ہونا۔ حاصل معنی غمگین ہو جاتا ہے۔

ترجمہ:

(پس اگر یہ نہیں تو) تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اگر تو اُن سے کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ تو وہ اور زیادہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے دل کو کیا ہوا کہ جب تو اسے صبر و قرار کی تلقین کرتا ہے تو وہ اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ (جب تو کہتا ہے کہ ہوش کر تو وہ اور زیادہ مغموم ہو جاتا ہے۔)

تشریح:

عشق و محبت میں ایک ایسا مقام بھی آتا ہے جہاں اپنی آنکھوں اور اپنے دل مضطر پر بھی اختیار نہیں رہتا۔ عاشق ضبط کی کوشش کرتا ہے لیکن آنکھیں اس کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتیں اور دل اطاعت سے انکار کر دیتا ہے۔ خدا نے آنکھیں اسی لئے بنائی ہیں کہ وہ محبوب کی یاد میں آنسو بہائیں اور سینے میں دل اسی لئے رکھا گیا ہے کہ یاد محبوب میں بیقرار ہو کر دھڑکتا رہے۔ چنانچہ خدا کی یاد میں دل کا دھڑکنا اور لرزنا قرآن مجید میں ایمان حقیقی کی علامت بتایا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

انما المؤمنون الذین اذا ذُکر اللہ وجلت قلوبھم

ترجمہ: ''مومن تو حقیقت میں وہی ہے کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز اُٹھتے ہیں۔''

دل میں محبت کی آگ بھڑکے اور آنکھوں سے آنسو نہ بہے، دل عاشق پر عشق کی چوٹ لگے اور نہ دھڑکے، یہ ناممکن ہے۔

خاصیت:

بقول مفتی عمر خرپوتیؒ اگر تقریر کرنے اور مافی الضمیر بیان کرنے سے زبان رکتی ہو تو ان تینوں شعروں کا تعویذ ہرن کی جھلی پر لکھ کر بازو پر باندھ لیا جائے تو فصاحت لسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ (عصیدہ ص 14) مزید براں قید اعداء سے رہائی اور عربی زبان سیکھنے کی غرض سے بھی یہ تعویذ مفید ہے۔

شعر......4

اَیَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْکَتِمٌ مَّا بَیْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْهُ وَ مُضْطَرِمِ

اے تو پنداری کہ عشق عاشقاں پنہاں شود باوجود آتش دل سوز و آب چشم نم

تو سمجھتا ہے کہ چھپ جائے گا یہ عشق و جنوں خوں رواں آنکھوں سے ہے اور آہ دل ہے شعلہ رم

ایہ جو تسیں گمان کرو جو عاشق عشق چھپائے اکھیں گریاں تے دل بریاں ایہ دوشاہد آہے

Does the ardent lover think that his love can remain secret while his eyes are shedding tears and his heart is glowing with ardent love?

حل لغات:

اَ...... حرف استفہام بمعنی کیا؟

یحسب...... سین پر فتح و کسرہ پڑھنا دونوں درست ہیں۔ مادہ حسب سے فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب بمعنی وہ گمان کرتا ہے۔

الصب...... مادہ صب میں پانی انڈیلنا یعنی آنسو بہانا اور عشق کرنے کے معانی ہیں یہاں مصدر کی بجائے، خود عاشق مراد لیا گیا ہے اور **الصب** فعل **یحسب** کا فاعل ہے۔

الحب...... عشق و محبت، بعض علماء مودّت اور حب میں یہ امتیاز قرار دیتے ہیں کہ حب میں اختیار نہیں اور یہ بے اختیاری ہوتی ہے جبکہ مودۃ میں ارادہ اور اختیار موجود ہے۔ پس جو محبت ہو جائے اور ترک نہ کی جا سکے وہ حب اور جو خود کوشش کر کے کی جائے اور جب انسان چاہے ترک کر سکے وہ مودّت ہے۔ محبت کی تعریف ہی یہ کی جاتی ہے کہ وہ غیر اختیاری ہوتی ہے۔

منکتم...... مادہ کتم پوشیدہ رہے گی۔ انکتام سے اسم فاعل معنی چھپ جانے والی۔

مابین...... درمیان (ما زائد ہے) بین: درمیان۔

منسجم...... مادہ سجم اور باب انفعال۔ انجام سے اسم فاعل بمعنی آنسو بہنے والا' اشک رواں۔

و...... اور

مضطرم...... مادہ ضرم اور باب انفعال۔ اضطرام سے اسم فاعل بمعنی آگ بھڑکانے والا' شعلہ زن (دل)۔

ترجمہ:

کیا عشاق یہ گمان کرتا ہے کہ راز محبت پوشیدہ رہے گا جب کہ وہ عاشق اشک رواں اور دل شعلہ تپاں کے درمیان ہے (ہرگز نہیں)۔

تشریح:

عشق اور مشک کبھی چھپے نہیں رہ سکتے لہٰذا عاشق کا یہ گمان کرنا کہ اس کا راز محبت پوشیدہ ہے' محض خام خیالی ہے۔ اس کی آنکھوں سے اشک رواں اور پہلو میں دل مضطر راز الفت کی غمازی کر رہے ہیں۔ وہ اس پردۂ عشق کو فاش کرکے رہیں گے۔ محبت' دل کی بے قراری اور آنکھوں کی اشک باری سے خوب ظاہر ہو رہی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ بوصیریؒ عشق و محبت کی یہی منزل طے کر رہے ہیں۔ کوشش کرتے ہیں کہ عشق کا راز مخفی رہے لیکن آنکھوں کی دُر افشانی اور دل مضطر کا اضطراب اس راز نہاں کو فاش کر رہا ہے۔

شعر......5

لَوْ لَا الْهَوٰى لَمْ تُرِقْ دَمْعاً على طَلَلٍ　　**وَّلَا اَيِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ**

گر نہ بودے عشق اشکت برطلل کے ریختی　　کے بدی بے خواب چشمت از غم بان و علم

گر نہیں عاشق تو پھر صحرا میں کیوں روتا ہے تو　　اور کیوں بیتاب ہے پھر دیکھ کر بان و علم

جیکر عشق نہ ہوندا تینوں ہنجو مول نہ روندوں　　متھی نیند اکھیں وچ دھر کے غفلت کر کے سوندوں

Had is not been for love, thou shouldst not have shed tears at the ruined abode of thy friend, nor shouldst thou have lost sleep at the recollection of the cypress and the high mountain.

حل لغات:

لولا...... شرطیہ بمعنی اگر نہ ہوتی۔

الھویٰ...... محبت' عشق یا عاشق (اس کی جمع اھواء آتی ہے۔)

لم ترق...... نفی مجد بلم فعل مضارع اراقہ سے بمعنی تو ہرگز نہ بہاتا۔ (اصل میں لم تروق تھا۔ واؤ بوجہ کسرہ ماقبل کے یا ہو گیا اور یا التقائے ساکنین کے باعث گر گئی۔)

دمعا...... آنسو۔

طلل...... کھنڈرات' ٹیلے وغیرہ جہاں عاشق کے محبوب کا کبھی قیام رہا تھا۔ صحرائے عرب میں یہ ٹیلے اور کھنڈرات محبتوں کے مزاروں کا درجہ رکھتے ہیں۔ بقول علامہ ابن قتیبہ: ہر عربی شاعر جب تشبیب کہتا ہے تو وہ کھنڈرات پر آنسو بہانے کا ضرور تذکرہ کرتا ہے۔ صحرا میں قافلے آ کر ٹھہرتے ہیں' محبتیں قائم ہوتی ہیں تو ہجر و فراق کے مارے عاشق ان کھنڈرات پر آنسو بہاتے ہیں۔

ولا...... اور نہ۔

لا ارقت...... واحد مرکز حاضر منفی ارق ارقا سے معنی تو بے خواب نہ رہتا اور مصدر اراقۃ سے معنی تو نہ گراتا اور بے قرار نہ ہوتا۔

ارقت...... بے خوابی' تو بے خواب ہوتا' رات کو جاگتا۔

ذکر...... یاد' بیان' یاد کرنا۔

بذکر...... ساتھ یاد۔

البان...... بان ایک درخت کا نام ہے جو سرو اور شمشاد کی طرح سیدھا ہوتا ہے جس سے معشوق کے قد کو [illegible] دیتے ہیں اور تشبیب آنحضرت ﷺ سے متعلق ہو تو اس سے خاص درخت مراد ہوگا کہ جس کے نیچے آنحضرت ﷺ نے بوقت ہجرت یا صلح حدیبیہ کے موقع پر قیام فرمایا تھا۔ نیز عربی شاعری میں بان کا درخت ہجر و فراق کے رمز کا کام بھی دیتا ہے۔

العلم...... بلند پہاڑ یعنی وہ خاص پہاڑ کہ جسے آنحضرت ﷺ سے نسبت کا شرف حاصل ہے اس سے مراد غالباً جبل حرا ہے۔ بعض کے نزدیک وہ پہاڑ مراد ہے جس کے غار میں حضور ﷺ بہت دن مقیم رہے۔ اس سے مراد کوہ اضم بھی ہو سکتا ہے۔

ترجمہ:

اگر تو عشق کا مریض نہ ہوتا تو ان کھنڈرات پر آنسو نہ بہاتا اور درخت بان اور اس خاص پہاڑ کے ذکر سے تیری نیند نہ اُڑ جاتی۔

تشریح:

عربی شاعری میں اس قسم کے مضمون بے شمار ملتے ہیں۔ شاعر کھنڈرات' درختوں اور پہاڑوں کو دیکھ کر روتا ہے اور ان سے اپنے دوستوں اور محبوبوں کا پتہ معلوم کرتا ہے۔ اس زمانے کی کیفیت کو دہراتا ہے جب وہ اس مقام پر اپنے دوستوں کے ساتھ رہتا تھا۔ اب یہاں کھنڈرات دیکھ کر روتا ہے۔ یہ یادیں عاشق کو بے چین کر رہی ہیں اور اور رات بھر جگاتی ہیں۔

اس شعر میں جس درخت بان کا ذکر ہے غالباً یہ وہی شجر مبارک ہے جس کے سائے میں بوقت ہجرت یا صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضور ﷺ نے قیام فرمایا تھا اور جس پہاڑ کے ذکر سے علامہ بوصیریؒ کی آنکھیں اشکبار ہوئیں

وہ جبل حراء ہے۔ آج بھی جب عاشقان رسول ﷺ ان مقامات سے گزرتے ہیں تو ان کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں لیکن افسوس کہ تہذیب وتمدن اور تعمیر کے ذوق بے جا نے محبوب کے بہت سے آثار اور کھنڈرات کی شکلیں بدل دی ہیں۔ اگر آج بھی حجرۂ رسول ﷺ اپنی اصل شکل میں ہوتا تو اس کو دیکھ کر ایمان و یقین کی کچھ اور ہی کیفیت ہوتی جو مکہ و مدینہ کی عالیشان اور فلک بوس عمارتوں کو دیکھ کر پیدا نہیں ہو سکتی۔

بہر کیف علامہ بوصیریؒ اس شعر میں اپنے عشق و محبت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

خاصیت:

جس شخص کے دل میں حوادث روزگار کی وجہ سے تنگی، تکلیف اور پریشانی ہو، اسے سیب پر یہ شعر الگ الگ حرفوں میں لکھ کر مثلاً ''ل و ل ا'' کھلایا جائے، پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ (عصیدہ ص 19) امراض قلب اور بے خوابی میں بھی مفید ہے۔

شعر......6

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ — بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

چوں کنی انکار عشقش چوں گواہی میدہند — بر تو اشک چشم دیگر زردئ روئے سقم

کس طرح انکار کر سکتا ہے تو اس عشق سے — آنسوؤں اور رنگ رخ نے کیا جب تجھ پر ستم

عشقے تھیں کیوں منکر ہونا تینوں کر دے عاری — نال گواہی سچے شاہد ہنجو تے بیماری

How durst thou deny thy love after the evidence, given against thee by such equitable witness as thy tears and illness?

حل لغات:

کیف...... حرف استفہام استبعاد کے لئے بمعنی کیسے، کیوں کر۔

تنکر...... باب افعال— انکار سے فعل مضارع صیغہ واحد مذکر حاضر بمعنی انکار کرتا ہے۔

حبا...... فعل تنکر کا مفعول بمعنی محبت کا (تنوین تعظیماً ہے)۔

بعدما...... اس چیز کے بعد، بعد اس کے کہ۔

شہدت...... شہد سے فعل ماضی صیغہ واحد مؤنث غائب بمعنی شہادت دی، گواہی دینا۔

بہ...... اس کی یعنی اُس محبت کی۔

علیک...... تجھ پر، تیرے خلاف، علی کے معنی خلاف کے بھی ہیں۔

عدول...... جمع عادل کی یعنی پکے اور سچے گواہ۔ عدول فعل شہادت کا فاعل ہے اور چونکہ یہ جمع مکسر ہے اس لئے

اس کا فعل واحد مؤنث غائب آیا ہے۔ معتبر گواہ، گواہان صادق۔

الدمع...... آنسو۔

والسقم...... اور بیماری نے۔ سقم درحقیقت مرض قلب کو کہتے ہیں۔

ترجمہ:

تم اب کیسے محبت کا انکار کر سکتے ہو جب کہ تیرے عشق پر دو عادل گواہ (آنسو اور بیماری) شہادت دے رہے ہیں۔

تشریح:

اب تو تجھ سے اپنی محبت کا انکار ممکن ہی نہیں کیونکہ تجھ پر عشق کا الزام دو معتبر گواہوں کی شہادت سے ثابت ہو چکا ہے۔ علامہ بوصیریؒ نے اپنی ذات کو غیر قرار دے کر اس قسم کے مباحثے سے اپنے جذبہ عشق کو دو گواہان عادل اشک خون اور آہ شرر بار سے ثابت کر دیا۔

علامہ خرپوتیؒ فرماتے ہیں کہ قصیدہ مبارکہ میں چھ اشعار ایسے ہیں جو حضور ﷺ نے مسموع فرما کر اظہار پسندیدگی فرمایا۔ ان اشعار میں سے یہ پہلا شعر ہے۔

جب علامہ بوصیریؒ عالم رویا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں یہ قصیدہ سنا رہے تھے تو اس شعر کی فصاحت و بلاغت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جھومنے لگے۔ اس شعر کو تین دفعہ پڑھنا اور حاجت کے لئے دعا مانگنا چاہئے۔

شعر......7

وَ اَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّیْ عَبْرَةٍ وَّ ضَنًی — مِثْلَ الْبَهَارِ عَلٰی خَدَّيْكَ وَالْعَنَمِ

عشق ثابت کرد بر رُو خط اشک و لاغری — چوں بہار روئے یار و سُرخی شاخ عنم

ہیں گوا اس پر کہ تو عاشق بھی ہے مجنوں بھی ہے — ترے رخساروں کی زردی اور تیری چشم نم

دو خط ثابت کیتے نیں اس صورت تے کرمانی — ہنجو لال تے لاغر جثہ تاہیں پریت پچھانی

And even now that thy ardent love has stamped on thy two cheeks the two lines of tears and emaciation like Buphthalmus and Carob tree fruit.

حل لغات:

اثبت...... باب افعال سے فعل ماضی واحد مذکر غائب بمعنی ثابت کر دیا۔

الوجد...... فعل اثبت کا فاعل معنی عشق، کیفیت عشق، غم۔

خطی...... دو خط، دو لکیریں دراصل خطین تھا، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔

عبرۃ...... آنسو‘ آنسو بہنے سے۔

ضنی...... بیماری‘ دُبلا پن‘ کمزوری‘ لاغری (ضَنِی سے اسم)۔

البھار...... ایک خوشبودار پھول کو کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ گلاب کا زرد پھول ہے جو ربیع الاوّل یعنی موسم بہار میں کھلتا ہے۔

خدیک...... تیرے دو رخسار (خدیک دراصل خدین تھا لیکن اضافت ضمیر کی وجہ سے نون تثنیہ گر گیا۔)

العنم...... صاحب فرائد الدریہ کے نزدیک یہ حجاز کا ایک درخت ہے کہ جس کا پھل سرخ ہوتا ہے۔ صاحب المنجد مزید بیان کرتے ہیں اس درخت کی شاخیں رنگی ہوئی باریک انگلیوں کی مانند ہوتی ہیں۔ گویا اس کی شاخیں بھی سرخ ہیں‘ بعض نے اسے مہندی کا درخت کہا ہے۔

لفظی ترجمہ:

اور ثابت کر دیئے عشق نے دو خط آنسوؤں اور لاغری کے۔ تیرے رخساروں پر مانند گل زرد اور شاخ سرخ کے۔

تشریح:

وجدان عشق نے آنسوؤں اور لاغری کے دو خط تیرے رخساروں پر کھینچ دیئے ہیں۔ ان میں سے لاغری کا خط تو گل زرد کی مانند ہے اور آنسوؤں کا خط اپنی خوبنانی کی وجہ سے اس درخت کی طرح ہے کہ جس کا پھل اور شاخیں سرخ رنگ کی ہوتی ہیں۔ (یہ بیت الحاقی ہے۔)

شعر......8

نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ — وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

چوں خیال دلبرم آمد مرا بے خواب کرد — عشق آرد درمیان خرمی رنج و الم

ہاں یہ سچ ہے آ گیا محبوب کا مجھ کو خیال — اور محبت سے ہی بن جاتی ہے خوش بختی الم

جاں دل یاد پوے اوہ دلبر راتیں نیند نہ آوے — آ ہو عشق خوشحالی دے وچ غم تے درد لیاوے

Yes, the phantom of the sweet-heart, whom I love, visited me at night and drove away my sleep. And love interrupts pleasures with pain.

حل لغات:

نعم...... حرف ایجاب والتصدق معنی ہاں۔

سری...... رات کو چلا (فعل ماضی صیغہ واحد غائب)۔

طیفُ...... خیال سے (فعل سریٰ کا فاعل ہے)۔

من...... جو شخص‘ اس شخص کے۔

اھوی...... ھویٰ سے بمعنی جو محبوب ہے‘ میں دوست رکھتا رہوں۔

فارقنی...... ارق سے فعل ماضی واحد غائب بمعنی مجھے جگا دیا اگر مادہ رق سے ہو تو معنی ہوں گے مجھے کمزور کر دیا۔

یعترض...... مادہ عرض اور باب افتعال سے فعل مضارع بمعنی بدل دیتی ہے یعنی قتل کر رہی ہے۔

لذات...... واحد لذت ہے۔ مراد عیش‘ راحت‘ فارغ البالی۔

الم...... دکھ درد جمع آلام ہے۔ مراد اندوہ و غم۔

ترجمہ:

ہاں سچ ہے مجھے اس کا خیال آ گیا جسے میں چاہتا ہوں اس لئے مجھے رقت ہوئی اور محبت لذتوں کو درد سے بدل دیتی ہے۔

(جب سائل نے انکار کے سب راستے بند کر دیئے لاچار عاشق نے عشق کا اقرار کیا اور کہا ہاں سچ ہے۔)

تشریح:

ہاں! ناگہاں رات کو مجھے اپنے محبوب کا خیال آ گیا جس سے میری نیند اُڑ گئی (میری نیند خواب و خیال بن گئی) اور حقیقت ہے کہ محبت لذتوں کو درد و الم سے بدل دیتی ہے۔ (محبت لذات زندگی کو غم سے فنا کر دیتی ہے۔)

خاصیت:

i- اس شعر کو 21 دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھنے سے گم شدہ چیز مل جاتی ہے۔ (حسن الجردہ ص 35)

ii- بقول شیخ ابراہیم باجوریؒ جو شخص بعد نماز عشاء سونے سے پہلے اس شعر کو پڑھتا پڑھتا سو جایا کرے تو اسے زیارت رسول اکرم ﷺ نصیب ہوتی ہے۔

iii- قاضی خرپوتیؒ فرماتے ہیں کہ اس شعر کو مینڈک کی دباغت شدہ کھال پر لکھ کر اور گلے میں ڈال کر چور کے سامنے آدمی جائے تو چور ازخود اقرار جرم کر لیتا ہے۔ (عصیدہ الشہدہ ص 24)

شعر......9

یَا لَائِمِیْ فِی الْھَوٰی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَۃً — مِنِّی اِلَیْکَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

اے کہ در عشقم ملامت می کنی معذور دار — گر ترا انصاف باشد عذر آری از کرم

میں ملامت کے نہیں لائق مرا کچھ عذر ہے — کاش اگر کچھ جانتا پاتا نہ تو مجھ کو ملم

عشق محبوباں دے تھیں مینوں نہ کر اڈے ملامت — جیکر کجھ انصاف تیرے وچ میری کریں عدالت

O thou, who reproachest me regarding my love for one of the tribe of Uzrah, excuse me; and shouldst thou do me justice, thou wouldst not reproach me.

حل لغات:

یا...... حرف ندا معنی اے۔

لائمی...... مجھے ملامت کرنے والا (لام- یلوم- لوماً ملامتہ سے اسم فاعل اوری ضمیر واحد متکلم)۔

الھویٰ...... محبت، عشق صادق۔

العذری...... یائے نسبتی ہے مراد بنی عذرا کا ایک فرد (محبت میں قبیلہ عذرہ کے)۔

اس کا معنی میرا عذر کرنا موزوں نہیں کیونکہ ی ضمیر متکلم کی وجہ سے ہوتی تو ال لگانا غیر ضروری تھا۔ ی سے ہی وہ معرفہ بن جاتا مزید ال لگانا قاعدے کے خلاف ہے۔

بنی عذرا یمن کا ایک قبیلہ ہے جس کے افراد عشق میں شہرت رکھتے ہیں۔ وہ عشق کے مرض میں اکثر جوانی میں مر جاتے ہیں۔ اس قبیلہ کے دل نہایت نرم اور صاف ہوتے ہیں۔ ان کی عورتیں پاک دامن اور باحیا ہوتی ہیں۔ ان کی محبت پاک محبت ہوتی ہے لہٰذا بنی عذرا کو عشق کے بارے میں کوئی ملامت نہیں کرتا۔ ان کا عشق اس قدر مشہور ہے کہ عربی زبان میں اعشق من بنی عذرا کی ضرب المثل موجود ہے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے کسی عذری سے پوچھا تم کون ہو؟

اس نے جواب دیا: "میں اس قوم کا فرد ہوں کہ جب عشق کرتے ہیں تو پھر زندہ نہیں رہتے۔" اس پر وہ پوچھنے والا شخص فوراً بول اُٹھا: انت عذری "کیا تم بنی عذرا سے تو نہیں۔"

معذرۃ...... عذرخواہی، معذرت، عذر پیش کرتا ہوں۔

منی...... مجھ سے (یہ معذرت)۔

الیک...... تیری طرف۔

لو...... اگر۔

انصفت...... مادہ نصف اور باب افعال۔ انصاف سے واحد حاضر بمعنی تو انصاف کرتا۔

لم تلم...... لام یلوم سے نفی جحد بلم بمعنی تو ہرگز ملامت نہ کرنا۔

ترجمہ:

اے مجھے (عشق کے معاملے میں) ملامت کرنے والے! تو عشق کرنے میں مجھے معذور سمجھو اور تو اگر منصف ہوتا تو مجھے ملامت نہ کرتا۔ تیرے لئے میرا وہی عذر ہوگا کہ جو بنی عذرا کے کسی فرد کا ہوتا۔

تشریح:

(کہ عشق کیا نہیں جاتا بلکہ ہو جاتا ہے اور ہر عشق سفلی جذبات کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ بعض محبتیں پاک ہوا کرتی ہیں اس لئے ایسا عشق اور ایسی محبت لائق ملامت نہیں۔ میری محبت بنی عذراء کی محبت کی طرح پاک وصاف ہے۔) لہٰذا اگر تو انصاف کرتا تو مجھے تو ہرگز ملامت نہ کرتا۔ (لہٰذا تمہاری ملامت میرے لئے بے سود ہے کیونکہ ہم

شمع رسالت کے وہ پروانے ہیں جن کے دلوں پر آیت لایخافون لومۃ لائم (یعنی اللہ سے محبت کرنے والے ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔) نقش کالحجر رہتی ہے۔

شعر...... 10

عَدَتکَ حَالِی لَا سِرِّی بِمُستَتِرٍ — عَنِ الوُشَاۃِ وَلَا دَائِی بِمُنحَسِمٍ

حال من وز تو گزشتہ سر من از دشمناں — نیست پنہاں درد من زائل نگشتہ از دلم

کھل گیا گر راز سب تجھ پر مرا کچھ غم نہیں — ہو نہیں سکتی کبھی اس کی محبت مجھ سے کم

حال اساڈا معلم تینوں جاتا بھیت بخیلاں — عشق چھپایا چھپدا ناہیں جے لکھ کراں دلیلاں

May my evil plight pass on to thee; for, neither is my secret concealed from my revilers, nor can my disease stand a check.

حل لغات:

عدتک...... ک ضمیر واحد مذکر حاضر اور عدت مادہ عد، یعدو عدواً سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب بمعنی تجھ تک پہنچ چکا ہے، مشہور ہو گیا ہے، تجھ سے تجاوز کر کے اور لوگوں تک پہنچ گیا ہے، کھل گیا ہے۔

حالی...... ی ضمیر واحد متکلم اور حال عام لفظ ہے معنی ہوئے میرا حال، سرگزشت یہ فعل عدت کا فاعل ہے۔

لا...... نہیں۔

سری...... میرا راز، میرا بھید۔

بمستتر...... ب + مستتر، مادہ ستر اور باب استفعال۔ استستار سے اسم فاعل اور ب زور دینے کے لئے ہے۔ معنی ہوئے پوشیدہ رہنے (ہونے) والا، چھپنے والا۔

وشاۃ...... جمع واشیٔ کی بمعنی چغل خور، جھوٹ بولنے والا، غماز۔

لا سری بمستتر عن لوشاۃ میرا راز چغل خوروں سے پوشیدہ رہنے والا نہیں۔

دائی...... ی ضمیر واحد متکلم اور داء بمعنی بیماری، میری بیماری، میرا مرض۔

بمنحسم...... ب + منحسم مادہ حسم یحسم اور باب انفعال سے۔ اسم فاعل بمعنی کٹنے والی، موقوف ہونے والی، منقطع ہونے والا۔

تلوار کے لئے حسام کا لفظ اسی لئے لایا جاتا ہے کہ اس کے معنی کاٹنے والی کے ہیں۔ حسم کے معنی داغنے کے بھی ہیں کہ جس سے بیماری رک جاتی ہے۔

ولا دائی بمنحسم...... اور میری بیماری منقطع ہونے والی نہیں۔

ترجمہ:

میرا حال تجھ تک پہنچ چکا ہے۔ اب میرا رازِ عشق چغل خوروں سے بھی یقیناً پوشیدہ نہیں رہا۔ (اب خوب رسوائی ہو گی لیکن کروں تو کیا کروں) اور نہ میرا درد موقوف ہونے والا ہے۔ (میرا عشق بھی مجھ سے منقطع ہونے والا نہیں۔) یعنی میری بیماری تو وہ بیماری ہے کہ جس کا علاج ہی ممکن نہیں۔ یہ بیماری ختم ہونے والی نہیں۔

تشریح:

عاشق بیچارہ اپنے راز پوشیدہ کے کھل جانے پر حسرت کر کے کہتا ہے کہ جب میرا راز تجھ پر کھل گیا تو اب چغل خوروں پر بھی کھل جائے گا اور مرض عشق مجھ سے نہیں دور ہو جانے کا اگر جاتا رہتا تو البتہ راز میرا پوشیدہ رہتا۔

بقول شاعر:

مریض عشق پر رحمت خدا کی   مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

O

شادباش اے عشق خوش سودائے ما   اے دوائے جملہ علتہائے ما
اے طبیب نخوت و ناموس ما   اے تو افلاطون و جالینوس ما

ترجمہ:

اے عشق خدا تجھ کو خوش رکھے تو ایسا ہے کہ تیری بدولت خیالات درست ہو جاتے ہیں اور تجھ سے تمام امراض کا علاج ہو جاتا ہے۔ تجھ سے نخوت و ناموس کا دفعیہ ہو جاتا ہے تو ہمارے لئے افلاطون اور جالینوس کی طرح ہے۔

شعر......11

مَحَضتَنِی النُّصحَ لٰکِن لَّستُ اَسمَعُہٗ   اِنَّ المُحِبَّ عَنِ العُذَّالِ فِی صَمَمٖ

تو نصیحت می کنی نیکو و من می نشنوم   عاشقاں باشند دائم از ملامت در صمم
گرچہ اچھی ہے نصیحت میں اسے سنتا ہوں کب   ایسے بے دردوں کی جانب سے میں رہتا ہوں اصم
توں تاں سانوں کریں نصیحت میں تے سناں نہ بھورا   عاشق لکھ ملامت سن کے ہو رہے کنوں ڈورا

Thou hast sincerely offered me admonition; but I would not heed it; indeed, the lover is deaf to his reproaching critics.

حل لغات:

محضتنی...... تو نے میرے لئے خالص کی (مادہ محض سے فعل ماضی واحد حاضر) المحض: خلوص اور صفائی قلب۔

النصح...... نصیحت کرنا' بھلائی۔ النصیحت: دوسروں کے لئے بھلائی کا ارادہ کرنا۔
محضتنی النصح...... تو نے مجھے پورے خلوص کے ساتھ نصیحت کی' تو نے خالص و بے غرض نصیحت کی۔
لکن...... لیکن۔
لست...... میں نہیں۔
اسمعہ...... اس نصیحت کا سننے والا یا میں اسے سنتا ہوں (سمع سے) اور ضمیر نصیحت کی طرف ہے۔ الست اسمعہ کے معنی ہیں میں اسے سننا بھی نہیں چاہتا۔
المحبَّ...... عاشق (باب افعال — احب سے اسم فاعل)۔
عذال...... ملامت کرنے والے (عاذل کی جمع عذال ہے اور عاذل اسم فاعل مادہ عذل ہے۔ ملامت کے ساتھ نصیحت کرنے والے۔)
صم...... بہرا پن' بہرا' نہ سننے والا (مادہ صم صمماً سے)۔

ترجمہ:

اے ناصح! تو نے پورے خلوص کے ساتھ مجھے نصیحت کی ہے لیکن میں اسے سننے والا نہیں (مگر میں کب سنتا ہوں) کیونکہ عاشق تو نصیحت گروں کی طرف سے بہرا ہوتا ہے (اسے تو کچھ سنائی نہیں دیتا)۔

تشریح:

اس شعر میں ایک حدیث صحیح کی طرف اشارہ ہے جو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حبک الشیئی یعمی و یصم (کسی شے کی محبت تجھے بہرہ اور اندھا کر دیتی ہے)۔ اس حدیث کو امام احمدؒ ابوداؤد اور بخاری نے روایت کیا ہے۔

ملامت یا نصیحت کرنے والوں کی بات کو نہ سننا ایک ایسی حالت ہے جو تمام محبت کرنے والوں کو عام ہے۔ ملامت گروں کی باتوں سے عاشق صادق بالکل بہرا ہوتا ہے۔ ہر نصیحت کے جواب میں عاشق کا یہی جواب ہوتا ہے کہ:

گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی
یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا
(غالب)

بقول شخصے:

لوگ ہر سُو سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو
خاک سمجھائے کوئی عشق کے دیوانے کو

خاصیت:

بقول شارح خرپوتیؒ یہ شعر گول کاغذ پر لکھ کر پگڑی یا ٹوپی کے نیچے ماتھے سے اوپر رکھ لینے سے دشمن کے شرو فساد اور مکر وفریب سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ (عصیدہ ص 30)

شعر...... 12

اِنِّی اتَّهَمْتُ نَصِیحَ الشَّیبِ فِی عَذَلِی — وَالشَّیبُ اَبعَدُ فِی نُصحٍ عَنُ التُّهَم

شیب پندم داد و من بُردم گمان بدبرو — ورچہ شیب اندر نصیحت دُور باشد از تہم

میں نے پیری کو نصیحت کو بھی سچ جانا نہیں — جبکہ پیری ہر کسی پر آ کے ہی لیتی ہے دم

بڈھے نصیحت والے نوں میں سگوں تہمت لائی — گرچہ تہمت تھیں او ناصح دور دارڈے ساہی

Verily, I regarded the monitor of grey hair with suspicion in his censures passed on me; where as grey hair is the farthest removed from suspicions in his censure.

حل لغات:

انی...... تحقیق میں نے۔

انہمت...... میں نے تہمت لگائی یا عار کرتا ہوں۔ (فاعل ہے اور مادہ تہم- تہمت سے اور باب افعال سے فعل ماضی واحد متکلم)۔

نصیح الشیب...... بڑھاپے کی نصیحت یا بوڑھے کی نصیحت (نصیح مادہ نصح سے فعیل کے وزن پر اسم آلہ کہ جس کے ذریعے نصیحت کی جائے اور نصیحت جیسے کہ مدح سے فعیل کے وزن پر مدیح بمعنی قصیدہ اور مدح ہیں۔ نصیح الشیب مضاف ومضاف الیہ ہیں اور اتہمت کے مفعول)۔

عذلی...... میری ملامت۔ فی عذلی: ملامت کرنے پر یا نافرمانی میں۔

الشیب...... بڑھاپا یا بوڑھا ناصح (ضد الشباب)۔

ابعد...... بہت دور (بُعد سے اسم تفضیل) مراد پاک اور مبرا۔

التہم...... جمع تہمت کی۔ عن التہم: تہمتوں سے۔

ترجمہ وتشریح:

(الف) شیب سے مراد بڑھاپا لیا جائے تو حسب ذیل مطلب ہوگا:

تحقیق میں نے بڑھاپے کی نصیحت کو جھوٹ اور تہمت قرار دیا حالانکہ وہ تہمت سے بہت دور اور درحقیقت ایک سچا ناصح ہے۔ (حالانکہ پیری نصیحت میں تہمتوں سے دور تر ہے۔)

(ب) اور شیب سے مراد پیر ناصح لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے:

تحقیق میں نے عمر رسیدہ بزرگ ناصح کی نصیحت کو مورد اتہام قرار دیا (کہ وہ خود میرے محبوب پر عاشق ہے اس لئے مجھے اس کے عشق سے باز رہنے کے لئے کہتا ہے) حالانکہ بوڑھے نصیحت گر کو ایسا الزام لگانا حقیقت پسندی کے سراسر خلاف ہے۔

پیری بھی آدمی کے لئے نصیحت گر ہے کیونکہ زبان حال سے پکار کر کہہ رہی ہے کہ موت آ گئی ہے۔ اب گناہوں سے توبہ کا وقت ہے مگر انسان اس کو نہیں مانتا کیونکہ

ع — مرد چوں پیر شود حرص جواں مے گردد

ابو یزید بسطامی قدس سرہ العزیز نے جب آئینہ دیکھا اور اس میں غور کیا تو چہرہ انور پر داڑھی شریف میں سفیدی نظر آئی۔ فرمایا: بڑھاپا ظاہر ہوگیا وہ کوئی عیب نہیں لے گیا (گناہ ختم نہیں ہوئے) اور میں نہیں جانتا کہ آئندہ کیا ہوگا۔

امام بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ میری پیرانہ سالی خود مجھے شرماتی ہے اور بُرے راستوں سے روکتی ہے' ایسی حالت میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت میرے قریب کیونکر آ سکتی ہے۔ میں نے اپنی پیرانہ سالی کو صادق القول ناصح اور مخبر قرب موت سمجھا ہوا ہے۔

یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اے ناصح تیری نصیحت مجھ پر کیا اثر کر سکتی ہے جبکہ میں اپنے بڑھاپے کی نصیحت سے بے پرواہ ہوں تو تیری کیا حیثیت ہے۔ جا اور اپنی راہ لے اور دماغ سوزی نہ کر کیونکہ بڑھاپے کو متہم کرنا بعید از فہم ہے۔

حضرت عمرؓ جب خلیفہ بنے تو ایک اعرابی کو حکم دیا کہ وہ ہر روز مکان کے باہر یہ آواز لگایا کرے: ''اے عمرؓ اپنی موت نہ بھولنا اور دنیا میں جس قدر تمہارا قیام ہے' اتنا عمل خیر کرو۔'' چنانچہ جب آپؓ نے اپنی ریش مبارک میں سفید بال ملاحظہ فرمائے تو اُس اعرابی کو منع کر دیا اور فرمایا: اب میرا مذکر ومنادی میری آنکھوں کے سامنے ہے' اب تیری یاددہانی کی ضرورت نہیں۔

الفَصلُ الثَّانِی فِی مَنعِ هَوَی النَّفسِ

یہ فصل دوسری ہے باز رکھنے میں خواہش نفسانی سے اپنے کو

شعر...... 13

فَاِنَّ اَمَّارَتِی بِالسُّوءِ مَا اتَّعَظَتُ — مِنُ جَهلِهَا بِنَذِیرِ الشَّیبِ وَالهَرَم

نفس فرماں دہ بہ بدہا میکند و نیم خراب — وز جہالت پند نپذیرد ز پیری و ہرم

لیکن اے افسوس میرا نفس منکر ہی رہا — اس جہالت میں مگر پیری نے کر دی پشت خم

سرکش نفس کمینہ مینوں بدیاں طرف چلائے — کراں نصیحت منے ناہیں اوجھڑ لگا جائے

For, my soul, which incites me to evil deeds, takes no lesson on account of its folly, from the warning grey hair and decrepitude.

حل لغات:

فان...... پس بے شک۔

امارتی...... میرا امارہ۔ مادہ امر سے اسم فاعل بصیغہ مبالغہ بمعنی بہت حکم دینے والا۔ امارہ: سختی سے حکم دینے والا۔

بالسوء...... برائی کے ساتھ، برائیوں کا۔

اتعظت...... نصیحت حاصل کی (مادہ وعظ اور باب افتعال — اتعاظ سے فعل ماضی صیغہ واحد مؤنث غائب)۔

ما اتعظت...... (میرے نفس امارہ نے) نصیحت قبول نہ کی اور نہیں نصیحت حاصل کرتا۔

جهل...... نادانی، جہالت۔

نذیر...... ڈرانے والا (مادہ نذر سے فعیل کے وزن پر اور فعیل کا وزن صفت مشبہ کے لئے آتا ہے اور معنی اسم فاعل کے دیتا ہے)۔

الشیب...... بڑھاپا۔

الھرم...... کبرسنی، بڑھاپا، پیری، بڑھاپے کی انتہا۔

لفظی ترجمہ:

میرے نفس امارہ نے نصیحت نہ مانی۔ اپنی جہالت کے سبب سے بڑھاپے اور کبرسنی کی۔

ترجمہ:

میرا نفس امارہ (جو بُرائی کا شدت کے ساتھ حکم دینے والا ہے)، نے اپنی جہالت کے سبب ڈرانے والے بڑھاپے کی نصیحت قبول نہیں کی۔ (حالانکہ بڑھاپا بہترین تنذیر کا کام دیتا ہے۔)

تشریح:

امام بوصیریؒ نے نفس امارہ کی جہالت اور نادانی کا کس خوبصورت انداز میں ذکر کیا ہے اور اس پر تعریض بھی کی ہے کہ اے نفس! تیری سب سے بڑی جہالت تو یہ ہے کہ بڑھاپے سے عبرت حاصل نہیں کرتا۔ عشق رسولؐ میں صحرانوردی کرتے کرتے میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مجھ بوڑھے عاشق رسولؐ کی جانب سے مایوس ہو جا اور اپنی جہالت کا مزید ثبوت فراہم نہ کر۔ تیری خیر اسی میں ہے کہ بڑھاپے کی تنذیر سے فائدہ اُٹھا کر میرے تابع ہو جا۔

شعر......14

وَلَا اَعَدَّتُ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيْلِ قِرٰى — ضَيْفٍ اَلَمَّ بِرَأْسِيْ غَيْرَ مُحْتَشَمٖ

هم نکرد او کار نیکو بهر مهمانی او — بر سرم آمد فرود از من نکشته محتشم

میں نے پیری کا نہ استقبال عزت سے کیا — ہاں مگر مہمان پیری کا بڑا تھا محتشم

ہس تیار نہ کیتی نفسے مہماں دی مہمانی — توڑے سدے باجھوں آیا بھی تھیواں قربانی

Nor has he prepared a feast of good deeds for entertaining a guest, that has lodged in my head without any reserve.

حل لغات:

و...... اور۔

لا اعدت...... میں نے نہیں تیار کی (اعدت مادہ اعد سے فعل ماضی صیغہ واحد متکلم)۔

قری...... مہمانی، عمدہ کھانا، دعوت۔ مراد توبہ اور دیگر نیک اعمال سے۔

ضیف...... مہمان، عظیم الشان کے لئے یعنی پیرانہ سالی کے لئے۔ تنوین تعظیمی۔

قریٰ ضیف مضاف، مضاف الیہ ہیں اور فعل اعدت کا مفعول قری سے مراد نیک اعمال ہیں جیسا کہ الفعل الجمیل سے بھی ظاہر ہے اور ضیف بڑھاپا ہے کہ جو انسان پر مہمان کی صورت اُترتا ہے۔

الفعل الجمیل...... اعمال صالحہ، پسندیدہ کام، نیک کام۔

الم برأسی...... میرے سر پر نازل ہوا، مجھ پر اُترا (الم مصدر الالمام سے فعل ماضی واحد غائب)۔

غیر محتشم...... جس کی توقیر نہ ہو، جس کی تعظیم نہ کی جائے۔ مراد اُس مہمان سے جو بلا طلب اور بلا اطلاع آئے۔ استعارہ ہے بڑھاپے سے جس کا آنا ہر ایک کو ناگوار گزرتا ہے۔ (محتشم مادہ حشم اور باب افتعال اور احتشام سے) احتشام بمعنی توقیر و تعظیم۔

ترجمہ:

اور میں نے اُس کی مہمانی نہ کی اچھے عملوں سے۔ ایسا مہمان جو میرے سر پر آیا اور میں نے اس کی توقیر نہ رکھی۔

(میں نے اعمال صالحہ سے اس مہمان کی ضیافت نہیں کی جو سفید بالوں یا بڑھاپے کی شکل میں میرے سر پر نازل ہوا۔ اس حال میں کہ اس کی توقیر کا حق بھی ادا نہ ہو سکا۔ میں نے اس مہمان کا کوئی احترام نہ کیا)۔

تشریح:

اس شعر کا عطف پہلے شعر سے ہے یعنی میرے نفس امارہ نے اُس مہمان عظیم الشان کی ضیافت کا انتظام نہ

کرنے دیا جو میرے سر پر اُترا' اچھے کاموں کی تیاری سے یعنی جب بڑھاپا بطور مہمان آیا تو میرے نفس کو لازم تھا کہ اُس کی مدارت اور مہمانی کرتا ایسے اچھے اعمال و افعال سے جو اس کے لئے شایان شان تھے۔ (فطرتاً انسان بڑھاپے میں نیک عمل کرتا ہے لیکن افسوس میں نے کوئی عمل نیک نہ کیا۔) بڑھاپے میں انسان خدا کی عبادت میں ہمہ تن مشغول ہو جائے یہی اس لائق احترام مہمان کی ضیافت ہے۔ اے نفس امارہ! اس چند روزہ مہمان بڑھاپے کی تعظیم و توقیر کرنے میں خلل انداز مت ہو۔

شعر......15

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اِنِّیْ مَا اُوَقِّرُهٗ — كَتَمْتُ سِرًّا بَدَالِیْ مِنْهُ بِالْكَتَمِ

گر بدانستم کہ مہماں را نمیدارم عزیز — کرد مے تغییرا سفیدی مویم از کتم

گر سمجھتا کہ نہ عزت کر سکوں گا اس کی میں — ڈھانپ لیتا میں خضابوں سے سفیدی کا بھرم

جیکر ایہ گل معلم ہوندی میں تھیں آدر ناہیں — دل تھیں پیت نہ کڈھدا باہر کجدا چا تداہیں

Had I known that I would not be able to revere him, I sould have tried to conceal his secret, which is now disclosed, by means of a dye.

حل لغات:

لو کنت...... اگر میں ہوتا' لو حرف شرط۔

اعلمُ...... میں جانتا (مادہ علم یعلمُ سے فعل مضارع واحد متکلم)۔

انی...... تحقیق میں' کہ میں۔

ما اوقرہ...... میں اس کی توقیر نہیں کروں گا (ما نافیہ ہے اور اُو قرہ میں ہ ضمیر مہمان' بڑھاپے کے لئے ہے اور اوقر مصدر توقیر سے فعل مضارع واحد متکلم ہے)۔

کتمت...... میں چھپا لیتا (مادہ کتم یکتم سے فعل ماضی صیغہ واحد متکلم) کتم بمعنی پوشیدہ۔

سراً...... راز (فعل کتمت کا مفعول)۔ السر اس سے مراد بڑھاپے کا غفلت سے ڈرانا اس کا موت کے قریب ہونے پر تنبیہ کرنا ہے۔

بالکتم...... کتم کے ساتھ' وسمہ مہندی کے ساتھ (کتم اس پتے کو کہتے ہیں جو وسمہ (خضاب) کے نام سے مشہور ہے)۔

کتمت سراً بالکتم...... میں راز کو مہندی وسمہ کے ذریعے چھپا دیتا۔ اصل میں کتم کے معنی پوشیدہ کرنے کے ہیں۔

بدالی...... جو میرے لئے ظاہر ہوا۔

ترجمہ:

اگر میں جانتا کہ میں اس معزز مہمان کی توقیر (تعظیم) نہیں کر سکوں گا تو میرا جو راز (سفید بالوں کی وجہ سے) کھل گیا تھا' اسے کسی خضاب وغیرہ سے چھپا لیتا (پھر کوئی میرے راز کو نہ جانتا)۔

تشریح:

عربی زبان میں خضاب کے معنی رنگ کے ہیں۔ ہمارے ہاں بالوں کو سیاہ کرنے کو خضاب کہتے ہیں۔ عربی زبان میں اس کا استعمال ہر قسم کے رنگ پر ہوتا ہے۔ بالوں کو سیاہ کرنا ہرگز مراد نہیں کیونکہ بالوں کو سیاہ کرنا نبی کریم ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں بلکہ منع پر بہت سی احادیث موجود ہیں۔

شعر......16

مَنْ لِّیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِنْ غَوَایَتِهَا — كَمَا يُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ بِاللُّجُمِ

نفس سرکش راز بے راہی کہ می آرد براہ — چوں لگامے اسپ سرکش آورد ازراہ ہم

کون روکے نفس سرکش کی جوانی کی اُمنگ — ہاں بڑھاپا ڈالتا ہے اس کے منہ میں کچھ لگم

سرکش نفس میرے دے تائیں راہ سدھے کون آنے — نال لگامے بوہتے گھوڑے ہوندے سگھڑ سیانے

Who can guarantee me to restrain refractory passions from their error, just as unmanageable horses are curbed y bridles?

حل لغات:

من...... کون؟ استفہامیہ۔ اس کا متعلق مجذوب ہے۔

من لی...... کون ہے میرے لئے؟ یہ استفہام انکار کے لئے یا تمنا کے لئے انکار کے لئے ہو تو معنی ہوں گے میرے لئے کوئی نہیں ہے اور تمنا کے لئے ہو تو معنی ہوں گے کاش کوئی میرے لئے ہو۔

رد...... روکنا۔ الرد: نفس کو اس کی سرکشی سے دور کرنا۔

جماح...... زور' سرکشی' من مانی کرنا' سرکش گھوڑا (مادہ جمح سے فعال کے وزن پر)۔

غوایت...... ضلالت' گمراہی۔

غوایتھا...... اسی کا سرکشی کرنا (ھا کی ضمیر نفس کی طرف ہے یعنی نفس کا سرکشی کرنا بمعنی ضلالت اور اس کی گمراہی کو اور غوایۃ مصدر ہے اور مادہ غوی سے فعالۃ کے وزن پر ہے)۔

کما...... جس طرح۔

یردُ...... روکی جاتی ہے' روکی جاتی ہے (فعل مضارع متعدی)۔

جماح الخیل...... گھوڑے کی سرکشی (مضاف' مضاف الیہ مل کر فعل یردُ کا مفعول ہوا) منہ زور طاقتور گھوڑے کی۔

جماح: جمع جموح بمعنی سرکش' جیم پر زیر۔ الخیل: گھوڑا۔

باللجم...... لگاموں کے ساتھ (لجم جمع ہے اور واحد لجام ہے جو فارسی کے لفظ لگام سے معرب ہے) لگام سے مقصود مرشد کامل ہے جو عالم باعمل ہوتا ہے۔ یہ لگام کوئی مرشد کامل ہی لگا سکتا ہے۔

ترجمہ:

کون ہے جو میرے نفس سرکش کو روکے (باز رکھ سکے)؟ جس طرح کہ منہ زور (سرکش) گھوڑوں کو لگام سے روکا جاتا ہے۔ (لگام سے روک لیتے ہیں۔)

تشریح:

اس شعر میں جماح دو جگہ آتا ہے۔ پہلے مصرعہ میں جماح حاصل مصدر ہے بمعنی سرکشی اور دوسرے مصرعہ میں جماح جمع جموح کی ہے کیونکہ اس کی اضافت خیل کی طرف ہے اور خیل (گھوڑا) جنس ہے۔ بعض شارحین نے اس شعر میں استفہام انکاری سمجھا ہے کہ میرا دنیا میں کوئی مددگار نہیں جو مجھے گمراہی سے بچائے۔ اس میں سوء ادب بلکہ کفر ہے۔ خدا تعالیٰ حیی قیوم ہادی واجب الوجود ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ و نعم الوکیل وہ ہر ایک گمراہ کو جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے بلکہ یہ استفہام بطور تمنا ہے کہ کوئی ہے جو برائے خدا میری دستگیری کرے اور مجھے ضلالت سے بچائے؟ گویا آرزو ہے کہ کوئی ایسا پیر کامل مل جائے کہ اس گھوڑے کو جو میرا نفس ہے ہدایتوں کی لگام دے' سیدھے راستہ پر لگا دے۔

نفس کی اصلاح ارشاد مرشد کامل کے ذریعے کرکہ وہ اس سرکش نفس کے لئے لگام ہوگی۔ اسی لئے بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ جس کا کوئی شیخ (پیر) نہیں اُس کا شیخ (پیر) شیطان ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

یایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف تقرب حاصل کرنے کو وسیلہ ڈھونڈو۔"

خاصیت:

تلاش مرشد میں سرگرداں شخص کے لئے اس شعر کا ورد مفید مطلب ہے۔

شعر 17

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ کَسْرَ شَهْوَتِهَا — اِنَّ الطَّعَامَ یُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

پس مجو بر فعل عصیاں کسر شہوتہائے نفس — زانکہ قوت میدہد شہوت طعام اندر شکم

نفس سرکش کا گناہوں سے نہیں ہوتا علاج — بھوک بڑھ جاتی ہے جب کھانا ہو پُر ناز و نعم

ڈھونڈھ نہیں توں نال گناہاں حرص تھوڑی وچ نفسے — جتنا رج رج روٹی کھاسیں تتنا شہوت بخشے

Do not try to subdue its appetite by means afillicit indulgence; for, verily, food increases more and more the appetite of a glutton.

حل لغات:

فلا ترم...... بمعنی طلب' پس طلب نہ کر' تو خواہش نہ کر (مادہ رام' روما سے نہی حاضر واحد)۔

کسر شهوتها...... اس (نفس) کی شہوتوں کا توڑنا (کسر کے معنی ٹوٹنے اور توڑنے کے ہیں اور شهوتها میں ها کی ضمیر نفس امارہ کی طرف ہے) شهوتها: شہوتوں کا۔ کسر: ٹوٹنا' توڑنا۔

بالمعاصی...... کثرت گناہ ہے' گناہوں کے ساتھ یا ذریعے (معاصی جمع ہے اور معصیته واحد ہے)۔

فلا ترم بالمعاصی کسر شهوتها...... نفس کی شہوتوں کو گناہوں کے ذریعے توڑنے کی خواہش مت کر۔

ان الطعام...... بے شک کھانا' اس لئے کہ کھانا (ان سے پہلے لام محذوف ہے۔ اصل میں لان تھا۔ لام علت کے لئے ہے یہ اکثر حذف کیا جاتا ہے) طعام: ہر قسم کی خوراک۔

یقوی...... قوی کرتا ہے' طاقت بخشتا ہے (باب تفعیل۔ تقویة سے فعل مضارع متعدی)۔

شهوة...... شہوت' خواہش' خواہش نفس۔ ضمیر راجع ہے نفس کی طرف۔

النهم...... بہت زیادہ بھوک' پیٹو پن (نهم میں ھ پر زبر ہے) کھانے کی یعنی بغیر بھوک کے حرص کھانے کی ہونا۔ حریص۔

ان الطعام یقوی شهوة النهم...... بے شک کھانا بھوک کی خواہش اور قوی کر دیتا ہے۔

ترجمہ:

گناہوں کے ذریعے نفس کی شہوتوں کو توڑنے کی کوشش مت کرو بلاشبہ کھانا بھوک کی خواہش کو اور زیادہ بڑھا دیتا ہے (بے شک کھانا بسیار خوری کی خواہش اور پختہ کرتا ہے)۔

تشریح:

(نفس کے زور توڑنے کا علاج میں نہیں کہ زیادہ گناہ کرکے اسے کمزور کر دیا جائے کیونکہ اس طرح وہ کمزور نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ زور پکڑتا ہے لہٰذا) تو گناہوں کے ذریعے شہوت نفسانی کے زور کو توڑنے کی خواہش نہ کر کیونکہ کھانا تو اور قوت دے دیتا ہے (پیٹو شخص کی) معدے کی اشتہا کو یعنی جتنا زیادہ کھاؤ' اشتہا اتنی زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔

خاصیت:

دوسرا مصرع حسن تمثیل میں اپنی مثال آپ ہے۔ نیز اس شعر میں ماہرین نفسیات کے نظریہ تنقیہ میں بے راہ روی پر گرفت کا سامان بھی موجود ہے۔

شعر......18

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰى — حُبِّ الرِّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

نفس چوں طفل ست گر شیرش دہی دائم خورد — ور ز شیرش بازداری او نہ خواہد ہیچ دم

یہ وہ بچہ ہے کہ جب تک دودھ پیتا جائے گا — خود تو چھوڑے گا نہیں جب تک نہ ہو پستاں فطم

نفس تراں لڑکے وانگوں جے دُدھ دیویں تے پیوے — نہ دیویں تاں منگدا ناہیں خواہ مرے خواہ جیوے

And the soul is like a child, who, if thou indulgest him, will grow up with the love of sucking, but will keep away if you wean him.

حل لغات:

والنفس...... اور نفس امارہ، واؤ عاطفہ ہے۔ پچھلے شعر پر عطف ہے یا استنافیہ۔ نیا مضمون شروع ہوتا ہے۔

کالطفل...... شیر خوار بچے کی طرح ہے (طفل چھوٹی عمر کے شیر خوار بچے کو کہتے ہیں اور اس کی جمع اطفال آتی ہے)۔

ان...... اگر۔

تھملہ...... کسی چیز کو اپنے حال پر چھوڑنا، تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دے۔ (مادہ ھمل و اھمل اور باب افعال۔ اھمال سے فعل مضارع واحد حاضر) ھمل سے مراد وہ ریوڑ ہوتے ہیں جو اپنی مرضی سے دن رات کھلے چرتے پھریں، یا وہ پانی کہ جو آزادانہ بہتا پھرے۔

شب...... جوان ہوا، طاقتور ہوا (شباب سے فعل ماضی ہے)۔

علی...... اوپر، پر (حرف جار)۔

حب الرضاع...... دودھ پینے کی محبت، شوق شیر خواری (رضاع راء پر کسرہ اور فتح دونوں ہیں۔ رضع رضاعۃ سے ہے اور اس کے معنی دودھ پینے کے ہیں۔ حب: محبت۔ الرضاع: دودھ پینے، دودھ پینا۔

شب علی حب رضاع...... اس کے دو معنی ہیں: (1) دودھ پینے کی خواہش پر جوان ہوتا ہے یعنی جوانی میں دودھ نہیں چھوڑتا۔ (2) وہ دودھ پینے پر زیادہ قادر ہوتا ہے۔

وان...... اور اگر۔

تفطمہ...... تو دودھ چھڑا دیتا ہے (باب فعال— قطام سے فعل مضارع واحد مذکر حاضر) اور اس باب میں دودھ وقت پر چھڑانے کے معنی بھی مضمر ہیں۔

ینفطم...... وہ دودھ چھوڑ دے گا (باب انفعال— انفطام سے فعل مضارع واحد غائب) انفطام: دودھ چھوڑ دینا۔

ترجمہ:

اور نفس تو بچہ کے مانند ہے جب تک اسے دودھ پلاتے جاؤ گے پیے جائے گا اور جب چھڑا دو گے تو چھوڑ دے گا۔

تشریح:

نفس شیر خوار بچے کی مانند (طرح) ہے۔ اگر اسے دودھ پلاتے جاؤ گے، پیتا چلا جائے گا اور اسی شوق شیر خواری میں جوان ہو جائے گا (مگر چھوڑنے کا نام نہیں لے گا) اگر وقت پر (ابتدا میں) اس کا دودھ چھڑا دو گے تو آسانی سے چھوڑ دے گا۔

خاصیت:

اسی مضمون کو ابو ذویب شاعر نے اس شعر میں یوں بیان کیا ہے:

والنفس راغبۃ اذ رغبتها
واذا ترد الی قلیل تقنع

"نفس کی خواہشات اگر بڑھانا چاہو گے تو بڑھتی چلی جائیں گی اور اگر اس کو تھوڑی (قلیل) شے کا عادی بنا دو گے تو وہ قناعت کر لے گا۔"

یعنی اگر نفس کو گناہوں سے روکا جاتا ہے تو رُک جاتا ہے۔ اگر آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ گناہوں میں مستغرق ہو جاتا ہے اور مرتے دم تک گناہوں کو نہیں چھوڑتا۔ گویا تربیت سے نفس کی اصلاح ممکن ہے اور ابتدا سے ہی اصلاح اور تعدیل کر لینی چاہیے۔

شعر......19

فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَ حَاذِرْ اَنْ تُوَلِّيَهٗ — اِنَّ الْهَوٰى مَا تَوَلّٰى يُصْمِ اَوْ يَصِمِ

باز گیرش از ہوا برخود ہوا حاکم مکن — چوں ہوا حاکم شود دینت بشد یا گشت کم

آرزو کو روک لے اور حرص کو غالب نہ کر — یہ ہوائے نفس کر دیتی ہے انساں کو نعم

جس وچ نفس ترا خوش ہووے اوہ گل نہ کر بھورا — جے اوہ تیں تے غالب ہویا مارے گا کر زورا

Then, check its inclinations and take care, lest thou allowst it mastery over thee; for certainly, the lust, whenever it gets power, gives either a mortal blow or tarnishes the character.

حل لغات:

فاصرف...... پس موڑ دو، روک دو۔ (اصرف مادہ صرف سے فعل امر ہے) صرف: پھیرنا۔

ھواھا...... نفس کی خواہش، اُس کی خواہش کو۔ (ھا کی ضمیر نفس کی طرف ہے)۔

اصرف ھواھا...... اس کے دو معنی ہیں: (1) نفس کو اس کی خواہش سے روک دے۔ (2) خواہش کو نفس سے روک دے۔ مطلب ایک ہی ہے۔

و...... اور۔

حاذر...... تو خوف کر، تو ڈر (مادہ حذر کے باب مفاعلہ محاذرۃ سے فعل امر ہے) حذر: ڈرنا۔

ان تولیہ...... کہ تو اُسے خودمختار بنائے (تولیۃ سے فعل مضارع ہے اور تولیۃ کے معنی اختیار دینے کے ہیں)۔

تولیۃ...... حاکم (خودمختار) بنانا۔

ان...... بے شک۔

الھویٰ...... خواہش۔

مَا...... جب کہ، جو۔ ماشرطیہ زمانیہ ہے یا عمومیہ بعض نے کہا ہے کہ موصولہ ہے۔ عصام نے اسی کو پختہ کیا ہے۔

تولی...... خودمختار ہو جائے، غالب ہوتی ہے۔

یُصْم...... ہلاک کر دیتی ہے، مار ڈالتی ہے۔ (اصمی، یصمی، اصماءً مصدر سے فعل مضارع واحد مذکر غائب)۔

او...... یا۔

یَصِم...... خراب کر دیتی ہے، عیب دار کر دیتی، ذلیل کر دیتی ہے (وصم یصم وصماً سے)۔

(یصم اوّل مشتق ہے اصماً سے شکار کو تیر سے اس طرح مارنا کہ وہ اپنی جگہ سے ہلنے نہ پائے۔ یصم ثانی مشتق ہے وصم سے بیمار کرنا، عیب ناک کرنا۔) یُصْم اور یَصِم کے درمیان تجنیس خطی ہے اور یہ صنعت بدیعیہ ہے۔

ترجمہ:

اور تو خواہش نفس کو روک دو (خواہشات کا رُخ موڑ دو) اور خبردار! اس سے ڈر کہ وہ غالب آ جائے (یا خودمختار ہو جائے)۔ بے شک جب خواہش غالب آ جاتی ہے تو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے یا عیب دار (داغدار) بنا دیتی ہے۔

تشریح:

امام بوصیریؒ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ نفس امارہ کو اپنا دوست اور متولی نہ بنایا جائے ورنہ ہلاکت و تباہی کا اندیشہ ہے۔

ابو مالک اشعریؒ فرماتے تھے: تیرا دشمن وہ نہیں ہے جس کے قتل کرنے پر اللہ تجھے اجر دے بلکہ تیرا دشمن وہ

ہے جو تیرے پہلو میں ہے یعنی نفس۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ولا تتبع الهویٰ فیضلک عن سبیل الله

"اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔"

اس سلسلے میں سیّدنا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی یہ نصیحت کتنی معنی خیز ہے:

ایاکم و تحکیم الشهوات علی انفسکم

فان عاجلها ذمیمٌ واجلها وخیمٌ

"اپنے نفسوں کو شہوتوں کی حکومت سے بچاؤ، اس لئے کہ ان کا فوری اثر رسوا کن اور پائیدار اثر تباہ کن ہے۔"

شعر...... 20

وَرَاعِهَا وَهْيَ فِي الْأَعْمَالِ سَائِمَةٌ ۔۔۔ وَإِنْ هِيَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰى فَلَا تُسِمِ

نفس را مقہور کن چوں در عمل جولاں کنی ۔۔۔ ور بچیزے اُنس گیرد باز دارش از ستم

غیر کی کھیتی میں چرنے سے بچا کر رکھ اسے ۔۔۔ رزق ناحق آدمی کے واسطے ہے زہر و سم

آکھے نفس نہ لگیں بھورا توڑے نقل کراوے ۔۔۔ اس سرکش دا کیہہ بھروسا مت کھڑ کھوہے پائے

Watch it well, while it is pasturing on the field of its actions; and should it make choice of any pasture, do not let it roam free, lest the choice prove unwholesome.

حل لغات:

راعھا...... اسے (نفس کو) چرا (راعی، یراعی سے فعل امر واحد حاضر) مصدر الراعی چراگاہ میں جانور کی نگاہ رکھنا، نگاہ رکھ اُس نفس کی اور نگہداشت رکھ۔

وھی...... کیونکہ وہ (واو حالیہ اور ھی ضمیر واحد مؤنث غائب نفس کے لئے کیونکہ نفس مؤنث سماعی ہے)۔

فی الاعمال...... اعمال میں یعنی عملی کھیتوں میں (اعمال جمع عمل کی ہے مراد نیک کام کہ جسے چراگاہ تصور کیا گیا ہے)۔

سائمۃٌ...... ایک چرندہ ہے (سام، سرمًا سے اسم فاعل ہے بمعنی چراگاہ میں چرنے والا جانور) سائمۃ خبر مبتداء محاورہ ہے، سامت الماشیہ یعنی جانور چرتا ہوا حد سے باہر چلا گیا۔ سائمہ ہے یعنی حد سے زیادہ عملوں کا چرنے والا ہے۔

وان...... اور اگر۔

هی...... وہ۔

هی استحلت...... وہ کھانا جائز سمجھے یا کھانے کی رغبت دکھائے یا شیریں سمجھے' پسند کرے' لذیذ سمجھے۔ (استحل سے فعل ماضی) استحلی: میٹھا شمار کرنا۔

المرعی...... چارہ' گھاس' چراگاہ کو (مفعول ہے فعل استحلت کا اور مادہ رَعی سے اسم ظرف مکان ہے)۔

فلا تسم...... تو نہ چرنے دے (فعل نہی) اور روک اسے۔

لفظی ترجمہ:

اور اس کی نگہبانی کر کہ وہ مانند جانور چرنے والے کے ہے اور اگر وہ چراگاہ کو لذیذ جانے تو اس کو چرنے نہ دے۔

ترجمہ:

اور نگاہ رکھ اُس نفس کو چراگاہ عمل میں اور اگر وہ حد سے گزر کر چراگاہ کو لذیذ سمجھے' تو چرنے سے روک۔

تشریح:

نفس کو اعمال صالحہ کی چراگاہ میں چراؤ۔ نفس کو اس کی مرضی پر مت چھوڑو۔ نگہداشت رکھو کہ کہیں وہ بُرے اعمال کی چراگاہ میں نہ چلا جائے۔ اگر وہ کسی چراگاہ کے کھانے میں رغبت اور خواہش کا اظہار کرے تو وہاں نہ چرنے دو۔

شعر...... 21

كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً — مِنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ

لذتے کاں با مضرت باشد آراید بخلق — آنچناں کو در نیابد ایں کہ زہر اندر دسم

ہیں بہت سی لذتیں جو موت کا پیغام ہیں — اور خصوصاً روغنیت باعث افشار دم

مٹھی چیز مضر جے ہووے اسنوں خوب نہ جانیں — ظاہر اس دا شیریں دسے باطن زہر چھپانیں

How often does it make a man approve of a deadly pleasure; since he does not know that there is poison in the fat?

حل لغات:

کم...... کتنی بار یعنی بہت سی دفعہ' یہاں کثرت کے معنی دیتا ہے۔ (من مرة محذوف ہے اور یہ کم تکثیریہ ہے نہ کہ استفہامیہ)۔

حسنت...... کسی شے کو خوبصورت بنانا' اس (نفس) نے اچھا سمجھا (مصدر تحسین سے فعل ماضی صیغہ واحد

مؤنث غائب)۔

لذۃً...... لذت' دنیاوی مزا' لذت دنیا کو۔

للمرء...... انسان (مرد) کے لئے (ل + مرء ل حرف جار اور مرء بمعنی مرد)۔

قاتلۃ...... قتل کرنے والی (قتل سے اسم فاعل واحد مؤنث)' صفت لذت۔

من حیث...... اسی طرح۔ حیث اصل میں تو مکان کے معنوں میں ہے استعارۃً یہاں پر بمعنی جہت استعمال ہوا ہے۔

لم یدر...... اس نے نہ جانا (دری' یدری سے نفی جحد بلم) لم یعلم کہ نہ معلوم ہوا۔

ان...... تحقیق' بے شک۔

السم...... زہر۔ دسم: چرب کھانا۔

فی الدسم...... مرغن کھانے (یا چکنائی) میں ہے۔

ترجمہ:

اس نفس نے بارہا لذت کو اچھا سمجھا اور وہ انسان کے لئے قاتل ہوئیں۔

(کتنی ہی ایسی حسین لذتیں ہیں جو انسان کو یوں قتل کر دیتی ہیں کہ وہ نہیں جانتا) کہ اس مرغن (پُرتکلف) کھانے میں زہر ہے۔ (نفس امارہ' غدار' مکار اور دھوکے باز ہے۔ کئی بار اس نے انسان کو دھوکا دیا۔)

تشریح:

کتنی بار نفس نے بعض لذتوں کو اچھا سمجھا حالانکہ وہ انسان کے لئے سراسر ہلاکت ہی ہلاکت ہیں۔ اسی طرح نفس کے یہ خواب و خیال میں بھی نہ آیا کہ مرغن کھانوں میں زہر بھی ہوتا ہے۔ نفس امارہ نے انسان کے ساتھ ایسا دھوکا کیا کہ اُس کی نظر میں بظاہر وہ دھوکا بھلا معلوم ہوا۔

ع ہیں کواکب کچھ' نظر آتے ہیں کچھ

شعر...... 22

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شَبَعٍ — فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

تو بترس از حیلہ ہائے نفس چوں جوع و شبع — گاہ باشد گشنگی بدتر ز سیری و تخم

بھوک سے بھی اور گرانی سے بھی تو پرہیز کر — آدمی کے واسطے دونو ہی ہیں شر و ستم

ڈر مکراں نفسے دیاں کولوں جو تے نہیں بھکھ تھیں — بوہتے تسے ڈھٹے بدتر رجی ہوئی کھ تھیں

And fear the secret machinations both of hunger and satiety; for, sometimes hunger is more mischievous than indigestion.

حل لغات:

واخش...... اور تو ڈر' خوف کھا' خائف رہ (خشی' یخشی سے فعل امر)۔

الدسائس...... فتنوں' فریبوں اور در پردہ سازشوں سے (دسائس' دسیسہ کی جمع ہے یعنی پوشیدہ مراد پوشیدہ مکر اور مخفی عیوب سے ہے)۔

جوع...... بھوک یعنی تنگ دستی۔

شبع...... سیری' یعنی خوش حالی۔

رُبَّ...... اکثر' کثرت کے معنی میں مستعمل ہے۔

مخمصة...... بھوکا رہنا' شدت کی بھوک۔

شرّ...... زیادہ بری' زیادہ ضرر رساں' شر اور نقصان زیادہ ہوتا ہے۔

من التخم...... بہت کھا لینے یا سیر ہونے سے' بدہضمی کو تخمہ کہتے ہیں یعنی معدے کا فساد۔

ترجمہ:

اور خوف کر بُری چیزوں سے جو بھوکے رہنے اور پیٹ بھرے ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور اکثر بھوکا رہنا بُرا ہوتا ہے بہت کھا لینے سے۔ یعنی بھوک اور سیر شکمی کی در پردہ سازشوں سے ڈرتا رہ' بسا اوقات فاقہ سیر شکمی سے بدتر ہوتا ہے۔

تشریح:

بھوکے رہنے اور سیر ہونے کے فتنوں اور فریبوں سے بچو' اکثر اوقات تو شدید بھوک بدہضمی سے بھی بڑھ کر ضرر رساں ہوتی ہے۔ بہت بھوک اور بہت کھانے دونوں سے ڈرنا چاہئے کیونکہ بہت کھانا یاد خدا سے روکتا ہے لیکن بھوک بھی بدتر ہے کہ انسان کو بعض وقت کافر بنا دیتی ہے۔

افادہ:

پُرخوری کے مضرات سب پر عیاں ہیں جن کے پیٹ غذا سے بھرپور ہوتے ہیں ان کے دل اکثر یاد خدا سے خالی ہوتے ہیں لیکن ساتھ ہی جبری فقر کے نتائج بھی کبھی خوش آئند نہیں رہے بلکہ بقول صادق المصدوق ﷺ ایسا فقر ایمان کے لئے بھی فتنہ سامان ثابت ہوتا ہے۔

کاد الفقر ان یکون کفراً یعنی کبھی کبھی فقر بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

اسی بھوک' احتیاج اور فقر نے آج معلوم نہیں کتنے انسانوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ بھوک کی بہت سی قسمیں ہیں: جنسی بھوک بھی ہوتی ہے' طلب عزہ و جاہ کی بھی بھوک ہوتی ہے' اقتدار کی بھی بھوک ہوتی ہے۔ آج کا انسان ان تمام بھوکوں کا شکار ہے۔

شعر...... 23

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَاتْ ۔۔۔ مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

پس بہ راز دیدگاں اشکت کہ چشمت پُر شدہ ۔۔۔ از محارم پس ملازم شو بدرگاہ ندم

اور یہ روتی ہوئی آنکھیں بھی ہیں ظالم بہت ۔۔۔ اک نگاہ بد سے کر دیتی ہیں حلت کو حرم

کجھرک طرف حرامے دے توں کرسیں نظر درازی ۔۔۔ ہنجو رَت جو پُر ہوئے اوہ نین کرن غمازی

And shed tears unsparingly from the eye, which has been full of forbidden sights, and keep strictly to abstinence, in the shape of penitential exercises.

حل لغات:

استفرغ...... قے کرانا' خالی کر دے' جاری کرنا' بہانا یعنی بہاتا رہ (مصدر استفرغ قے کرنا سے فعل امر)۔

الدمع...... آنسوؤں (دمع کی جمع دموع ہوتی ہے)۔

من عین...... آنکھ سے' اُن آنکھوں سے۔

قد امتلات...... بھر چکی ہے' جو بھری ہوئی ہیں یا ڈبڈبا رہی ہیں یا آلودہ ہو چکی ہیں۔

من المحارم...... حرام باتوں سے (محارم' حرام کی جمع ہے)۔

والزم...... اور لازم پکڑ' ضروری جان' ثابت قدم رہنا (لزم سے فعل امر)۔

حمیة...... محافظت' غیرت' پرہیز اور بچاؤ (حمی سے حاصل مصدر)۔

الندم...... ندامت و پشیمانی' پشیمانی کو۔ حدیث شریف میں آیا ہے: الندم توبة یعنی گناہ سے پشیمان ہونا ہی توبہ ہے۔

لفظی ترجمہ:

اور قصداً دفع کر آنسو ان آنکھوں سے جو بھر گئی ہیں۔ حرام سے اور اپنے پر فرض جان نگہبانی آنکھوں کی حرام سے۔

تشریح:

وہ آنکھ کہ جو امور حرام سے پُر ہو چکی ہے' اسے آنسوؤں کے ذریعے خالی کر دو اور ندامت کی حمیت اور غیرت کو اپنے لئے لازم پکڑو (یعنی اگر گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو فوراً خدا سے معافی مانگو اور رو رو کر توبہ کرو اور ندامت کی حمیت کا تقاضا ہے پھر وہ گناہ سرزد نہ ہونے پائے)۔

خاصیت:

i- اس شعر کو ہر نماز کے بعد 11 دفعہ پڑھنے سے علم اور تقریر کا ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ (حسن الجردہ ص 51)

ii- توبہ کرتے وقت اور مرید ہوتے وقت اس شعر کی کثرت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

iii- دوران مطالعہ یا سبق میں کوئی دشواری محسوس ہو یا کوئی بات سمجھ میں نہ آتی ہو تو اس شعر کو ایک سو انیس (119) مرتبہ پڑھ لینے سے انکشاف حقیقت ہو جاتا ہے۔ (عصیدہ الشہدہ ص 53)

آغاز وظیفہ ہفتہ

شعر......24

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا ‌ ‌ ‌ وَاِنْ هُمَا مَحَضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

برخلاف نفس و شیطان باش فرمانش مبر ‌ ‌ ‌ در نصیحت میکندت قول شاں داں متہم

نفس اور شیطان دونو دشمن ایمان ہیں ‌ ‌ ‌ نیک کاموں میں بھی ہوتے ہیں بدی سے متہم

نفس شیطان دا ہو مخالف توڑے کرے نصیحت ‌ ‌ ‌ مٹھیاں گلاں کرکے تینوں پائے وچ فضیحت

And resist both the self and Satan and disobey them, and should they sincerely offer thee any advice, regard them with suspicion.

حل لغات:

خالف...... مخالفت کر۔

النفس...... نفس امارہ (کی)۔

والشیطان...... اور شیطان۔ شطن سے مشتق ہے' رحمت سے دور ہوا۔ شاط: ہلاک ہوا۔

اعصھما...... ان دونوں کی نافرمانی کر۔ اعص صیغہ امر۔ عصیان: سرکشی۔

وان ھما...... اور اگر وہ دونوں (نفس اور شیطان)۔ واؤ عاطفہ' ان: شرطیہ۔

محضاک...... وہ دونوں تیرے لئے خالص کر دیں' مخلصانہ (محض سے فعل ماضی)۔ محض: خالص کرنا۔

النصح...... نصیحت' خیرخواہی' نصیحت کرتے ہوں۔

فاتھم...... پس تو متہم جان' جھوٹ سمجھ۔ اتھام: تہمت دینا۔

ترجمہ:

تو شیطان اور نفس امارہ کی مخالفت کر اور ان دونوں کی نافرمانی کر۔ اگر وہ تمہیں مخلصانہ نصیحت بھی کریں تو پھر بھی ان کو متہم اور مشکوک سمجھ (مورد الزام ٹھہراؤ)۔

تشریح:

نفس اور شیطان انسان کے ازلی دشمن ہیں۔ وہ انسان کے کبھی خیرخواہ نہیں ہو سکتے ہیں اس لئے ان دونوں کو کبھی اپنا خیرخواہ سمجھ کر دھوکا نہیں کھانا چاہئے بلکہ ان دشمنوں کے ہر داؤ پیچ سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

شیطان نے خیرخواہ اور دوست بن کر ہی سب سے پہلے انسان کو دھوکا دیا تھا اور جنت سے نکلوایا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت ہی حکیمانہ بات ارشاد فرمائی ہے:

طاعة النفس داءٌ و عصيانها دواءٌ

"نفس کی اطاعت بیماری ہے اور اس کی نافرمانی ہی اس بیماری کا علاج ہے۔"

نفس کو کمزور کرنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں فرمایا ہے:

فاما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى

ترجمہ: "جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو اس کی خواہشات سے روکا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔"

پس نفس امارہ اور شیطان جو کچھ تجھے کرنے کی ترغیب دیں تو اس کے خلاف عمل کر' ان کی کوئی بات نہ مان اور ہمیشہ ان کی نافرمانی کر خواہ وہ تجھے پُرخلوص انداز میں نصیحت کرتے دکھائی دیں۔ تو پھر بھی ان کی نصائح کو جھوٹ کا پلندہ قرار دے۔

خاصیت:

یہ شعر اور اس سے پہلے والا شعر نماز جمعہ کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھ لینے سے گناہوں سے حفاظت رہتی ہے۔ (حسن الجردہ ص 52)

شعر......25

وَلاَ تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَّلاَ حَكَمًا ‌ ‌ ‌ وَاَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

ترک کن فرمان ایشاں خصم باشند یا حکم ‌ ‌ ‌ زانکہ میدانی تو مکر خصم و ہم مکر حکم

ان کا نافرمان ہے راہ ہدا ہی میں کامیاب ‌ ‌ ‌ ان کا پیروکار محروم ہدایت بے مرم

نفس شیطان دا حکم نہ منیں' دونویں دشمن تیرے ‌ ‌ ‌ مکر اوہناں دے معلم تینوں بوہتے گھنے گھنیرے

And do not listen to them either as a litigant or an arbitrator; for, thou well knowest the tactics of such a litigant and arbitrator.

حل لغات:

ولا تطع...... تو اطاعت نہ کر، تو حکم نہ مان، نہ پیروی کر۔

منہما...... ان دونوں کی یعنی نفس اور شیطان کی۔

خصماً...... مشکل حل کرنے والے کی حیثیت سے (خصم کے معنی جھگڑالو دشمن یا جھگڑالو ہونے کے ہیں لیکن مادہ خصم میں مشکل حل کرنا بھی ہے اور اس مقام میں یہی موزوں معلوم ہوتا ہے)۔

حکماً...... ثالث، فیصلہ کرنے والے کی حالت میں، فیصلہ کرنے میں۔

فانت تعرف...... پس (اس لئے کہ) تو جانتا ہے (مادہ عرف سے فعل مضارع واحد مذکر حاضر)۔

کید...... مکروفریب، بدٗ بداندیشی۔ خصم: بداندیش، بدخواہ، مخالف۔ حکم: ثالث۔

کید الخصم والحکم...... جھگڑالو دشمن اور ثالث کے مکروفریب کو (مرکب اضافی)۔

والحکم...... اور مکر و فیصلہ کنندہ کا۔ منصف یا وہ حاکم جو فریقین کا صلح پر فیصلہ کرے (بات پوشیدہ رکھے، دھوکا دیتا رہے)۔

ترجمہ:

نفس امارہ کی طرف سے اگر کوئی حکم اور خصم مقرر ہو تو اس کی اطاعت مت کرو اور تو دشمن اور ثالث (خصم اور حکم) کے فریب کو خوب جانتا ہے کہ کیسا بد ہے۔ (اور ان کی کارستانیاں تجھ سے مخفی نہیں، ان کے دھوکے میں نہ آنا)۔

تشریح:

شارح زرکشی فرماتے ہیں کہ یہ بیت قصیدہ کے تمام بیتوں سے سخت ترین ہے۔ اس لئے کہ خصومت نفس کے ساتھ محاکمہ شیطان سمجھ میں نہیں آتا۔ آخر میں نے روح امام بوصیریؒ کی طرف توجہ کی تو مکاشفہ میں مجھے فرمایا کہ انسان میں تین چیزیں ہیں جو منبع خواہش ہیں: قلب، نفس، شیطان۔ اگر قلب کوئی نیک کام کرنے لگتا ہے تو نفس اُسے روک دیتا ہے۔ پھر ہر دو میں جھگڑا ہوتا ہے اور شیطان ہر دو میں حکم بن جاتا ہے اور نفس کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔ اسی طرح جب قلب اور شیطان میں جھگڑا ہوتا ہے تو نفس حکم بن کر شیطان کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔ پس شیطان اور نفس میں سے ہر ایک من وجہ خصم بھی ہے اور من وجہ حکم بھی ہے۔

شیطان اور نفس امارہ کے وساوس سے خلاصی پانے کے لئے صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ مومن کے ہتھیار شیطان پر غالب آنے اور وساوس کے دفعہ کرنے کو چھ ہیں: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور طمع خام سے اجتناب اور بُرے اعمال سے تنفر اور دنیا کو دین پر غالب نہ آنے دینا۔

خاصیت:

اگر کوئی شخص کسی گناہ کا عادی ہو جائے اور توبہ کرنے پر بھی توبہ کو برقرار نہ رکھ سکے تو چاہئے کہ یہ شعر اور اس

سے پہلے والا شعر نماز جمعہ کے بعد کاغذ پر لکھ کر اور عرق گلاب میں گھول کر پی لے، پھر مسجد میں قبلہ رو بیٹھ کر توبہ استغفار کرتا رہے اور حضور پاک ﷺ پر درود پڑھتا رہے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آئے۔

(عصیدہ ص 58)

شعر...... 26

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ ۔۔۔ لَقَدْ نَسَبْتُ بِہٖ نَسْلاً لِّذِیْ عُقُمٖ

می کنم استغفر اللہ از کلام بے عمل ۔۔۔ بچہ میخواہم ازاں زن گو بود صاحب عقم

ہاں مگر توبہ! کہ جو کہتا ہوں وہ کرتا نہیں ۔۔۔ یہ بھی سوچو! کہ کبھی بچہ بھی جنتی ہے عقم

جس کلاے عمل نہ ہووے اوس تھیں توبہ کریئے ۔۔۔ عورت سنڈھ نہ جن دی پتر جے لکھ حیلے کریئے

I ask God to pardon me for preaching without practice; for, verily thereby I claim offspring for a barren person.

حل لغات:

استغفر اللہ...... میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں، یا الٰہی توبہ! (مادہ غفر سے اور باب استفعال سے ہے جس کے معنوں میں طلب پائی جاتی ہے)۔

من قول...... اُس قول سے۔

بلا عمل...... جو بے عمل ہو۔

قول بلاعمل...... وہ اچھی بات جو دوسروں کو کہی جائے لیکن کہنے والا خود اس پر عمل نہ کرے۔

لقد...... بے شک۔

نسبت...... میں نے نسبت کی، کسی نسل کا ذکر کرنا، میں نے نسب قائم کیا (مادہ نسب سے فعل ماضی واحد متکلم)۔

بہٖ...... اس کے ذریعے، اُس کی۔

نسلاً...... ایک نسل (کا)، ایسی نسل کی طرف۔

لذی عقم...... عقیم عورت کے لئے (ل + ذی عقم، ل حرف جار بمعنی کے لئے اور ذی عقم سے مراد عقیم اور بانجھ عورت کہ جس سے اولاد نہ ہو سکے)۔

لفظی ترجمہ:

الٰہی توبہ ایسے قول سے جس پر خود عمل نہ کرے۔ یہ تو ایسا کیا میں نے جیسے بانجھ کے واسطے فرزند بتایا میں نے۔

تشریح:

میں اللہ تعالیٰ سے (گناہوں کی) بخشش چاہتا ہوں کہ ایسے قول سے کہ جو دوسروں کو کہا جائے لیکن خود اس پر عمل نہ ہو (کیونکہ ایسا قول تو سراسر تاثیر سے خالی ہوتا ہے) قول بلاعمل کہہ کر گویا میں نے ایک بانجھ عورت سے اولاد و نسل کی نسبت دی (حالانکہ بانجھ عورت سے اولاد کا ہونا امر محال ہے)۔

جس طرح ذی عقم مرد یا عورت سے بچہ پیدا نہیں ہوتا اسی طرح میرا نفس ہے۔ میں خود گناہوں میں مبتلا ہوں اور دوسروں کو نیکی کی ہدایت کرتا ہوں۔ میرے قول بلاعمل سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ شاعر نے قول بلاعمل کو بانجھ عورت سے تشبیہ بلیغ دی ہے۔ بانجھ عورت سے نسل و اولاد کی توقع نہیں کی جاسکتی اسی طرح قول بلاعمل سے اچھے نتائج نہیں پیدا ہو سکتے۔ قول بلاعمل کے ذریعے فضاء میں شور تو مچایا جا سکتا ہے لیکن دلوں میں سوز و گداز اور ہلچل نہیں پیدا کی جاسکتی۔

شعر......27

اَمَرْتُکَ الْخَیْرَ لٰکِنْ مَّا ائْتَمَرْتُ بِهٖ — وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِی لَکَ اسْتَقِمِ

امر کردم من بخیرت خود نکردم ہیچ چیز — راستی در دیں نکردم پس چہ سود از گفتنم

تم کو نیکی کا سبق دیتا ہوں خود عامل نہیں — کیا اُگے کا اس زمیں سے جس میں کچھ ہوگا نہ نم

حکم دیاں نیکی دا تینوں آپ کراں برائی — اس دسے دا حاصل کیہ سر اپنے خاک اڈائی

I recommended the practice of virtue to thee, but I did not myself conform to it; I did not keep to it; what, then, can be the effect of my telling thee to keep to it?

حل لغات:

امرتک...... میں نے تجھے حکم دیا (امرت + ک، ک ضمیر واحد حاضر اور امرت مادہ امر سے فعل ماضی صیغہ واحد متکلم)۔ امر: حکم کرنا۔

الخیر...... نیکی (کا)، نیک کام، بھلائی کا۔

لکن...... مگر۔

ماائتمرت...... میں نے خود حکم نہیں مانا، خود اطاعت حکم نہیں کی (مادہ امر کے باب افتعال ائتمار سے جس کے معنی حکم قبول کرنے یا ماننے کے ہیں اور ائتمرت سے پہلے ما نافیہ ہے)۔

بہ...... اُس کار خیر کا، اُس خیر کا۔

وما...... اور نہیں۔

استقمت...... میں خود استقامت پر رہا، میں قائم نہ رہا (باب استفعال۔ استقامة سے فعل ماضی صیغہ واحد متکلم)۔

فما...... پس کیا ہے؟ (ما استفہامیہ منفی ہے)۔

قولی...... میرا قول، میرا کہنا۔

لک...... تیرے لئے۔

استقم...... تو قائم رہ (راستی پر)، استقامت اختیار کر (باب استفعال سے فعل امر)۔

ترجمہ:

میں نے تجھے نیکی کرنے کو کہا اور خود میں نے ہی نہ کی اور جب خود میں مستقیم نہ ہوا تو میرا کہنا کیا تجھ کو استقامت دے گا۔

تشریح:

میں نے (واعظ بن کر) تجھے نیکی کرنے کا حکم دیا مگر میں نے خود اس پر عمل نہیں کیا۔ جب میں خود ٹھیک اور استقامت پر نہیں ہوں تو تجھے میرا یہ کہنا کہ تو ٹھیک ہو جا، کچھ مفید (یا سودمند) نہیں۔ یہ کیا حقیقت رکھتا ہے اور کیا اثر کرتا ہے۔ یعنی ہمارے قول اور فعل میں تضاد ہے۔

امر سے مراد امر اور نہی دونوں ہیں اور خیر سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا انجام اچھا ہو۔ مستقل استقامت سے مراد طاعت اور بندگی پر قائم رہنا، احکام کی تعمیل اور برائیوں سے اجتناب کرنا ہے۔ غیر متقی انسان لوگوں کو تقویٰ کا اگر حکم کرے تو وہ طبیب ہے جو لوگوں کا علاج کرتا ہے حالانکہ وہ خود مریض ہے۔

شعر......28

وَلَا تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً — وَلَمْ اُصَلِّ سِوٰی فَرْضٍ وَلَمْ اَصُمِ

توشۂ ہرگز نہ کردم بہر زاد آخرت — وز نماز و روزہ جز فرضی نیامد در تنم

کچھ نہ پلے میں سمیٹا زاد راہ آخرت — واجبات شرع سے غافل رہا وائے ستم

قبل الموت نہ توشہ کیتا سنت نفل وسارے — پنج نمازاں فرضی روزے ایہی مساں گزارے

Nor have I provided myself with any voluntary devotions against the next world before the approach of death; nor have I offered any other than the compulsory devotion, nor have I observed any fasts.

حل لغات:

وَلا...... اور نہیں (لا نافیہ ہے)۔

تزودت...... میں نے زاد راہ تیار کیا (باب تفعل سے فعل ماضی صیغہ واحد متکلم ہے، اس باب کی ایک خصوصیت یہ

ہے کہ اس میں تکلف پایا جاتا ہے یعنی تزودت میں جان بوجھ اور ازخود کوشش کر کے زاد راہ لیا کے معنی موجود ہیں)۔ **تزود:** توشہ مہیا کرنا۔

قبل الموت...... موت سے پہلے یعنی زندگی میں۔

نافلۃً...... زائد عبادت' نفل' فرائض اور واجبات کے علاوہ عبادت۔

لم اُصل...... میں نے نماز نہیں پڑھی (نفی جحد بلم فعل ماضی صیغہ واحد متکلم)۔

سوی...... سوائے علاوہ۔

فرض...... فرض یعنی پانچ وقت کی نماز۔

لم اصم...... میں نے روزہ نہیں رکھا (نفی جحد بلم فعل ماضی صیغہ واحد متکلم)۔

ترجمہ:

موت سے قبل نہ تو میں نے نوافل کا زادراہ بنایا اور نہ ہی سوائے فرضوں کے میں نے کوئی نماز پڑھی اور نہ فرضی روزوں کے سوا کبھی روزے رکھے۔

تشریح:

فرائض و واجبات سے تو محض آدمی مقرر کردہ وظیفہ حیات سے عہدہ برآ ہوتا ہے لیکن درجات قرب حاصل کرنے کے لئے نوافل کا ہونا ضروری ہے۔ حدیث قدسی میں ہے:

لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبه الله تعالیٰ

''ہمیشہ بندہ میرا تقرب نفلوں کے ذریعے حاصل کرتا ہے' یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔''

فرائض بمنزلہ قرض کے ہیں' ان کا ادا کرنا حق عبودیت کو ادا نہیں کرتا۔ حق عبودیت تب ہی ادا ہوتا ہے جب نوافل کا بے انتہا توشہ جمع کیا جائے۔ انسان اپنی عمر کو نوافل میں صرف کرے۔ میں نے تو صرف نماز روزہ فرضی پر کفایت کی۔ اب سوائے حسرت و افسوس کے کچھ بن نہیں آتا۔

یہاں سے علامہ بوصیریؒ تشبیب سے مدح حبیب ﷺ کی طرف منتقل ہوئے اور وصل لطیف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بغیر وصل عطف کے فرمایا۔

الفصل الثالث فی مدح الرسول ﷺ

یہ تیسری فصل ہے تعریف میں جناب رسول اللہ ﷺ

شعر......29

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَا الظَّلَامَ اِلٰى ‍ ‍ ‍ اَنِ اشْتَكَتْ قَدَ مَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٍ

من ستم کردم بسے بر سنت خیر الرسل ‍ ‍ ‍ آنکہ از احیائے شبہا پائے وے کردے ورم

ہاں وہ سنت اس نبی کی جو عبادت کے لئے ‍ ‍ ‍ رات بھر رہتے کھڑے پاؤں میں آتا تھا ورم

میں تھیں سنت ادا نہ ہوئی گا ہے لنگ نہ دھوتے ‍ ‍ ‍ حضرت پیر سجائے آہے ساری رات کھلوتے

I transgressed the law of the Prophet, who passed the night in adoration, until his feet complained of injury from pain.

حل لغات:

ظلمتُ...... میں نے ظلم کیا یا میں نے تاریکی میں رکھا' میں نے ترک کیا۔ (مادہ ظلم میں ظلم کرنے اور تاریکی میں رکھنے کے معنی موجود ہیں' ظلمت فعل ماضی اور صیغہ واحد متکلم ہے۔ بغرض انکسار و اظہار عجز فرمایا کہ یہ خاصہ مقربان بارگاہ کا ہوتا ہے)۔

سنۃ...... سنت رسول ﷺ یا روشن طریقہ (پر) یہ ظلمت کا مفعول ہے۔

من...... جس نے' جنہوں نے۔

ظلام...... تاریکی شب۔

احی الظلام...... اندھیروں کو زندہ کیا یعنی اندھیری راتوں میں بغرض عبادت جاگتے تھے' شب بیداری کی (احیاء اللیل شب خیزی اور رات کی عبادت کے لئے بطور استعارہ کام کرتا ہے)۔

اِلٰی...... یہاں تک کہ (انتہائے غایت کے لئے)۔

اَن اشتکت...... شکایت کرنے لگے' تکلیف محسوس کرنے لگے' ظاہر ہوگئیں۔

قدماہ...... آپؐ کے قدم مبارک پر۔

الضُرّ...... ضرر' تکلیف' سختی' نقصان۔

ورم...... سوج' ورم کی۔

لفظی ترجمہ:

میں نے ظلم کیا اُس نبی کی سنت پر جس نے راتوں کو اس قدر عبادت کی کہ پاؤں مبارک ورم کر آئے سوج

سوج کر۔

ترجمہ:

(افسوس) میں نے اس ذات پاک ﷺ کی سنت (طریقہ مسنونہ) کی پیروی نہ کی۔ جو اندھیری رات کو زندہ رکھتے تھے (عبادت کے لئے کھڑے رہتے تھے) یہاں تک کہ آپؐ کے دونوں پائے مبارک قیام کی وجہ سے متورم ہو جاتے اور تکلیف محسوس کرنے لگتے۔

تشریح:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتدائے نزول وحی میں ساری رات نوافل پڑھتے رہتے تھے جس سے پاؤں مبارک سوج جایا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں' آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ بخشے جا چکے ہیں۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ یعنی انعامات مغفرت کا حق نہ ادا کروں؟ پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

طٰہٰ ما انزلنا علیک القران لتشقی

''ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم اس کے باعث سے مشقت اُٹھاؤ''

(ط کے عدد 9' ہ کے عدد 5 حاصل عدد 14 ہوئے یعنی جیسے ماہ کامل چودہ تاریخ کا ہوتا ہے' محبوب کو فرمایا کہ تم ماہ کامل ہو لہٰذا اپنی جان پر اتنی سختی نہ فرماؤ)۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی عادت کریمہ یہ رہی کہ تہائی رات گزر جانے پر خواب استراحت سے بیدار ہو کر تہجد ادا فرماتے۔

شعر 30

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَآءَہٗ وَ طَوٰی   تَحْتَ الْحِجَارَۃِ کَشْحًا مُّتْرَفَ الْاَدَمِ

سنگ بستے بر شکم آں نازنیں از گشنگی   صرف کر دے در رہ حق جملہ دینار و درم

اور کھانے میں بھی کرتے تھے نہایت احتیاط   پتھروں سے ڈھانپنا پڑتا کبھی نازک شکم

جاں حضرت بھکھ لگدی آہی پیٹ تے پتھر دھر دے   جے کجھ درم دینار ہوندو نیں چا تصدق کر دے

He tied his bowels on account of hunger, and bound his waist with folds of delicate skin with a stone in it.

حل لغات:

شد...... آپ ﷺ نے باندھا (فعل ماضی واحد غائب)۔

من سغبٍ...... فاقے سے' بھوک سے۔

احشاءہٗ...... اپنے پیٹ مبارک کو (احشاء جمع ہے حشی کی یعنی وہ تمام اعضا کہ جو جوف بطن میں ہیں۔ احشاء

فعل شد کا مفعول بھی ہے)۔

طوی...... لپیٹا (مادہ طی سے فعل ماضی واحد غائب)۔

تحت...... نیچے زیر۔

حجارۃ...... پتھر۔

کشحاً...... پہلو (فعل طوی کا مفعول ہے)۔ جسم کا وہ حصہ جو پسلیوں سے لے کر ڈھڈی تک ہے' کمر۔

مترف...... نرم و نازک اور ناز پروردہ (مادہ ترف اور باب افعال یعنی اتراف سے اسم مفعول ہے۔ اس باب کی خصوصیت کسی امر کی کیفیت میں زیادتی اور مبالغہ کرنا بھی ہے پس مترف کے معنی بہت ہی ناز پروردہ کے ہیں)۔

الادم...... کھال' جلد (ادیم سے)۔

ترجمہ:

آنحضرت ﷺ نے بھوک کی وجہ سے اپنے شکم مبارک کو کس کر باندھ لیا تھا اور اپنے نازک اور ناز پروردہ پہلوؤں کو سخت پتھر کے نیچے لپیٹ لیا تھا۔

تشریح:

امام بوصیریؒ نے اس شعر میں آنحضور ﷺ کی شان استغناء اور عظمت فقر کو بہت ہی دلنشین انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کی مثال دنیائے انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آنحضرت ﷺ کا پیٹ مبارک پر پتھر باندھنا' مشہور واقعہ ہے۔ ایک دفعہ صحابہؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھایا کہ ان پر ایک پتھر بندھا ہے۔ آپ ﷺ نے شکم مبارک کھولا تو ایک کے بجائے دو پتھر بندھے تھے۔ اس واقعہ سے جہاں آنحضرت ﷺ کی عظمت فقر کی نشاندہی ہوتی ہے' وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے پتھر اس لئے باندھے تھے تاکہ نماز کے قیام میں ضعف مانع نہ ہو سکے اور آپ ﷺ زیادہ عبادت کر سکیں۔

شعر 31

وَ رَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ   عَنْ نَفْسِهٖ فَاَرَاهَا اَيَّمَا شَمَمٖ

کوہ از زر کرد خود را عرض تا گردد قبول   روئے گردانید ازاں زر مصطفےٰ خیر الشیم

بن کے آئے کوہ سونے کے کہ کچھ مائل ہوں آپ   آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا' کیا ہیں دینار و درم

اک پہاڑ سونے دا وڈا اگے ہویا عرضی   حضرت سرور کہیا اس نوں نہ میں تیرا غرضی

High mountains of gold tempted him, but he showed them extreme haughtiness.

حل لغات:

رواد ته...... آپ ﷺ کو پھسلانا چاہا' ارادہ کیا (او مراودة عن نفسه سے ہے کہ جس کے معنی کسی شخص کو گناہ پر اُکسانے کے ہیں)۔

الجبال الشم...... بلند پہاڑ (جبال' جبل کی جمع ہے الشم کے معنی نہایت بلند کے ہیں۔ الجبال الشم فعل راودته کا فاعل ہے)۔

من ذهب...... جو سونے کے تھے (پہاڑوں کی تعریف ہے)۔ ذهب: زر۔

فاراها...... پس آپ ﷺ نے ان (پہاڑوں) کو دکھا دیا تو حضور ﷺ نے ان کو دیکھا۔

ایما...... کتنا' کس شان سے (کسی چیز کی عظمت پر دلالت کرتا ہے)۔

شمم...... بلند' اپنے بلند حوصلہ اور استغنا سے۔

ترجمہ:

سونے کے بلند پہاڑوں نے آنحضرت ﷺ کو پھسلانا (مائل کرنا) چاہا مگر آپؐ نے کچھ التفات نہ کیا اور اپنی ہمت عالی رکھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو دکھا دیا کہ بلند کون ہے (یعنی آنحضرت ﷺ نے اپنی شان استغنا کی بلندی کو ظاہر کر دیا اور بلند پہاڑ سبک سر ہو کر رہ گئے) بنظر حقارت ٹھکرا دیا۔

تشریح:

روایت ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیلؑ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ پسند کریں تو آپ ﷺ کے لئے یہ پہاڑ سونا بن جائیں اور جہاں آپ ﷺ رہیں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے تھوڑی دیر غور کر کے فرمایا: جبرائیلؑ ان الدنیا دارٌ من لا دار له و مالٌ من لا مال له قد یجمعها من لا عقل له۔

یہ دنیا تو اس شخص کا گھر ہے کہ جس کا (آخرت میں) کوئی گھر نہ ہو' یہ مال ہے کہ جس کا (آخرت میں) کوئی مال نہ ہو اور یہ دنیا کے اونچے اونچے گھر اور مال محض اس کے پاس جمع ہو سکتے ہیں کہ جو عقل سے محروم (بے وقوف آدمی) ہو۔

پانچ پہاڑ تھے جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ آرزو پیش کی تھی: جبل ابوقبیس' جبل حرا' جبل ثور' جبل بطحا' جبل عرفات۔

آنحضرت ﷺ نے عملاً ثابت کر کے دکھا دیا کہ فقر و استغنا اور زہد و قناعت کے کس اعلیٰ مقام پر آپ ﷺ فائز ہیں۔

شعر......32

وَاَكَّدَتْ زُهْدَهُ فِيهَا ضَرُورَتُهُ — اِنَّ الضَّرُورَةَ لَا تَعْدُوْا عَلَى الْعِصَمِ

با ضرورتہا کہ بودش میل بر دنیا نہ کرد — از ضرورت خستہ نبود آنکہ دُور است از حرم

مال و دولت کی ضرورت ہی نہ تھی ہرگز انہیں — نور سے روشن ہو جو سینہ اسے کیا رنج و غم

حضرت زہد مسلم رکھیا چھڈ دنیا غمنا کی — کیوں محتاج ہووے درماندہ جیندے اندر پاکی

His poverty urged him to be indifferent to them; for, poverty never prevails over the immaculate.

حل لغات:

و...... اور۔

اکدت...... بہت مضبوط یا خوب پختہ کر دیا (باب تفعیل یعنی تاکید سے فعل ماضی مطلق واحد مؤنث غائب' باب کی خصوصیت مبالغہ ہے)۔

زهده...... آپ ﷺ کے زہد کو' بے رغبتی' ترک دینا (یہ مفعول ہے فعل اکدت کا)۔

فیها...... اس دنیا میں' دنیا کی طرف سے۔

ضرورته...... آپؐ کی ضرورت' ظاہری حاجت (فعل اکدت کا فاعل ہے)۔

ان الضرورة...... بے شک ضرورت اور احتیاج ظاہری اور حسی۔

لاتعدو...... غلبہ نہیں کرتیں (مادہ عدا' بعدو سے)۔

علی الصم...... عصمت اور حفاظت الٰہی پر' آپؐ کی عفت مآبی پر۔

ترجمہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زہد کو ضرورتوں نے اور مضبوط کر دیا۔ بلاشبہ ضرورت عصمت پر غالب نہیں آ سکتی۔

تشریح:

جس قدر سرور عالم ﷺ کی ضروریات ظاہر بڑھتی گئیں' اسی قدر آپ ﷺ کا زہد بڑھتا گیا اور مضبوط ہوتا چلا گیا۔ بے شک جب خدا بچانے والا ہو اور عصمت الٰہی شامل حال ہو تو ضرورتیں غلبہ نہیں پا سکتیں۔ آپؐ نے ہر حال میں زہد کو اپنا شعار بنائے رکھا حتیٰ کہ جب آپؐ ایک عظیم مملکت کے تاجدار بھی قرار پائے تو اُس وقت آپؐ نے اپنے زہد کو ترک نہیں کیا بلکہ یہ زہد بہت زیادہ بڑھ گیا تھا حالانکہ چاہتے تو دنیا و جہاں کا سامان راحت حاصل کر سکتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ حضورؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے مگر دو وقت بھی سیر ہو کر آپؐ نے کھانا تناول نہیں فرمایا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب آپؐ نے وفات پائی تو (گھر میں اس دن کے کھانے کے لئے تھوڑے سے جو کے سوا کچھ نہ تھا اور) چند سیر جو کے بدلہ میں آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں رہن تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی راتیں پے در پے اس حالت میں گزرتی تھیں کہ آپؐ اور آپؐ کے گھر والے خالی پیٹ فاقہ سے رہتے تھے کیونکہ رات کا کھانا نہیں کھاتے تھے اور جب کھاتے تو ان کا رات کا کھانا عام طور پر جو کی روٹی ہوتی تھی۔

روایت ہے کہ ایک دن سرور عالم ﷺ آرام فرما رہے تھے اور آپ کے نیچے نیم ترگھاس کی چٹائی بچھی ہوئی تھی اور جو تکیہ تھا اس میں چمڑے کی کترن بھری ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ پہلوئے نورانی پر چٹائی کے نشان پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت عمرؓ بے ساختہ رو پڑے۔ حضورؐ نے فرمایا: ''عمر کس چیز نے تمہیں رُلا دیا۔'' تو انہوں نے عرض کیا: ''حضور ﷺ میں کیسے نہ روؤں جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قیصر و کسریٰ کے حکمران عیش کر رہے ہیں۔'' حضورؐ نے فرمایا: ''اے عمر! کیا تم اس سے خوش نہیں کہ قیصر و کسریٰ کو جو کچھ مل رہا ہے' دنیا کی چند روزہ زندگی تک رہے اور ہمارے لئے ابدی نعمتیں غیر زائل ہمیشہ کو آخرت میں ملیں۔'' حضرت عمرؓ نے کہا: ''بے شک میں یہی چاہتا ہوں۔'' اتنے میں جرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ دنیا کی لذتیں جس قدر بڑھتی جائیں اُسی قدر آخرت کی لذتیں کم ہو جاتی ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ تم اپنی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں پا چکے ہو لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے کہہ دو کہ تم دنیا کی نعمتوں سے جو تمہارا جی چاہے لے لو۔ آپ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ تمہاری لذات آخرت لذات دنیاوی کے حاصل کرنے سے کم نہ ہوں گی۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ بہتر و باقی ہے۔ (اللہ کی ذات بہترین نعمت اور غیر فانی دولت ہے)۔

شعر......33

وَكَيْفَ تَدْعُوْا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ لَوْ لَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

چوں تواند خواند بر دنیا ضرورت زانکہ گر نامدے دنیا گہے بیروں نگشتے از عدم

وہ بھلا دنیا کو کیوں چاہیں گے خود جن کے طفیل یہ جہاں پیدا ہوئے جو ان سے پہلے تھے عدم

کیونکر سددا دنیا ول کوئی حاجت مند تباہی جیکر حضرت مول نہ ہوندے دنیا کتھے آہی

And how could poverty incite one to worldly prosperity, for whom had it not been, the world should not have come out of nonentity?

حل لغات:

و...... اور (حرف عطف)۔

كيف...... کیسے' کیوں کر (استفہام انکاری)۔

تدعوا...... بلائیں' دعوت دیں (دعوۃ سے)۔

الى الدنيا...... دُنیا کی طرف۔

ضرورة...... ضرورتیں' حوائج ظاہری (تدعو کا فاعل ہے)۔

من...... وہ شخص' اُس ہستی پاک کو۔

لولاهُ...... اگر وہ ذات پاک نہ ہوتی۔

لم تخرج...... نہ نکلتی' نہ ظاہر ہوتی (نفی جحد بلم)۔

الدنيا...... دنیا (دنیا مشتق دنو سے بمعنی نزدیک ہونا۔ اس جہان کو دنیا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ باعتبار زمان بہ نسبت آخرت کے انسان کی ذات سے قریب ہے)۔

من العدم...... عدم سے (عدم کے معنی نہ ہونے کے ہیں) کتم عدم سے نیستی۔

ترجمہ:

ضرورتیں اس ہستی کو دنیا کی طرف کیسے مائل کر سکتی ہیں جبکہ اگر آپؐ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔ (دنیا بھی نہ ہوتی)۔

تشریح:

اس شعر میں آنحضور ﷺ کے زہد کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ دنیا کی ضرورتیں اس ہستی کو اپنی طرف کیسے مائل کر سکتی ہیں جس کے لئے یہ ساری کائنات پیدا کی گئی۔ دنیا ان کی محتاج ہے۔

شعر میں اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی اور آپؑ نے عرش کے پائیوں پر یہ لکھا دیکھا تھا: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تو آپ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ وہ آپ کو حضورؐ کے وسیلہ سے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اب جب کہ تم نے حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کیا ہے تو میں نے آپ کو بخش دیا ہے۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں آپ کو پیدا نہ کرتا۔'' اس کو حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

واقعہ معراج میں ہے کہ جب حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر ساجد الی اللہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو فرمایا: اے محبوب! ہم تم اور ماسویٰ اس کے جو کچھ ہے وہ سب ہم نے تمہاری وجہ سے پیدا کیا تو حضور ﷺ نے عرض کیا: الٰہی میں اور تو اور ماسویٰ اس کے جو کچھ ہے' سب میں نے تیری ذات کے لئے ترک کیا۔ **الحمد للہ** ملھم الصواب والیہ المرجع والمآب۔

شعر 34

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ — وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرُبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ

آں محمدؐ سیّد کونین فخر انس و جاں — بہتر اہل دو عالم مہتر عرب و عجم

وہ محمدؐ سید الکونین سرور کائنات — جن کے پرچم کے تلے سب انس و جن عرب و عجم

حضرت سرور دوہاں جہاناں نالے جن آدم دا — ربّ ساری خلقت وچوں چنیا مہتر عرب عجم دا

Mohammed is the lord of the two worlds and of the two noble creations (man and genii) and of the two nations, namely, Arabs and non-Arabs.

حل لغات:

محمد...... محمدﷺ (خبر ہے اور مبتدا محذوف ہے۔ مرفوع' صیغہ اسم مفعول مبالغہ۔ بہت تعریف کیا گیا)۔

سیّد...... سردار اور ملجاء کائنات' سیاست علو و رفعت کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

الکونین...... دو جہان' دنیا و آخرت (کون کا تثنیہ ہے۔ کون اوّل دنیا' کون ثانی آخرت یا عالم شہادت اور عالم غیب)۔

الثقلین...... انسان اور جنات (ثقل کا تثنیہ اور ثقل کے معنی بھاری جماعت کے ہیں)۔

فریقین...... دو گروہ۔

من عرب...... اہل عرب سے۔

عجم...... غیر عرب۔ عرب اپنے سوا ساری دنیا کو عجم کہتے ہیں (اپنی فصاحت و بلاغت' وسعت زبان کے عجم یعنی گونگا کہتے ہیں)۔

ہدایت قرأۃ...... مصرع اوّل کے آخری نون پر وقف نہ کریں بلکہ اگلے مصرعے کو ملا کر پڑھیں کیونکہ یہ ن مصرع ثانی کے وزن میں شامل ہے۔ اس لحاظ سے پہلا مصرع الثقلی پر ختم ہو جاتا ہے اور ن والفریقین سے دوسرا مصرع شروع ہوتا ہے۔

ترجمہ:

محمدﷺ دنیا و آخرت' جن و انس اور عرب و عجم یعنی کل کائنات کے سردار ہیں۔

تشریح:

اشارہ ہے حدیث انا سیّد ولد آدم ولا فخر کی طرف۔ یعنی میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور میرا یہ کہنا بطور فخر نہیں بلکہ امر واقعی ہے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گروہ انسان اور گروہ جن ہر دو کی طرف مبعوث ہوئے اس لئے حضورﷺ ہر دو نوع کے سردار ہیں۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفاء میں تحریر فرماتے ہیں: نام محمدﷺ مخصوص حضور کا اسم عالی ہے اور عرب میں کوئی حضورؐ سے قبل اس نام کے ساتھ مشہور نہ ہوا اور نہ عجم میں کسی کا یہ نام حضورؐ کی جلوہ گری سے اوّل رکھا گیا۔

ایک سوال یہ ہے کہ حضورؐ کی نعت میں اسم محمدﷺ ہی امام بوصیریؒ نے کیوں اختیار فرمایا جبکہ ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے کہ حضور کے اسماء گرامی ایک ہزار ہیں اور ایک قول ہے کہ تین سو ہیں۔ ایک قول میں ننانوے نام ہیں۔ اس کا جواب صرف یہی ہے کہ یہ اسم پاک تمام اسماء سے افضل و اشہر ہونے کے علاوہ مرتبہ محمودیت میں مفید مبالغہ ہے اسی لئے اس نام پاک کو نعت میں لانا مناسب تھا۔

حضورﷺ کی سیادت یہ کم نہیں کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں اور سیّد المرسلین اور معراج کا رُتبہ حضورؐ کے سوا انبیاء میں سے کسی کو نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو انبیاء و مرسلین اور جن و انس کا سردار بنا کر "وما ارسلنک الا رحمة للعالمین" کے تاج سے سرفراز فرمایا۔ محمدﷺ جن و انس' عرب و عجم اور دنیا و آخرت کے سردار ہیں۔

آنحضرتﷺ کی سیرت مبارکہ پر اگر کوئی غیر مسلم بھی قلم اُٹھاتا ہے تو آپ کی عالمگیر شخصیت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جارج برناڈ شا (1950ء- 1856ء) نے حضور اکرمﷺ کی سیادت و قیادت کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: "اگر کوئی مذہب ہے جو اگلے سو سال میں انگلستان پر حکومت کرے' نہیں بلکہ سارے یورپ پر حکومت کرے تو وہ صرف اسلام ہوگا۔ میں نے محمدﷺ کے مذہب کو ہمیشہ بڑی قدر کی نظر سے دیکھا ہے کیونکہ اس کے اندر حیرت انگیز طاقت ہے۔ یہ واحد مذہب ہے جس کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ بدلتی ہوئی دنیا کو اپنے اندر جذب کر سکے' جس کے اندر ہر دور کے لئے اپیل ہے۔"

امریکہ کے ڈاکٹر مائیکل ہارٹ (پیدائش 1932ء) کی تحقیق کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ اس سائنٹفک دور میں بھی ہزار عناد و تعصب کے باوجود دنیا کا ہر محقق سیّد انس و جن محمد عربیﷺ کی شخصیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ ڈاکٹر مائیکل ہارٹ ایک عالم فلکیات ہیں اور مؤرخ بھی۔ انہوں نے اور ان کی اعلیٰ تعلیم یافتہ بیوی نے مل کر تاریخ عالم کا مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ محمدﷺ دنیا کی تمام انتہائی بااثر شخصیتوں میں سرفہرست ہیں۔

"Mohammad on Top of the Handred Bests."

ان دونوں نے ایک کتاب مرتب کر کے شائع کی ہے جس کا نام "The 100" رکھا ہے۔ اس کتاب میں سو ایسے آدمیوں کے حالات درج ہیں جنہوں نے تاریخ پر سب سے زیادہ اثرات ڈالے۔ مصنف کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ عظیم انسان محمدﷺ تھے۔ وہ تحریر کرتے ہیں: "وہ (محمدﷺ) تاریخ کے واحد انسان ہیں جو انتہائی حد تک کامیاب رہے مذہبی حیثیت سے بھی اور دنیوی سطح پر بھی۔" مصنف کے نزدیک آپؐ کی ذات صرف آپؐ ہی کی حد تک نہ تھی بلکہ ان کی عظمت کا اثر تمام نوع انسانی تک پہنچا ہے۔ انسانی تاریخ پر آپﷺ کی شخصیت کا غالب اثر ابھی تک جاری ہے۔ ایک سو عظیم ترین انسانوں کی اس فہرست میں نمبر ایک پر محمدﷺ کا نام مبارک ہے۔ نمبر تین پر مسیح علیہ السلام کا' نمبر سولہ پر موسیٰ علیہ السلام کا نمبر 51 پر خلیفہ ثانی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔

خاصیت:

یہ شعر ہر طرح کے آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کریں اور چینی کے برتن پر لکھ کر پلائیں تو چند روز میں شفاء ہو جاتی ہے۔ اس کا تعویذ لکھ کر گلے میں باندھا جا سکتا ہے۔ (طیب الوردہ ص 30)

شعر......35

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِیْ فَلَا اَحَدٌ	اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَم
آمر و ناہی پیمبر آں رسولِ راست گو	راست گو تر زو نہ بد در قول لاؤ در نعم
آمر و ناہی خدا کے حکم سے ہر دور میں	قول کے پکے صفا و صدق میں عالی ہمم
نبی اساڈا مانع منکر آمر مشروعاتے	اوس جہیا نہ سچا کوئی وچ نفی اثباتے

He is our Prophet, who enjoined us to do good, and who prohibited us from doing wrong, because there is none more veracious than he in saying, 'no' or 'yes.'

حل لغات:

نبینا...... ہمارے نبی ﷺ۔ نبی بلا ہمزہ کے معنی بلند مقام پر ٹھہرنے والے کے ہیں۔ یہ لفظ نبیٔ ہمزہ کے ساتھ نہیں کہ جس کے معنی خبر دینے والے کی ہیں۔ اصطلاح میں اُس انسان کو نبی کہتے ہیں جسے اللہ نے اصلاح و تبلیغ کے لئے مبعوث فرما کر اپنی وحی کے ذریعے اس پر احکام نازل فرمائے۔

الامر...... حکم دینے والا (امر سے اسم فاعل)۔ امر نیک کام کا حکم دینے والا۔

الناهی...... منع کرنے والا' روکنے والا (نہی سے اسم فاعل) بُرے کام سے روکنے والا۔

فلا احدٌ ابر...... پس کوئی نہیں ہے زیادہ سچا (ابر مادہ بر سے اسم تفضیل ہے بمعنی الصدق آپ سے زیادہ سچا)

فلا احد: اور نہیں ہے کوئی۔

فی قول...... قول میں' اقوال میں۔

لا...... نہیں۔

نعم...... ہاں (کلمہ ایجاب)۔

ترجمہ:

ہمارے نبی ﷺ بھلائی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے والے ہیں۔ جہاں وہ "ہاں" یا "نہیں" (نہ) کہہ دیں وہاں اُن سے بڑھ کر ایسا کہنے میں ان سے کوئی زیادہ سچا نہیں ہے۔

تشریح:

یوں تو نبی کریم ﷺ کے بے شمار اوصاف حمیدہ ہیں لیکن آپ ؐ کا آمر بالمعروف (بھلائی کا حکم دینے والا) اور ناهی عن المنکر (منکر سے روکنے والا) ہونا بہت ہی اہم صفت ہے۔ اس وقت صفحہ ہستی پر کوئی ایسا انسان نہیں تھا جو محمد ﷺ سے زیاد ابر فی القول والعمل یعنی قول و عمل میں سچا ہو اور نہ کوئی ایسا مرد پاکباز تھا جو اپنے لا (نہیں) اور نعم (ہاں) میں ان سے زیادہ سچا ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے لا اور نعم میں سچا اور کوہِ استقلال ہونا ضروری ہے۔ یہ عظیم کام وہی سرانجام دے سکتا ہے جس کے قول لا کو کوئی طاقت نعم میں نہ بدل سکے اور نہ اس کے نعم کو لا میں منتقل کر سکے۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مطالعہ کریں تو جادۂ حق پر استقامت کی ایسی مثالیں تاریخ عالم میں آپ ؐ کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی۔

قریش نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ جسم مبارک پر نجاست ڈالی گئی' گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر پھانسی دینے کی کوشش کی گئی' راستے میں کانٹے بچھائے گئے لیکن جادۂ حق سے آپ ؐ کے پائے استقلال متزلزل نہ ہوئے۔ نفی و اثبات میں کوئی بھی حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ سچا نہیں اور نہ ہی وعدہ وعید اور باقی تمام حالات میں حضور ﷺ سے زیادہ کوئی حق کہنے والا ہے۔

شعر......36

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ	لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
آں حبیبے کہ بود اُمید گاہ مردماں	در شفاعت نزد سختیہائے پیچیدہ بہم
وہ حبیب اللہ کے اور شافع محشر بھی ہیں	اور دافع ہیں بلا کے قاطع رنج و الم
اوہ حبیب خداوند والا تکیہ گاہ غریباں	اوکھے وقت شفیع ہووے گا ساریاں وانگ حبیباں

He is the favourite of God, whose intercession is to be hoped for in every kind of surprising distress.

حل لغات:

ھو...... وہ ذات اقدس آنحضرت ﷺ (ضمیر راجع الیہ علیہ السلام)۔

الحبیب...... دوست' محبوب (جس سے پیار کیا جائے اور جس کی رضا چاہی جائے)۔

الذی ترجی...... جس سے اُمید کی جاتی ہے (مادہ رجا سے) الذی: ایسے۔ ترجی: کہ امید کی جاتی ہے۔ رجا: امید رکھنا۔

شفاعته...... آپ ﷺ کی شفاعت (کی)۔

لکل ھول...... ہر ہول و ڈر کے لئے (ہول: ڈر شدت) ل بمعنی فی اور ہول: شدت و مصیبت میں۔ ہول سے

ہول دوزخ بھی ہوسکتا ہے جس میں آدمی قہراً اور جبراً داخل کئے جائیں گے۔

من الاهوال...... طرح طرح کے ڈروخوفوں سے (شدتوں اور مصیبتوں سے)۔

مقتحم...... جھونک دینے والا' زبردستی پھینک دینے والا (قحم کے باب افتعال یعنی اقتحام سے اسم فاعل اور یہ ہول کی صفت ہے)۔

ترجمہ:

وہی ایک ایسا ذی شان محبوب الٰہی ہے جس کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے۔ اچانک پیدا ہونے والے ہر خوف و مصیبت میں (آپؐ ہی وہ حبیب ہیں جن سے قیامت کے ہولناک دن میں شفاعت کی اُمید کی جائے گی۔)

تشریح:

آپؐ (اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان کے) حبیب ہیں کہ جن سے (روزِ محشر) آنے والے اچانک اور زبردستی جھونک دینے والے اور ذلیل کر دینے والے ہر طرح کے خوف سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے (جبکہ اور کوئی پیغمبر شفاعت کی حامی نہیں بھرے گا۔)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

الا وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا حاملٌ لواء الحمد یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول شافع و اول مشفع ولا فخر (الحدیث)

ترجمہ: سنو! میں اللہ کا حبیب ہوں' روز قیامت لوائے الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔ یہ جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں' ازراہ فخر و غرور نہیں کہتا بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں۔

دیکھئے امام بوصیریؒ کی حدیث شریف پر کتنی نظر وسیع ہے کہ حدیث میں چونکہ حبیب اللہ کے شرف کو شفاعت کے منصب عالیہ سے متعلق کہا گیا ہے اسی لئے آپؒ نے بھی شعر میں یہی التزام کیا ہے۔

نیز حبیب اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی اضافت کا تذکرہ اس وجہ سے نہیں کیا کہ آنحضرت اور مومنین خصوصاً عشاق رسول کے باہم تعلق بھی محبت اور مودّہ کا ہے۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عشاق کے بھی حبیب ہیں۔

شفاعت ایک بہت بڑا اعزاز ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو سرفراز فرمایا ہے۔ محقق دوانی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تمام انس و جن کی شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کفار یوں نہ ہوگی کہ اُن پر اُس وقت سے پہلے حکم سزا نافذ ہو چکا ہوگا۔ تاہم اہوال قیامت میں تخفیف تو اُن پر بھی حضورؐ کی شفاعت سے ہو اور مومنین کے لئے تو عفو معاصی اور ترقی مدارج حضورؐ کی شفاعت سے ہوں۔ اس بنا پر یہ آیۂ کریمہ "وما ارسلنک الا

رحمة للعالمین" (اور ہم نے تمہیں سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے) سے حضورؐ کی شفاعت شفاعت عامہ ثابت ہے۔

آپؐ کی شفاعت پر امید کر کے گناہوں کا ارتکاب ہمیں شفاعت سے محروم بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا شفاعت کا صحیح تصور سمجھنے کی کوشش کرنا چاہئے اور حضورؐ کی سنت پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرنا چاہئے۔

خاصیت:

یہ شعر اور اس سے پہلے والے دو شعر پڑھتے رہنا آفات و بلیات سے حفاظت کے ضامن ہیں جس کو حاجت دنیا و آخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر پڑھے اور درمیان میں بات چیت نہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مصیبت دور ہو جائے گی اور یہ امر مشائخ کرام کے مجربات سے ہے۔

یہ شعر خدا اور اس کے رسولؐ کی بارگاہوں میں مقبول ترین سمجھا جاتا ہے لہٰذا طاق مقدار میں اسے کئی بار پڑھنا چاہئے۔

شعر......37

دَعَا اِلَی اللّٰہِ فَالْمُسْتَمْسِکُو نَ بِہٖ ۔۔۔ مُسْتَمْسِکُوْنَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنْفَصِمٖ

مرو را خواندے بحق و ہر کہ دروے دست زد ۔۔۔ دست زد در حبل محکم کاں بریدہ نشنیدم

ان کی دعوت ہے طرف اللہ کی سب کے لئے ۔۔۔ ان کی طاعت سے ہوئے مقبول حق اہل ہمم

حضرت بوہتے بھلے ہوئے طرف ربے دی آندے ۔۔۔ نال حبل اللہ بدھے ہوئے کیوں ہوون درماندے

He called the people to God; so those who cling to him, cling to a rope which never snaps.

حل لغات:

دعا...... آپؐ نے بلایا (فعل ماضی واحد غائب) دعاء: بلانا' ہدایت کرنا۔

الی اللہ...... اللہ کی طرف۔

دعا الی اللہ...... از دعوت' اللہ کی طرف بلایا یعنی دین الٰہی کی طرف۔

فالمستمسکون...... پس تمسک کرنے والے' ایسے پکڑنے والے ہیں۔ مادہ **تمسک** اور باب **استفعال** یعنی **استمساک** سے اسم فاعل جمع)۔

بہ...... اس ذات سے' آپؐ کے دامن سے (کو)۔

بحبل...... رسی کے۔

مستمسکون بحبلٍ...... ایک ایسی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں۔

منفصم...... ٹوٹنے والی (باب انفعال یعنی انفصام سے اسم فاعل۔ اس باب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فعل جوارح کا اثر یعنی ہاتھ پاؤں کے کام کا اثر ظاہر ہوتا ہے)۔

غیر منفصم...... نہ ٹوٹنے والی، محکم، مضبوط، پائیدار۔

ترجمہ:

آنحضرت ﷺ نے سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور جن لوگوں نے اس دعوت حق کو قبول کرتے ہوئے آنحضرتؐ کا دامن مضبوطی سے تھام لیا تو انہوں نے گویا ایک رسی کو ہاتھ ڈالا ہے کہ جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔

تشریح:

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو داعی الی اللہ اور سراج منیر کا خطاب دیا اور دین اسلام کو مضبوط رسی سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فاعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

"اے مسلمانو! اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔"

ہمارے اسلاف اس دنیا میں اس لئے غالب رہے کہ انہوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا اور ہم اس وجہ سے ذلیل و خوار ہیں کہ اللہ و رسول ﷺ کی سنت سے ہماری گرفت ڈھیلی ہے۔

حدیث نبوی ہے کہ "جب تک تم میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے اپنے دشمنوں پر غالب رہو گے اور اگر میری سنت سے نکل گئے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسے ظالم حکمرانوں کو مسلط کر دے گا جو تم پر رحم نہیں کریں گے اور نہ تم سے ڈریں گے۔"

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

(اقبالؒ)

آنحضرت ﷺ داعی الی اللہ تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وداعیًا الی اللہ باذنہ اور آنحضرتؐ کی یہ دعوت، دعوت عام تھی۔ کسی قبیلے یا قوم کے لئے خاص نہیں تھی۔ عرب و عجم، جن و انس غرضیکہ سب مخلوق دعوت کی مخاطب تھی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ امام بوصیریؒ نے شعر میں فعل دعا کا مفعول لانے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھی۔

خاصیت:

اس شعر کا نمازوں کے بعد وظیفہ سلامتی ایمان اور امن و عافیت کا باعث ہے۔

شعر......38

فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَّ فِي خُلُقٍ   وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِي عِلْمٍ وَّلَا كَرَمِ

بہتر پیغمبراں در خلق و در خلق آمدہ   کس چو او نامد نہ در علم و نہ در وصف کرم

ہے فضیلت انبیاء پر خَلق میں اور خُلق میں   علم و حکمت میں ملا سکتا نہیں کوئی قدم

حضرت وچ مٹھا سے خلقت سبھ نبیاں تھیں فائق   علم عمل وچ نہ کوئی ثانی نہ صفتاں وچ لائق

He surpassed all the prophets, both in physical and moral qualities; while they did not approach him either in knowledge or in noble nature.

حل لغات:

فاق...... آپؐ فوقیت لے گئے، بلند مرتبہ ہوئے۔ (فوق، فوقیۃ سے فعل ماضی واحد غائب)۔

النبیین...... نبیوں (مفعول ہے اور نبیین جمع ہے نبی کی)۔ الف لام جنسی (جنس انبیاء پر)۔

خَلقِ...... حسن صورت، ظاہری شکل و صورت۔

خُلقِ...... حسن کردار، سیرت، باطنی کمالات۔

لم یدانوہ...... وہ (انبیاء) آپؐ سے قریب نہیں ہو سکتے (مادہ دنو اور مداناۃ یعنی باب مفاعلۃ سے نفی مجد علم)۔ دنو بمعنی قرب۔

فی علم...... مرتبہ وسعت علم میں۔

کرم...... سخاوت۔

ترجمہ:

حضور ﷺ تمام انبیاء سے حسن صورت و حسن سیرت میں بڑھ گئے اور کوئی بھی علم اور کرم میں حضور ﷺ کے برابر نہیں ہے۔

تشریح:

آنحضرت ﷺ حسن صورت و سیرت یعنی ظاہری و باطنی کمالات کی بدولت (عام انسان تو کیا) سارے نبیوں پر فوقیت کا شرف رکھتے ہیں۔ دیگر انبیائے کرام (اپنی اپنی جلالت قدر کے باوصف) نہ تو آنحضرتؐ کی وسعت علم کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی عزت، بزرگی اور سخاوت میں آپؐ کی ہمسری کر سکتے ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان تمام انبیائی اوصاف سے متصف کر کے افضل الانبیاء بنا دیا۔ اس کا ثبوت آیات و احادیث میں واضح طور پر موجود ہے۔ آپؐ کے اوصاف حمیدہ کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کے لئے ہزاروں صفحات ناکافی ہوں گے۔

خاصیت:

یہ دوسرا بیت ہے جسے سن کر حضور ﷺ نے اظہار پسندیدگی فرمایا تھا۔ یعنی یہ شعر بارگاہ نبوت میں مقبول ہے۔ اسے طاق تعداد میں کئی بار پڑھنا چاہئے۔ (عصیدہ ص 81)

اس شعر سے لے کر شعر 46 تک کا ورد غیر مسلموں سے مناظرے کے موقع پر مفید ہے۔

شعر......39

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ — غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

ملتمس از وے ہمہ از انبیاء و از رسل — یک کف از دریائے علم و شربتے ز ابر کرم

سب پیمبران کے مشرب سے ہوئے ہیں فیضیاب — اور وہ دریائے رحمت منبع جود و کرم

اک گھٹ رحمت طلب کیتا سبھ نبیاں حضرت پاسوں — دریا فضل اپنے تھیں دیویں چھٹاں ایس پیاسوں

All of them obtained from the Messenger of God merely handfuls of water from the ocean, or sippings from continuous rains.

حل لغات:

کلھم...... وہ سب کے سب انبیاء (ضمیر انبیائے کرام کی طرف ہے)۔ کلھم. کل دراصل اکلیل بمعنی تاج سے ماخوذ ہے۔ جس طرح تاج تمام سر کو احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے اسی طرح لفظ کل اپنے مضاف الیہ کی کل جزئیات کو احاطہ کرتا ہے۔ کل ہمیشہ مضاف ہوتا ہے۔

ملتمسٌ...... التماس کرنے والا، طلب کرنے والا (مادہ لمس کے باب افتعال یعنی التماس سے اسم فاعل ہے۔ التماس کا لفظ ہم مرتبہ سے کوئی چیز مانگنے کے لئے استعمال ہوتا ہے)۔

غرفاً...... ایک چلو بھر (مادہ غرف سے ہے، جس کے معنی ہاتھ کے ذریعے پانی لینے کے ہیں)۔

من البحر...... سمندر سے، اخلاق محمدیؐ سے، علم و معرفت۔

او...... یا۔

رشفاً...... قطرہ آب، گھونٹ (مادہ رشف سے ہے کہ جس کے معنی چوسنے یا ایک دفعہ چسکی لینے کے ہیں)۔

من الدیم...... لگاتار بارشوں سے (الدیم دیمة کی جمع ہے اور دیمة کے معنی لگاتار بارش کے ہیں کہ جس میں نہ تو بادل گرجے اور نہ ہی بجلی چمکے یعنی بہت زیادہ بارش۔ بخشش کی بارش سے تشبیہ دی جاتی ہے)۔

ترجمہ:

آنحضور ﷺ کے بحر بیکراں سے ایک چلو یا ان کے ابر کرم کا ایک گھونٹ (جرعہ) لینے کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ ہی کی خدمت میں التماس کریں گے۔ یعنی ان (انبیاء) میں سے ہر ایک نبی رسول اللہ ﷺ سے طلب گار ہے۔ سمندر سے ایک چلو کا یا موسلا دھار بارش سے ایک گھونٹ کا۔

تشریح:

اس شعر میں آنحضور ﷺ کی شان عظمت و جلالت قدر اور آپ کے مرتبہ و مقام محمود کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ آپؐ کی ذات گرامی وہ ذات ہے جس کے بحر بے پایاں سے انبیاء و رُسل مستفید ہوتے رہے ہیں۔ اس شعر میں ایک لطیف انداز سے دیگر انبیاء علیہم السلام اور آنحضور ﷺ کے درمیان مقام و مرتبہ کے لحاظ سے جو نسبت ہے اس کو بھی بیان کر دیا گیا ہے یعنی حضور اکرم ﷺ کی حیثیت دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں بحر بیکراں کی ہے اور دیگر انبیاء کی حیثیت فرع کی ہے۔ فرع ہمیشہ اصل سے مستفید ہوتی ہے۔ قیامت کے دن جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا تمام انبیاء علیہم السلام بھی روز محشر کی پریشانیوں سے حیران ہوں گے تو شفاعت کبریٰ کا شرف آنحضور ﷺ ہی کو حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام پیغمبروں کا سرتاج و امام بنایا ہے۔

یہ بیت ثالث ہے جس پر حضور ﷺ نے اظہار پسندیدگی فرمایا۔ لہٰذا یہ بیت بھی قاری کو کم از کم تین بار دہرانا چاہئے۔

شعر......40

وَ وَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ — مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْمِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

نزد او استادہ جملہ ہر کسے در حد خویش — نقطۂ از علم دارد یا نصیبے از حکم

ان کے مجلس میں کھڑے سب ہوشیار اور باادب — علم کا مرکز ہیں سکھلاتے ہیں اسرار و حکم

حضرت تھیں پیغمبر سارے آئے کہن حقیقت — اک نقطہ دے علم اپنے تھیں یاں دس راہ شریعت

They stop before him at their assigned limits: either of a point of knowledge or of a figure of philosophy.

حل لغات:

واقفون...... وہ ٹھہرنے والے ہیں یا جاننے والے ہیں (مادہ وقف سے اسم فاعل جمع مذکر اور وقف کے معنی ٹھہرنا اور مطلع ہونا دونوں ہیں۔) واقف: کھڑا ہونے والا، کسی چیز پر اطلاع پانے والا۔

لدیہ...... آپؐ کے سامنے آپؐ کے قریب' آپؐ کے حضور میں' دربار رسالت کے نزدیک۔ لدی: نزدیک۔

عندحدھم...... اپنی اپنی حد پر' اپنے اپنے مقام پر' اپنے مرتبہ کے مطابق' اپنے حدود منصب کا۔ عند: قرب۔

نقطہ...... اس مقدار کا نام ہے جس کی تقسیم نہ ہو سکے۔ یہاں مراد اُس تھوڑی سی سیاہی سے ہے جو سپیدی کے درمیان ہو یا تھوڑی سپیدی جو سیاہی کے درمیان ہو۔

الحکم...... حکمت (محمد ﷺ) کے۔ اس سے حد کی تشبیہ ہے کہ پیغمبروں کی حد جہاں ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے وہ بمنزلہ نقطہ و اعراب ہے۔

علم...... مراد علم معرفت۔

حکم...... ایسے دقیق امور ہیں جو علوم شرعیہ کی طرف متفرع ہوتے ہیں۔

ترجمہ:

وہ (تمام کے تمام) حضور ﷺ کے سامنے اپنے اپنے مقام پر علم کے نقطہ یا حکم کی شکل کی مانند کھڑے ہیں۔
یعنی تمام انبیاء علیہم السلام آنحضور ﷺ کے حضور میں اپنے اپنے مقام و مرتبہ پر کھڑے ہیں اور ان کی حد آپؐ کی کتاب علم کے مقابلہ میں مثل نقطہ کے ہیں یا آپؐ کی کتاب حکمت کے مقابلہ میں مثل اعراب کے ہیں۔

تشریح:

اس شعر میں آنحضرتؐ کے علم وفضل کی عظمت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ انبیاء کرام بھی آنحضرت ﷺ کے علم وحکمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علم سے مراد اللہ تعالیٰ کا غیر متناہی علم ہے اور حکمت سے وہ حکمت مراد ہے جو گنتی اور شمار سے باہر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمام انبیاء اور علماء کے ہر قسم کے علوم ایک نہ ختم ہونے والے نقطہ کی مانند ہیں اور تمام داناؤں کی ہر قسم کی دانائی اللہ تعالیٰ کی لامحدود حکمتوں کے سامنے بمنزلہ ایک حرکت کے ہے۔ یہ نقطہ اور حکمت مکمل طور پر حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے خاص ہے جبکہ باقی تمام انبیاء کے لئے ایک معین حد اور معلوم و ظاہر مقام ہے جس پر وہ فائز ہیں۔ ذرّہ بھر اس سے آگے نہیں گزر سکتے۔

تمام انبیاء علیہم السلام دربار رسالت مآب ﷺ کی کتاب علم کے نقطہ ہیں یا آپ کی حکمتوں کے دفتر کے اعراب یعنی زیر زبر ہیں۔ جو علم اور حکمتیں حضورؐ کو عطا ہوئی ہیں' وہ اتنی وسیع ہیں کہ علم وحکم انبیاء کو اُن سے وہی نسبت ہے جو نقطہ اور اعراب کو کتاب سے نسبت ہوتی ہے۔ علم وحکم سے حضورؐ کے تمام علوم و حکمتیں مراد ہیں کیونکہ حضورؐ کا علم کئی اقسام کے فنون پر مشتمل ہے جیسے علم قرأت' علم تفسیر' علم فقہ' علم تاریخ' علم مواعظ' علم عقائد وغیرہ۔ مذکورہ اقسام میں سے ہر ایک علم وفن پر کئی مجلدات تصنیف ہوئیں۔ کئی کتب تالیف ہوئیں۔

ایسے ہی حضور ﷺ کی حکمتیں ہر قسم کی حکمتوں کی جامع ہیں۔ ان میں سے ایک طب ظاہری ہے جو جسم سے متعلق ہے اور امراض روحانی کا معنوی علاج کرنے کا علم ہے۔ ان میں سے ایک اشیاء کے خواص اور ان کے منافع اور نقصانات کا علم ہونا ہے۔ انہی میں ایک احوال فلکی و آفاقی کا علم ہونا ہے جس کو علم الہیئۃ کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک غیبی امور کا علم ہونا ہے جن کے متعلق کاہن اور نجومی عاجز ہو گئے۔ ان میں سے ہی یہ علوم بھی ہیں۔ حقائق

صوفیاء کا علم اور لغت عربی کے دقائق کا علم' تمام فنون کا علم حضور ﷺ کو حاصل تھا۔

ان علوم کی تحریر سے کئی کتابیں مدون ہوگئیں اور ان کی تقریر سے منبر مزین ہو گئے۔ یہاں تک کہ علمائے اُمت ورثائے انبیاء بن گئے۔ پس ہر نبی کا علم اور حکمت حضورؐ کی کتاب علم کا ایک نقطہ ہے اور حضورؐ کے باب حکمت کی ایک حرکت ہے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھے جامع کلمات دیئے گئے اور مجھے مکارم اخلاق کا حکم دیا گیا۔"

خلاصہ یہ کہ حضورؐ کی ذات اقدس اطلاع مصالح دین و دنیا سے متمتع تھی اور آپؐ کو اُمت کے حالات اور جو کچھ کر رہے ہیں اور کریں گے سب پر عبور تھا۔

آنحضرتؐ مانند ایک بڑے بادشاہ کے ہیں اور باقی سب انبیاء مانند وزراء کے ہیں۔ جو بادشاہ کے حضور میں اپنے اپنے مرتبے میں کھڑے ہوتے ہیں۔

شعر......41

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَ صُوْرَتُهٗ ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

از خلائق او بود در صورت و معنی تمام بر گزیدش در محبت خالق روح و نسم

ختم ان کی ذات پر الفاظ اور معنی تمام بعد ان کے ہو چکا اب خشک قدرت کا قلم

سبھ خلقت تھیں نبی اساڈا ظاہر باطن کامل نال محبت اپنی خالق کیتا اسنوں شامل

For, he is one in whom both the inward and the outward form attained to perfection, and then the Creator of the soul chose him as His favourite.

حل لغات:

فھو الذی...... آپؐ ہی وہ ذات ہیں' پس ہمارے نبی وہ ہیں۔ فاء تفریح کے لئے ہے یعنی پہلے کلام پر کسی دلیل یا نتیجہ کا قائم کرنا۔ پہلے شعر میں آنحضرتؐ کو تمام پیغمبروں پر فوقیت دی گئی' اب اس پر شاعر دلیل قائم کرتا ہے۔ (فھو میں ھا کو ساکن پڑھو جیسا کہ نظم میں پڑھا جاتا ہے۔)

تم...... تمام ہوا' مکمل ہو گیا (صیغہ ماضی)۔

معناہٗ...... آپؐ کے باطنی کمالات۔ معنی مراد خلق نبی ﷺ۔

و صورتہ...... آپ کی ظاہری خوبیاں' حسن ظاہری۔

ثم...... پھر (یہ دو مضمونوں کی ترکیب کے لئے آتا ہے۔ دوسرا مضمون پہلے مضمون سے اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔)

اصطفاہ...... آپ کو چن لیا' آپ کو برگزیدہ کیا' اُن کا انتخاب کیا (صیغہ ماضی)۔

حبیبًا...... حبیب کی حیثیت سے' محبوبیت کے لئے۔

باری النسم...... ارواح کے پیدا کرنے والا (یہ فعل اصطفا کا فاعل ہے' باری کے معنی پیدا کرنے والا اور النسم

جمع نسمة بمعنی روح کی ہے) اس سے مراد یا تو نفس (روح) ہے یا ہر ذی روح ہے۔ بعض نے کہا کہ آدمی مراد ہے۔ النسم: ارواح عالم نے (معناة و صورته اور اصطفاه کی ضمیریں حضور ﷺ کی طرف راجع ہیں)۔

ترجمہ:

پس آپؐ ہی کی ذات مقدس ہے جو اپنے ظاہری کمالات اور باطنی ترقیوں میں مکمل ہیں اور جن کو خالق ارواح نے محبوبیت کے لئے چنا۔ (خدائے خالق نے آپؐ کو اپنا دوست منتخب کیا۔)

تشریح:

پس وہی ایسی ذات ہے جو معناً اور صورتاً مکمل ہوئی۔ پھر ذی روح کو پیدا کرنے والے نے آپؐ کو حبیب منتخب کر لیا۔

آنحضور ختمی مرتبت ﷺ کی ذات وہ ذات اقدس ہے کہ جس پر ظاہری و باطنی سب کمالات حد تمام کو پہنچے ہوئے ہیں۔ خَلق و خُلق میں سب سے افضل، اجمل، اکمل، اشرف ہیں اور انہی کمالات کی بناء پر خالق کائنات نے آپ کو برگزیدہ کر کے (اور مصطفیٰ بنا کر عبودیت کے بلند ترین مرتبہ) محبوبیت سے نوازا۔ یعنی آپؐ اللہ تعالیٰ کے حبیب قرار پائے چنانچہ حدیث شریف میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خاص کیا اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے خصوصیت بخشی۔''

شعر......42

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ — فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

او منزه از شریک اندر محاسن آمده — جوہر حسن محمدؐ پارہ نامد در قسم

حسن میں بے مثل ہیں اور خوبیوں میں لاشریک — جوہر انسانیت یکتا، نہیں ہے منقسم

ہور شریک نہ کوئی حضرت وچ خوبی زیبائی — حسن ملاحت جو احمدؐ وچ خالق آکھ سنائی

He has no competitor in his noble qualities, for, the substance of goodness in his nature is indivisible.

حل لغات:

منزہ...... پاک و پاکیزہ (مادہ نزہ کے باب تفعیل یعنی تنزیہ سے اسم مفعول)۔

عن شریک...... اپنے ہمسر سے، اپنے شریک سے۔ عن یہاں بعد کے معنی میں آیا ہے یعنی آپؐ اُس سے بالاتر ہیں کہ آپؐ کا کوئی شریک ہو سکے۔ شریک: حصہ دار۔

جوہر...... اصل (فارسی لفظ گوہر کا معرب ہے اور یہاں جوہر سے مراد متکلمین کی اصطلاح جوہر یعنی اصل و مادہ کہ جو لاتیجزی ہوتا ہے۔ مراد حقیقت حسن۔

غیر منقسم...... غیر تقسیم شدہ، جس کی تقسیم نہ ہو سکے، یا جو جدا نہ ہو سکے۔

ترجمہ:

آپ ﷺ اپنے محاسن میں شریک سے منزہ ہیں۔ پس حضور ﷺ کی ذات مقدسہ میں جوہر حسن غیر منقسم ہے۔ (جوہر حسن تقسیم نہیں ہو سکتا۔)

تشریح:

آپ ﷺ اپنی خوبیوں کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں اور محاسن میں کوئی شخص آپؐ کا شریک نہیں۔ پس آپ وہ جوہر حسن ہیں کہ جو شرمندۂ تقسیم نہیں۔ اُس ذات سراپا حسن کے جمیع کمالات باطنی و ظاہری کو ایک شعر میں بیان کر کے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

شعر......43

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ — وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

آنچہ ترسایاں بگفتند در حق عیسیٰ مگو — پس بگو در حق سیدؐ آنچہ خواہی از حکم

چھوڑ کر عیسائیوں کا قول در باب مسیح — اور جو چاہے وہ کر تعریف بے خوف و ندم

حضرت عیسیٰ مرسل دے حق جو کجھ کہیا نصاریٰ — اوہ گل حضرت نوں نہ آکھو ایہ ای دوست پیارا

Discard what the Christians claim for their Prophet, and then decide and judge as you like of him as a matter of praise.

حل لغات:

دع...... تو چھوڑ دے، ترک کر (فعل امر ہے)۔

ما...... جو، جو کچھ۔

ادعته النصاریٰ...... نصاریٰ نے دعویٰ کیا (ادعتہ، ادعا معنی باب تفصیل سے فعل ماضی ہے، دعویٰ کرنا۔ نصاریٰ عیسائیوں کو کہتے ہیں)۔

فی نبیھم...... اپنے نبی کے بارے میں (نصاریٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں)۔ نصاریٰ جمع نصران کی ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا: نحن انصار اللہ (ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں)۔ اس اعتبار سے نصرانی کہلائے۔ یہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک قریہ میں گئے تھے جس کا نام ناصرہ یا نصران تھا تو یاء نسبت لگا کر نصرانی نام ہو گیا۔

احکم...... اور حکم لگا' کہہ لے (فعل امر ہے)۔

بما شئت...... تو جو کچھ چاہے۔

مدحًا فیه...... آنحضرتؐ کے بارے میں مدح وتعریف۔

واحتکم...... اور پورے علم ویقین کے ساتھ کہہ (باب افتعال یعنی احتکام سے فعل امر ہے)۔

ترجمہ:

جو نصاریٰ اپنے نبی کے بارے میں کہتے ہیں وہ تو نہ کہہ اور جس قدر چاہے آپؐ کی مدح میں کہہ اور سن۔

تشریح:

آنحضرتﷺ کے متعلق وہ دعویٰ (الوہیت) نہ کرو کہ جو عیسائی اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کرتے ہیں (کہ نعوذ باللہ حضرت یسوع مسیح خدا کے بیٹے یا تین میں سے تیسرے ہیں) اس کے علاوہ آنحضرتؐ کی شان اقدس اور تعریف و مدح میں جو کچھ تمہارا جی چاہے کہہ دو بلکہ پورے یقین کے ساتھ دعویٰ کرو اور اس (عقیدے) پر خوب مستحکم اور استوار رہو۔

امام بوصیریؒ اس شعر میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ خدا نہیں بلکہ ایک بندہ ہیں' معبود نہیں بلکہ ایک عبد ہیں مگر عام بندوں کی طرح نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور افضل العباد ہیں۔ ہمیں ان کی عبدیت کی نفی کرنی چاہئے اور نہ انہیں عام انسانوں کی طرح سمجھ لینا چاہئے کیونکہ آپ تو بعد از خدا بزرگ ترین ہستی ہیں۔

حضورﷺ تمام اوصاف کاملہ کے جامع ہیں۔

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

"اے صاحب جمال اور آدمیوں کے سردار آپؐ کے روشن چہرے سے چاند منور ہوا ہے جیسا کہ چاہئے آپؐ کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ آپﷺ خدا تعالیٰ کے بعد تمام مخلوقات سے برتر ہیں۔"

شعر......44

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ — وَّانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

نسبت اندر ذات او کن هر چه خواهی از شرف — نسبت اندر قدر او کن هرچه خواهی از عظم

جو شرف چاہے وہ کر منسوب ان کی قدر سے — اور ان کی ذات سے عظمت جو چاہے کر وہ ضم

جو تعریف کراں حضرت دی جیہڑا خاص حضوری — توڑے لکھ کتاباں لکھاں تاں بھی کدی نہ پوری

You may then ascribe to his person any noble quality you wish, and you may attribute his dignity as much of greatness as you desire.

حل لغات:

وانسب...... پس تو نسبت کر' تو نسبت دے (نسب سے فعل امر)۔

الی ذاته...... آنحضرت کی ذات اقدس کی طرف' اُس ذات والا کی طرف۔

ما شئت...... تو جو چاہے' جتنا تو چاہے۔

من شرف...... عظمت' بزرگی سے' تعظیم وشرف سے۔

وانسب...... اور نسبت دے۔

الی قدره...... آپؐ کے مرتبہ کی طرف۔

ماشئت...... تو جو چاہے۔

من عظم...... عظمتوں سے (عظم' عظمته کی جمع ہے)۔

ترجمہ:

اور جس قدر چاہے آپؐ کی ذات کو شرف سے نسبت دے اور جس قدر چاہے آپؐ کے رتبہ سے بزرگی کو منسوب کر۔

(حضورﷺ کی ذات مقدسہ کی طرف جو چاہو عظیم مرتبہ منسوب کرو اور آپؐ کے قدر رفیع کے ساتھ جو چاہو عظمت بیان کرو۔)

تشریح:

حضور سرور کائناتؐ کی ذات اقدس سے جس شرف کو اور آپؐ کے مرتبے کو جس بزرگی سے تم چاہو نسبت دے سکتے ہو (کیونکہ الوہیت کو چھوڑ کر تمام شرف اور بزرگیاں آنحضرتﷺ کے مقام بلند سے فروتر ہیں)۔

افادہ:

آنحضرتﷺ کی شان میں کسی اور شاعر نے بھی یہی کہا ہے:

ما شئت قل فیه فانت مصدقٌ
فالحب یقضی والمحاسن تشهد

یعنی حضور پُرنور کی شان میں تم جو چاہو کہو کیونکہ تم یقیناً ایک صداقت کی تصدیق کرنے والے ہو۔ تقاضائے محبت بھی ہے اور آنحضرتؐ کے محاسن بھی اس امر کی شہادت دیتے ہیں۔

شعر......45

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ　　　حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

فضل و جاہ مصطفےٰ حدے ندارد در کمال　　　تا تواند کرد شخصے روشن آں را بیش و کم

حد نہیں ان کے فضائل کی کوئی ہم کیا کہیں　　　ناطقہ ہے سر بزانو' عقل عاجز' فہم کم

کیہ آکھاں میں مدح نبی دی نہ وچ حد شماری　　　کتھوں تائیں لکھ وکھاواں مول نہ آواں واری

For, verily, the excellence of the apostle of God has no bounds, for, if, it had, a speaker might be able to express it with his mortal mouth.

حل لغات:

فان...... پس تحقیق' بے شک۔

فضل رسول اللہ...... اللہ تعالیٰ کے رسول کے فضائل' بزرگی۔

لیس لہ...... ان کے لئے نہیں ہے۔

حدٌّ...... کوئی حد۔

فیعرب...... پس فصاحت کے ساتھ بیان کرے (باب افعال یعنی اعراب سے فعل مضارع)۔

عنہ...... اُن سے۔

ناطق...... بولنے والا (نطق سے اسم فاعل)۔

بفم...... اپنے منہ سے' زبان سے۔

ترجمہ:

حقیقت تو یہ ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے فضائل کی کوئی حد نہیں ہے کہ کوئی بیان کرنے والا اپنے منہ یعنی اپنی زبان فصاحت سے بیان کر سکے۔ (فضائل اور کمالات کی کوئی حد نہیں ہے جس کو بیان کیا جائے)۔

تشریح:

آنحضور ﷺ کے مناقب کی کچھ حد اور نہایت نہیں کہ کوئی فصیح اللسان' بلیغ البیان اپنی زبان ناطق سے واضح کر سکے۔ کسی عاشق رسولؐ نے کیا خوب کہا ہے کہ میں حضور ﷺ کی منقبت اپنے مقالہ میں نہیں کرتا بلکہ حضور ﷺ کے نام کی برکت سے اپنے مقالہ کو مقبول بنا رہا ہوں۔

اس میں اشارہ ہے کہ حضور ﷺ تمام ملائکہ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں بلکہ یہ بھی اشارہ ہے کہ ذات محمدیت اور صفات احمدیت کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا مگر وہی جو ربوبیت کی صفات سے موصوف ہو۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شعر......46

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَہٗ اٰیَاتُہٗ عِظَمًا　　　اَحْیٰی اسْمُہٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسَ الرِّمَمٖ

در خور قدر بزرگش گر نمودے معجز ست　　　یاد نامش زندہ کردے استخواں ہائے رمم

ان کے اک ادنیٰ اشارے میں ہے پیغام حیات　　　زندہ ہو جاتی ہیں گو کتنی ہوں بوسیدہ رمم

جے کوئی نشانی پیغمبری دی حضرت کر دے ظاہر　　　بھگے ہڈ لکھاں ورھیاں دے سبھے آندے باہر

If his miracles were proportionate to his high rank in greatness, his name should, when invoked, have resuscitated rotten bones.

حل لغات:

لو...... اگر۔

ناسبت...... مطابق ہوتی' مناسبت رکھتی (باب مفاعلۃ یعنی مناسبۃ سے فعل ماضی مطلق صیغہ واحد مؤنث غائب)۔

قدرہ...... آنحضرت ﷺ کی قدر و منزلت کے برابر (مفعول)۔

ایاتہ...... آپؐ کے معجزات (فاعل)۔

عظمًا...... عظمت میں' عظمت کے لحاظ سے' مرتبہ۔

احیی...... زندہ کر دیتا (باب افعال یعنی احیا سے فعل ماضی مطلق)۔

اسمہ...... آپؐ کے نام مبارک (فاعل)۔

حین...... جب کہ' وقت' ہنگام۔

یدعیٰ...... پکارا جاتا (دعوۃ سے مضارع مجہول)۔

دارس الرمم...... مٹنے والی اور بوسیدہ ہڈیاں (دارس دروس سے اسم فاعل ہے اور رمم' رمہ کی جمع ہے)۔

ترجمہ:

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات عظمت میں حضور ﷺ کی قدر و منزلت کے برابر ہوتے تو حضور ﷺ کا نام مبارک جس وقت بوسیدہ ہڈیوں پر پڑھا جاتا ہے تو انہیں زندہ کر دیتا ہے۔

تشریح:

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے احیاء موتی کے معجزے کے باوصف آنحضرت ﷺ کے ہم مرتبہ نہیں ہو سکتے کیونکہ) اگر آپؐ کے معجزات بھی عظمت میں آپ کے مرتبہ بلند کے موافق ہوتے (کہ جو نہیں ہیں) تو آپؐ کے نام ہی میں یہ اثر ہوتا کہ مٹنے والی اور بوسیدہ ہڈیوں پر اگر وہ نام لے لیا جاتا تو وہ زندہ ہو جاتیں (جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قم باذن اللہ کہہ کر مردے زندہ کیا کرتے تھے۔)

حضورتﷺ کا رتبہ اس معجزہ کے شایان ہے کہ حضورؐ کے نام مبارک سے مردہ زندہ ہو جاتا۔ حضور علیہ السلام کی حیات میں مردہ کا زندہ ہونا بعض روایات سے ثابت ہے۔ ایک بڑھیا کا بیٹا جو انصاری تھا' مر گیا۔ بڑھیا کو خبر ہوئی' وہ روتی ہوئی یہ دعا مانگتی تھی: ''اے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے تیری اور تیرے رسولﷺ کی طرف اس لئے ہجرت کی ہے کہ میں ہر مصیبت سے محفوظ رہوں۔ بس اس مصیبت کو بحرمت حضورﷺ مجھ سے اُٹھا لے۔'' اس دعا سے اس کا بیٹا زندہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی واقعات ہیں۔

خاصیت:

i- بقول شیخ قیصریؒ اس شعر کی تاثیر یہ ہے کہ قریب مرگ مریض پر پڑھا جائے تو شفایاب ہو جاتا ہے اور اگر اس کا وقت پورا ہو چکا ہو تو سکرات موت میں آسانی رہتی ہے۔ (عصیدہ ص 93)

ii- شفاء کے لئے زعفران میں لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالا جائے' شفاء ہو گی۔

آغاز وظیفہ اتوار

شعر......47

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَ الْعُقُوْلُ بِہٖ — حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَہِمٖ

آنچہ او فرمود عقل از فہم آں عاجز نہ شد — بر صلاح ما حریص ست بے گمان و بے نہم

ہیں بہت آسان احکام شریعت آپ کے — ان کی شفقت مہربانی اور رحمت ہے اہم

کجھ تکلیف نہ دی حضرت جس وچ اوکھے ہووے — محض کمال محبت سیتی نہ جھرے نہ رووے

He did not try us with what should confound our mental powers, out of keen interest in us; and consequently, neither were we suspicious about the genuineness of his mission, nor were we distracted by his doctrines.

حل لغات:

لم یمتحنا...... آپؐ نے ہمارا امتحان نہیں لیا' ہمیں نہیں آزمائش میں ڈالا (باب افتعال یعنی امتحان سے نفی جحد بلم اور ناضمیر جمع متکلم)۔

بما...... اس چیز کے ساتھ۔

تعی...... عاجز آ جائیں' تھک جاتی ہے (عی سے فعل مضارع واحد غائب)۔

العقول...... عقلیں (جمع عقل کی)۔

حرصًا علینا...... ہماری ہدایت اور بخشش کی آرزو کرتے ہوئے۔

فلم نرتب...... ہم ہرگز شک میں نہ پڑے (ارتیاب سے نفی جحد بلم)۔

ولم نہم...... اور ہرگز ہم حیران نہ ہوئے (ھام' یھیم' ھیم سے نفی جحد بلم اور اگر مادہ وھم سے ہو تو معنی ہوں گے ہم ہرگز وہم میں نہ پڑے)۔

ترجمہ:

آپؐ نے ہم پر احکام شریعت اس قدر نہیں رکھے کہ جس سے عاجز رہیں عقلیں۔ ہم پر کمال شفقت فرمائی تو ہم نہ شک میں پڑے اور نہ حیران ہوئے۔

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر اتنے مہربان تھے کہ ہم کو ایسے احکامات دے کر آزمائش میں نہیں ڈالا جو ہماری سمجھ میں نہ آ سکیں۔ پس نہ تو ہم شک میں پڑے اور نہ پریشانیوں میں مبتلا ہوئے۔)

تشریح:

شارع علیہ السلام نے ہمیں اسے احکام شریعت سے مبتلائے آزمائش نہیں کیا کہ جو ہماری سمجھ میں نہ آ سکیں (بلکہ آپﷺ نے ہمارے واسطے سیدھا سادہ مذہب پیش کیا کہ جو ہر شخص کے لئے قابل عمل ہے)۔ آپؐ کی یہ انتہائی کوشش تھی کہ ہم مشکلات میں نہ پڑیں اور ہماری ہدایت اور بخشش ہو۔ پس (دین کے معاملے میں آنحضورﷺ کی شفقت کے طفیل) نہ تو ہم شک کا شکار ہوئے اور نہ ہی حیران و پریشانی میں مبتلا ہوئے۔

آنحضرتﷺ اپنی اُمت پر بہت مہربان ہیں۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ آپؐ کی اُمت تنگی میں مبتلا ہو لہٰذا جو دین اور شریعت آپؐ نے پیش کی وہ بالکل سیدھی سادی' سہل' آسان اور صاف ہے۔ کثرت سوال سے بھی روک دیا گیا کہ کہیں اس سے تکلیف نہ بڑھ جائے اور آنحضرتﷺ نے اپنے طرز عمل میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھا جیسا کہ مسواک' تراویح وغیرہ کے معاملے میں حضورؐ کا حکم ہے۔ قرآن پاک نے آنحضرتﷺ کی شفقت و رحمت کی شہادت دیتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی ہے:

لقد جاء کم رسولٌ من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین روف رحیم

اور ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَضَعُ عنھم اصرھم وَالْاَغْلٰلَ التی کانت علیھم (7/157)

شعر......48

اِعْیَی الْوَرٰی فَھْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی — لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ

عاقلاں از فہم معنی محمد عاجزاند — اہل عالم جملہ در وصفش کشید ستند دم

عقل حیران' فہم بے بس سوجھتا کچھ بھی نہیں — ماورائے قرب و بُعد ان کا مقام کیف و کم

جو معنے سن حضرت اندر بھورا کسے نہ پائے — جو نزدیکے تے دور اڈے سبنھاں عقل دوڑائے

His inner nature kept the people away from apprehending it, and so there was not found, near or far, a single man who was able to express himself regarding it.

حل لغات:

اعیی...... عاجز کر دیا (فعل ماضی)۔

الوریٰ...... تمام مخلوقات کی۔

فهم...... سمجھ کو۔

معناه...... کمال خاص، اُن کی ذات کے کمال سے، آپ کی حقیقت۔

فلیس...... پس نہیں ہے۔

یریٰ...... دیکھا جاتا (مضارع مجہول)۔ جو دیکھا جائے۔

للقرب...... حضورؐ کے قریب، قریب والے کے لئے (خواص)۔

والبعد...... دور والے (عوام)۔

فیه...... اور حضورؐ سے دور، آپ کے معاملے میں۔

غیر منفحم...... سوائے ساکت یعنی جواب سے چپ ہونے والا (مادہ فحم اور باب انفعال میں انفحام سے اسم فاعل)۔ دلیل سن کر عاجز آ جانا یا لاجواب ہو جانا۔

ترجمہ:

آنحضورﷺ کی حقیقت کو سمجھنے سے ساری مخلوق عاجز ہے۔ آپؐ سے جو قریب ہیں ان کے لئے بھی اور جو دور ہیں ان کے لئے بھی سوائے سکوت اور عجز کے کچھ نہیں ہے۔ (کوئی ایسا نہیں، جو حضورؐ کے آگے عاجزانہ اور لاجواب نہ ہو گیا)۔

تشریح:

آنحضرتﷺ کی حقیقت، حد فہم و ادراک سے وراء الوریٰ ہے۔ لہٰذا ساری مخلوق اس معاملے میں عاجز ہو کر رہ گئی ہے۔ پس آنحضرت کے قرب والے بزرگوں اور دور والے یعنی سب لوگوں میں، شان رسالت مآبؐ کے کماحقہ ادراک کے بارے میں سوائے عجز و سکوت کے کچھ دکھائی نہیں دیتا اور معلوم نہیں کہ حضور کیا ہیں اور کس مقام قرب کے اہل ہیں۔ فضیلت و عظمت کی جس بلندی تک آپؐ پہنچے ہوئے ہیں، وہاں تک کسی کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔

علامہ قرطبی تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ ''حضورﷺ کا کمال حسن ظاہر ہی نہیں ہوا ورنہ صحابہ کرامؓ میں یہ تاب نہ تھی کہ حضورؐ کی طرف نظر بھر کر بھی دیکھ سکتے۔''

جہاں تک آپؐ کی حقیقت کے ادراک کرنے کا سوال ہے تو آپ کوئی مافوق البشر ہستی نہیں ہیں۔ آپ کو دنیا میں اسی لئے مبعوث کیا گیا تا کہ لوگ آپﷺ کو سمجھیں اور پہچانیں تا کہ آپؐ کے واسطہ سے اللہ کو پہچان سکیں۔ بہت سے لوگ آپ کے قریب بھی تھے اور بعید بھی۔ جنہوں نے سمجھنے کی کوشش کی اور نگاہ بصیرت سے دیکھا

وہ پہچان گئے اور ایمان لائے۔ ابوجہل، ابولہب وغیرہ آپؐ کے قریب ہونے کے باوجود پہچان نہ سکے۔ صہیبؓ، سلمانؓ اور بلالؓ دور تھے لیکن ان کی نگاہ بصیرت نے ان کو پہچان لیا یعنی آپؐ کی معرفت کے لئے ایمان کی بصیرت اور تصدیق کا نور ہونا چاہئے۔

اختلاف قرأت:

بعض نسخوں میں فیه کی جگہ منه یا منهم ہے۔

شعر......49

كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ	صَغِيرَةً وَّ تُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمِ
مثل خورشید ست حالش کو بود کوچک ز دور	در برابر چشم ہائے مردم اندازد بہم
دور سے چھوٹا نظر آتا ہے گرچہ آفتاب	پر نظر برداشت کر سکتی نہیں تاب و طرم
حضرت صاحب سورج وانگوں نظری آون دوروں	اکھیں سن مکھ ویکھ نہ سکن کرن حجاب حضوروں

He is like the sun, which appears small to the eyes from a distance, but dazzles the eye from near.

حل لغات:

کالشمس...... آپؐ سورج کی مانند ہیں، وہ مقدس ہستی مثل سورج کے ہے۔

تظهر...... کہ ظاہر ہوتا ہے۔

للعینین...... دونوں آنکھوں کے لئے۔

من بُعدٍ...... دوری۔

صغیرةً...... چھوٹی، چھوٹا سا۔

تکل...... گرانی، درماندگی، اور تھک جاتی ہے، تھکا دیتا ہے (فعل مضارع ہے)۔

الطرف...... آنکھ۔

من امم...... قریب سے، کرنوں کے قرب سے، نزدیکی۔

ترجمہ:

جیسے آفتاب کہ آنکھوں کو دور سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور دیکھو تو آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔

یعنی آپؐ کی مثال آفتاب سی ہے کہ جسے دور سے دیکھا جائے تو چھوٹا سا دکھائی دیتا ہے لیکن اگر قریب سے دیکھیں تو آنکھیں اس کی شعاعوں کی تاب نہیں لا سکتیں اور تھک کے رہ جاتی ہیں (درماندہ ہو جاتی ہیں)۔ یعنی نزدیک سے آنکھ کو خیرہ کر دیتا ہے۔

تشریح:

آنحضرت ﷺ کے کمالات کو نہ قریبی پا سکتے ہیں نہ بعیدی۔ اہل کشف وشہود کی آنکھوں کو آپؐ کے انوار کی درخشانی چندھیا دیتی ہے جبکہ ظاہر میں بجز جسم مبارک کے اور کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات** (ہم نے بعض رسولوں کو بعض سے درجات کے لحاظ سے بلند کیا۔) مفسرین نے کہا: **بعض** سے مراد حضور ﷺ کی ذات والا صفات ہی ہے۔ کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ اسرار سے غافل اغیار کی نظر میں صغیر ہیں اور اہل بصیرت جو اہل اعیان وخلاصہ انسان ہیں، کی آنکھوں میں عظیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وترھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون** (تم دیکھو گے کہ آپؐ کے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور باطن کو نہیں دیکھتے۔)

حضورؐ کا ایک قول ہے: ''اے اللہ! مجھے (اپنی عظمت کے مشاہدہ کے مقابلہ میں) اپنی نظروں سے چھوٹا بنا دے اور (اپنی قدرت کے مکاشفہ سے) لوگوں کی نظروں میں بڑا بنا دے۔ (**اللھم اجعلنی فی عینی صغیرا و فی اعین الناس کبیراً**)۔

شعر......50

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتَهُ   **قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ**

چوں بدانندش حقیقت اہل عالم چوں بود   مست خواب و دیدنش در خواب داند مغتنم

دار دنیا میں کہاں ان کی حقیقت کی خبر   جب کہ دنیا خواب ہے سوتے ہیں سب بیدار کم

کنہ نبی دی خلق ستی وچ دنیا کیونکر بھالے   خاص حقیقت نیند نہ دسے باجھوں وہم خیالے

The intellects of the people were perplexed regarding his real nature, and so their descriptions of him were merely hypothetical resembling the interpretations of dreams.

حل لغات:

وکیف...... اور کیسے، کیونکر (استفہام انکاری)۔

یدرک...... ادراک کیا جائے (درک کے باب افعال یعنی ادراک سے مضارع مجہول) ادراک: سمجھنا، کسی چیز کی حقیقت کو دریافت کرنا۔

فی الدنیا...... دنیا میں، دنیا مراد علائق جسمانی۔

حقیقتہ...... آنحضرت ﷺ کی حقیقت، اصلیت۔

قوم نیام...... سونے والی قوم۔

تسلوا...... تسلی کئے ہوئے ہیں یا غافل ہو چکے ہیں، قناعت کر چکے ہیں۔

عنہ...... آپ سے۔

بالحلم...... خواب کے ذریعے، خواب غفلت میں، سوئے ہوئے کو جو نظر آئے مراد خیال۔

ترجمہ:

دنیا آپ ﷺ کی حقیقت کا ادراک کیسے کر سکتی ہے۔ وہ خفتہ قوم جو آپ کے خیالات وتصورات سے مطمئن ہوگئی ہے۔ (جو قوم کہ سوتی ہے اور خواب میں تسلی کئے ہوئے ہے۔)

اس شعر کے کئی مختلف ترجمے بھی ہو سکتے ہیں:

1- وہ قوم کہ جو محو خواب ہے اور خواب میں ہی آنحضرت کی زیارت پر اکتفا کر چکی ہے وہ کیسے آنحضرت ﷺ کے مقام کا دنیا میں ادراک کر سکتی ہے۔

2- آنحضرت ﷺ کی حقیقت کا دنیا میں کیسے ادراک کیا جا سکتا ہے جبکہ آنحضرتؐ کے فیض کا تو یہ عالم ہے کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں اور آنحضرتؐ انہیں خواب میں تسلی دیتے ہیں اور بیماریاں دور کر دیتے ہیں۔

3- آنحضرت ﷺ کی حقیقت کا دنیا میں ادراک کیا ہی نہیں جا سکتا کیونکہ اس دنیا کے لوگ تو حقیقت کے جلووں کی تاب ہی نہیں رکھتے۔ یہ لوگ خواب وخیال کی دنیا میں بس رہے ہیں اور اسی پر اکتفا کئے ہوئے ہیں۔

تشریح:

آنحضور ﷺ کی ذات گرامی سب کے لئے ماورائے حدفہم و ادراک نہیں ہے بلکہ جن کی نگاہ بصیرت وا ہو اور وہ عقل وخرد کے غلام نہ ہوں تو آپ ﷺ کو پہچان سکتے ہیں اور آپؐ کا ادراک کر سکتے ہیں۔

وہ لوگ جو خود پسندی اور خودستائی اور خودرائی کا شکار ہیں، عقل وخرد کے پرستار ہیں وہ آنحضور ﷺ کے مقام اور مرتبہ کو نہیں پہچان سکتے۔ ان کے لئے حقیقت رسالت تک رسائی ناممکن ہے۔

لفظ دنیا سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ قیامت کو حقیقت محمدیہ کا کامل انکشاف ہو جائے گا۔ **الناس نیامٌ فاذا ماتوا انتبھوا** ''لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مر جائیں گے تو جاگ پڑیں گے۔''

شعر......51

فَمَبلَغُ العِلمِ فِيهِ انَّهُ بَشَرٌ وَانَّهُ خَيرُ خَلقِ اللهِ كُلِّهِمِ

مبلغ معلوم مردم آں کہ سیّد آدمی ست — بہترین مردمان باشد رسول محتشم

اہل دنیا کو نظر آتے ہیں وہ محض اک بشر — صد قیامت ان میں مخفی ہے وہ ہیں فخر الامم

ایہ گل جاتی آدمیاں جو حضرت بندہ خاکی — ساری خلقت وچوں بہتر محض سراسر پاکی

So, the extreme range of our knowledge regarding him is that he is a man and that he is the best of the creatures of God.

حل لغات:

مبلغ العلم...... علم کی پہنچ، رسائی، انتہا۔

فیه...... آنحضرت کے بارے میں، حضورؐ کی ذات میں یہ ہے۔

انه...... کہ وہ، تحقیق آپؐ۔

بشر...... بشر ہیں۔

وانه...... اور تحقیق آپؐ ہیں۔

خیر...... بہتر، افضل۔

خلق الله...... اللہ تعالیٰ کی مخلوق۔

کلھم...... ساری کی ساری، تمام۔

ترجمہ:

(حضورؐ کے بارے میں) علم کی رسائی تو بس اتنی ہے کہ آپؐ ایک بشر ہیں اور بالتحقیق خلق خدا میں سب سے بہتر ہیں (افضل اور اعلیٰ ہیں)۔

تشریح:

حقیقت میں آنحضورﷺ بشر ہیں اور افضل البشر ہیں۔ قرآن حکیم نے اسی لئے اس حقیقت سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تاکہ خدا کے بندے اپنے رسول کو خدا کا درجہ نہ دیں۔ قل انما انا بشرٌ مثلکم یوحیٰ الیَّ یعنی (اے نبی) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں، فرق یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔

علامہ خرپوتیؒ فرماتے ہیں کہ امام بوصیریؒ قصیدہ سناتے سناتے جب اس مصرع پر آئے اور دربار رسالت میں عرض کیا: فمبلغ العلم فیه انه بشرٌ تو مصرع ثانی کے لئے خاموش ہو گئے تو سرکار ابد قرارﷺ کی طرف سے ارشاد ہوا: اقرأ پڑھ۔ فقال الامام انی لم اوفق للمصرع الثانی لھذا البیت یا رسول الله ﷺ. حضورؐ مصرع ثانی

مجھ سے موزوں نہیں ہو سکا خاص کر اس بیت کا۔ فقال علیه السلام، قل یا امام۔ اے امام کہہ وانه خیر خلق الله کلھم. تو امام بوصیریؒ نے فوراً یہ مصرع درج کیا اور بار بار ہر بیت کے آخر میں شوق و ذوق کے ساتھ "وانه خیر الخلق کلھم" پڑھتے رہے۔

مولای صل وسلم دائما ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

شعر......52

وَكُلُّ ايٍ اَتىٰ الرُّسُلُ الكِرَامُ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَت مِن نُورِهِ بِهِمِ

ہر چہ آوردند مجموع رسل از معجزات — آں ز نور مصطفےٰ آمد بایشاں لا جرم

جس قدر ظاہر ہوئے پیغمبروں سے معجزے — مختلف وقتوں میں ان کے نور سے پہنچے بہم

جو معجزے دنیا دے اندر نبیاں آن وکھاوے — سبھے نور محمد دے تھیں آپوں کسے نہ پائے

And all the signs, that the noble prophets have brought, have merely been derived by them from his light.

حل لغات:

وکل...... اور سب، تمام۔

ای...... معجزات (جمع آیت کی)۔

اتی...... جو لائے اتی الرسل الکرام انبیائے کرام لائے (رسل، رسول کی جمع اور کرام جمع کریم کی ہے)۔

بھا...... ان کو (معجزات کی طرف ضمیر ہے)۔

فانما...... پس وہ (کلمہ حصر)۔

اتصلت...... وہ ملے ہیں (اتصال سے فعل ماضی واحد مونث غائب آیات کے لئے)۔

منه نورہ...... آنحضرتؐ کے نور سے۔

بھم...... ان انبیائے کرام کو۔

ترجمہ:

انبیائے کرام علیہم السلام جس قدر معجزات دنیا میں لائے بیشک وہ سارے کے سارے حضور پُر نورﷺ کے نور ہی سے حاصل ہوئے (ملے)۔

تشریح:

آنحضورﷺ کی ذات اقدس سراپا نور ہے اور اسی نور کی وساطت سے تمام انبیاء علیہم السلام کو نور نبوت عطا

کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے نور کو پیدا فرما کر آپ کو مرکز انوار و تجلیات بنا دیا اور اس کے پرتو سے تمام انبیاء علیہم السلام کو خلعت نبوت سے نوازا گیا۔ جو کچھ کونین میں ہے سب حضورؐ کے نور پاک سے ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ باعث ایجاد عالم ہیں۔ اوّل ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا' وہ میرا نور تھا۔ ارشاد گرامی ہے۔ پھر حدیث قدسی میں ہے: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب فرما کر سنایا:

لو لاہ ما خلقتک ''اے آدم اگر وہ محبوب نہ ہوتا' میں تجھے پیدا نہ کرتا۔''

حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوح وقلم' جنت' دوزخ' فرشتے' آسمان' زمین' چاند' سورج' جن و انس' عرش وکرسی' ملائکۃ المقربین' جملۃ العرش' نور ابصار مومنین' نور قلوب صالحین' معرفت و توحید' کروبیان عرش' ارواح خلائق' نعمات دنیا' ارواح انبیاء' شہداء' سعداء سب کی تخلیق ہمارے نور سے کی گئی۔ اس کے بعد تخلیق آدم فرما کر اُس میں ہمارا نور جلوہ گر ہوا اور وہاں سے منتقل ہو کر جبین شیث علیہ السلام میں آیا (حضرت جابرؓ سے مروی ہے)۔

نوٹ: الرسل کی سین پر جزم وسکون وزن اور ضرورت شعری کی وجہ سے ہے ورنہ پیش ہونا چاہئے تھا۔

شعر......53

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا — یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

او بود خورشید فضل و دیگراں سیارگاں — روشنی سیارگان ظاہر کنند اندر ظلم

ہیں ستارے انبیاء سب آپ مثل آفتاب — جس کی کرنوں سے منور ہیں ستارے دمبدم

حضرت سورج عظمت والے ہو پیغمبر تارے — تاریاں دی روشنائی راتیں دیہنہ نوں چھپن ہارے

For, he is the sun of excellence and they are the stars, which show their lights to the people, only in the drak.

حل لغات:

فانہٗ...... پس آپ ہیں۔

شمس فضلٍ...... فضیلت کے سورج۔

ھم...... وہ سب پیغمبر۔

کواکبھا...... فضیلت کے ستارے (جمع کوکب کی)۔

یظھرن...... وہ ظاہر کرتے رہے (ہیں) (اظھر سے فعل مضارع جمع مونث)۔

انوارھا...... اس سورج کے انوار کو (انوار نور کی جمع ہے)۔

للناس...... لوگوں پر (کے لئے)۔

فی الظلم...... تاریکیوں میں (ظلم' ظلمت کی جمع ہے)۔

ترجمہ:

بے شک حضور نبی اکرم ﷺ فضیلت کا سورج اور باقی انبیائے کرام کواکب (ستارے) ہیں جو تاریکی میں لوگوں کے لئے اپنے انوار ظاہر کرتے ہیں۔ (جہالت کی تاریکی میں اس آفتاب کا نور لوگوں کو دکھا رہے ہیں۔)

تشریح:

درحقیقت آنحضرت ﷺ آفتاب فضیلت ہیں اور باقی سارے پیغمبر ستاروں کی مانند ہیں۔ یہ سارے ستارے اس (مرکز انوار) آفتاب فضیلت سے کسب ضیا کر کے لوگوں کو تاریکی میں راہ ہدایت دکھاتے رہے ہیں۔

آپؐ کی ذات خورشید عالمتاب ہے اور دیگر انبیاء نجم درخشاں۔

انبیائے ما سلف نے مقدور بھر کفر کی تاریکی کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی جس طرح کہ رات کی تاریکی میں ستارے روشنی بہم پہنچاتے ہیں مگر آفتاب رسالت نے طلوع کیا تو ساری تاریکی کافور ہو گئی اور نور محمدی کا مکمل ظہور ہوا۔ یہ یاد رہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام خاص خاص علاقے' خطے یا قوم کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔ ان کی ہدایت و شریعت میں عمومیت نہ تھی۔ کوئی عاد کے لئے آیا تو کوئی ثمود کے لئے اور کسی کا فریضہ محض بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش تھی مگر آنحضرت ﷺ کی بعثت سب کے لئے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وما ارسلنک الا کافۃ للناس

یا قرآن پاک میں ہی ایک اور جگہ پر آیا ہے:

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

جب شمس محمدی کا نور طلوع ہوا تو اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور رسول غائب ہو گئے۔ اس بیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کی شریعت ماقبل انبیاء کی شرائع کی ناسخ ہے۔

شعر......54

حَتّٰی اِذَا طَلَعَتْ فِی الْکَوْنِ عَمَّ ھُدَاھَا — اَلْعَالَمِیْنَ وَاَحْیَتْ سَائِرَ الْاُمَمِ

پیشوائے خلق عالم شد چو آمد در وجود — چوں عدم پوشیدہ شد از نور او جملہ اُمم

آفتاب حق طلوع ہوتا ہے جب آفاق پر — ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں ساری ایک دم

جد عالم وچ ظاہر ہوئے عام ہدایت ہوئی — وچ دوہاں جہاناں زندہ ساری اُمت ہوئی

So that when he shone in this world, his light spread over the world, and gave life to all the nations.

حل لغات:

حتی...... یہاں تک کہ۔

اذا...... جب۔

طلعت...... وہ سورج طلوع ہوا (طلع سے فعل ماضی واحد مونث غائب کیوں کہ سورج مونث سماعی ہے)۔

فی الکون...... جہان میں۔

عم...... عام ہوگئی' عام کردی۔

هداها...... رہنما' اس (سورج) کی ہدایت۔

العالمین...... (جمع عالم) دونوں جہان۔

واحیت...... اور زندہ کردیں۔

سائر الامم...... ساری اُمتیں' گروہ (اُمت کی جمع امم ہے)۔

ترجمہ:

یہاں تک کہ جب یہ آفتاب کمال روشن (طلوع) ہوا تو اس کی روشنی ہدایت تمام دنیا پر پھیل گئی اور اس نے گروہوں (اُمتوں) کو زندہ کیا۔

تشریح:

جب آفتاب رسالت (فاران کی چوٹیوں سے) طلوع ہوا تو (اس نے اپنی ہدایت کی نورانی شعاعوں سے سارے عالم کو جگمگا دیا اور) سارے جہانوں میں ہدایت عام ہوگئی اور ساری اُمتوں کو خواب غفلت سے اس آفتاب فضل نے جگا دیا اور زندہ کر دیا۔ اس کی روشنی صرف خطہ عرب ہی میں نہیں رہی بلکہ تمام جہان روشن ہوگیا اور انسانیت کے تن مردہ میں زندگی کی روح پھونک دی۔

اختلاف روایت:

یہ شعر الحاقی سمجھا جاتا ہے لہٰذا شرح خرپوتی میں موجود نہیں ہے۔

شعر......55

اَکْرِمْ بِخَلْقِ نَبِیٍّ زَانَهُ خُلُقٌ	بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

خلق پیغمبر نکو بر خلق خوش آراستہ	مشتمل بر حسن باشد بر بشارت متسم
خُلق میں اکرم مکرم خَلق میں بے مثل و نِد	حسن میں یکتا' تبسم میں گل باغ ارم
وچ پیدائش حضرت وڈے پُر پُر نال مٹھاسے	خوبی حسن نہایت نالے کامل وچ دلاسے

How noble are the physical qualities of a prophet, adorned with good nature; who was invested with beauty, and distinguished by cheerfulness.

حل لغات:

اکرم...... کیا خوب' سبحان اللہ (لغوی لحاظ کرم سے فعل امر واحد حاضر ہے بمعنی اے اللہ تو کرم کر' اللہ نے بلند کیا۔ لیکن یہ کلمہ تعجب کے طور پر کام دیتا ہے۔)

خلق نبی...... نبی کریم کی صورت' ذات اور ظاہر تخلیق محمد ﷺ (نبی— ذوالحال ہے)۔

زانہ...... اسے زینت دی ہے' اس کو مزین کیا۔ (نبی کریم ﷺ کی صفت)۔

خلق...... حسن خلق اور پاکیزہ سیرت (خُلُق جمع ہے اور واحد خلق ہے)۔

بالحسن...... ہر طرح کے حسن کے ساتھ (حسن ذوالحال ہے)۔

مشتمل...... احاطہ کئے ہوئے ہے' ملا ہوا ہے) باب افتعال یعنی اشتمال سے اسم فاعل حال ہے)۔

بالبشر...... تازہ روئی' بشاشت کے ساتھ' تمام مسرتوں۔

متسم...... نشان زدہ' متصف (مادہ وسم بمعنی نشان لگانا کے باب افتعال یعنی اتسام سے اسم فاعل ہے اور صفت مشتمل ہے)۔

ترجمہ:

نبی پاک ﷺ کی صورت ظاہری کتنی باکرامت ہے جس کو اخلاق نے آراستہ کیا ہے۔ جو (صورت ظاہری) حسن پر مشتمل ہے اور بشاشت سے متصف ہے۔

تشریح:

سبحان اللہ! آپ کی شکل وصورت کیا خوب ہے۔ محض حسن صورت ہی نہیں بلکہ حسن سیرت اور خلق عظیم نے زینت بخشی ہے غرضیکہ ہر طرح کے حسن سے آراستہ ہیں اور چہرہ مبارک تازہ روئی اور بشاشت سے متصف ہے۔ سوائے آنحضرت ﷺ کے دنیا میں کوئی شخصیت ایسی نہیں پیدا ہوئی جو حسن صورت اور حسن سیرت دونوں کا حسین و دلکش مرقع ہو۔

قرآن کریم میں اسی سے وجہ منیر کی تعریف میں ارشاد ہے: نور علٰی نور اور مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح. آپ کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے کہ قندیل ہو اس میں مصباح ہو چنانچہ حضور ﷺ کے حسن ظاہری اور خلق وسیرت میں احادیث مشہورہ کثرت سے وارد ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: ''میں نے حضورؐ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے گویا سورج وجہ منیر پر قربان ہو رہا ہے اور جب تبسم فرماتے تو در و دیوار پر دندان مبارک کی جھلک پڑتی۔''

اہمیت:

یہ بیت مبارک چوتھا اُن ابیات کا ہے جس کو سن کر سرکار اقدس ﷺ نے اظہار پسندیدگی فرمایا۔ اس بیت مبارک کا کم از کم تین بار دہرانا قاری قصیدہ پر لازمی ہے۔

شعر 56

کَالزَّهْرِ فِیْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِیْ شَرَفٍ — وَّالْبَحْرُ فِیْ کَرَمٍ وَّالدَّهْرش فِیْ هِمَمٖ

چوں بہار از تازگی بد ہمچو بدر اندر شرف — ہمچو دریا در کرم چوں روزگار اندر ہمم

تازگی میں جیسے گلدستہ شرف میں ماہ بدر — جود میں بحر کرم آفاق میں صاحب ہمم

نبی شگوفہ تازگیاں تھیں شرفوں بدریگانہ — بخشش دا دریا کہاوے ہمت وچ زمانہ

He is like the flower in its freshness; and the full moon in its splendour; and the ocean in its copiousness; and time in its irresistible courage.

حل لغات:

ک...... مانند (تشبیہ کے لئے ہے)۔

زہر...... شگوفہ، پھول جو ابھی کھل رہا ہو۔ مثل کلی۔

فی ترف...... تازگی میں، سرسبزی میں، عمدگی اور نفاست میں، سرسبز ڈالیوں میں، ناز ونعمت میں پرورش پانا۔

والبدر...... اور ماہ کامل (چودھویں رات کے چاند کو بدر کہتے ہیں اور پہلی رات کے چاند کو ہلال)۔

فی شرف...... بزرگی میں، بلندی میں، شان وشوکت کے عروج میں۔

والبحر...... اور سمندر، دریا۔

فی کرم...... فیاضی اور سخاوت میں، بخشش۔

والدہر...... اور زمانہ ابدیت۔

فی ہمم...... بلندیٔ ہمت میں (ہمت کی جمع ہے)، اپنی ہمت عالیہ میں۔

ترجمہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نزاکت (تازگی) میں پھول (شگوفہ)، بزرگی میں چودھویں رات کے چاند، سخاوت (بخشش) میں سمندر (دریا) اور ہمت میں زمانہ کی طرح ہیں۔

تشریح:

آپؐ کے بدن مبارک کے گداز پن اور جسد اطہر کی نزاکت کے بارے میں حضرت انسؓ سے روایت ہے

کہ میں نے کسی حریر اور نہ ہی کسی دیباج کو چھوا ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کے ہتھیلی مبارکہ سے نرم تر ہو۔ جو کچھ آپ کے مقام بلندی اور چہرے کی نورانیت کی متعلق مذکور ہے ان میں سے ایک روایت جس کی طرف آپ نے یہ کہہ کر اشارہ فرمایا: عالم کو عابد پر ایسے ہی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر (اس کو احمد اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔ آپ کے کرم واحسان، نیکی اور بخشش کے بارے میں مروی ہے جس کو مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے دو پہاڑوں کے درمیان موجود بکریوں کے ریوڑ کا سوال کیا تو آپؐ نے اس کو وہی دے دیا، تو وہ آدمی اپنی قوم میں آیا اور کہا: اے میری قوم! مسلمان ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! محمدؐ اس قدر عطا کرتے ہیں کہ ان کو فقر کا ذرا اندیشہ نہیں ہوتا۔ جو باتیں آپ کی قوت قلب، ہمت اور شجاعت کے ملکہ پر دلالت کرتی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب مسلمان جنگ حنین میں ایک موقع پر بھاگ کھڑے ہوئے تھے تو آپ قلت کے باوجود مقابلے میں ڈٹے رہے۔ یہاں تک کہ کفار ان کنکریوں کے باعث شکست کھا گئے جو آپ نے ان کی طرف پھینکی تھیں۔ آپؐ وہ شیر بیشہ شجاعت ہیں جس میں بزدلی وکم ہمتی کا گزر نہیں۔ آپؐ کے پائے صبر وثبات میں تزلزل نہیں۔ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ سکتا ہے لیکن آپؐ نے جس چیز کا عزم کر لیا ہے اس سے ہٹ نہیں سکتے۔ آپ سورج سے بھی زیادہ بلند ہیں۔

آپ ﷺ کی ذات اقدس تازگی میں گویا شگوفہ گل، بلندی وشرف میں ماہ کامل بخشش وفیض عام میں بحر بیکراں اور ہمت بلند میں زمانہ ہیں۔

شعر 57

کَاَنَّهٗ وَهُوَ فَرْدٌ فِیْ جَلَالَتِهٖ — فِیْ عَسْکَرٍ حِیْنَ تَلْقَاهُ وَ فِیْ حَشَمٖ

کر کسے دیدیش تنہا خود ہمی پنداشتے — کز بزرگی اوست اندر لشکر و خیل و حشم

گرچہ تنہا ہیں مگر شان جلالت میں عظیم — جیسے لشکر کا ہو شان و دبدبہ جاہ و حشم

حضرت اک اکلے آہے عظمت وچ پُر ساماں — انج وکھالی دیندے سن جیویں لشکر دھوماں دھاماں

Even when he is alone, it appears on account of his majestic dignity, as if he were in the midst of a large army and retinue.

حل لغات:

کانہ...... گویا کہ وہ یعنی آنحضرت ﷺ۔

وھو فرد...... آپ ﷺ مرد یکتا ہیں، آپ ﷺ منفرد ومثالی شخصیت ہیں۔

فی جلالتہٖ...... اپنی جلالت، عظمت، شان وشوکت میں۔

عسکر...... لشکر، فوج۔

حین...... جب کہ۔

تلقاہ...... تو ان سے ملتا ہے (فعل مضارع صیغہ واحد حاضر)۔

حشم...... حشمت۔

حشم...... خدمتگار (احشام جمع)۔

ترجمہ:

اور جلالت میں اکیلے ایسے جیسے بڑے لشکر کے ساتھ ہوں۔ جب دیکھو تو شان وشوکت اور دبدبہ ایسا۔

(آپؐ اپنے جلال وعظمت میں یگانہ ہیں۔ جب حضورؐ تنہا ہوں تو دیکھنے والے کو یوں نظر آئیں کہ آپؐ کے ساتھ خدمت گاروں کا انبوہ کثیر اور سپاہیوں کا لشکر عظیم ہے۔)

تشریح:

جب آپ ﷺ تنہا ہوں تو پھر بھی اپنی جلالت کے سبب یوں معلوم ہوتا ہے گویا کہ آپ بہت بڑے لشکر میں تمکنت کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حضورؐ کے دیکھنے سے اس قدر ہیبت اور رُعب پیدا ہوتا تھا کہ کوئی اُسے برداشت نہیں کرسکتا تھا۔

اس میں اشارہ ہے حدیث نصرت بالرعب میسرۃ شھر کی طرف یعنی میرے رعب سے مخالفین جو ایک مہینہ کے سفر سے دور ہوں، لرزتے ہیں۔ بعض آثار میں مروی ہے کہ حضور ﷺ کی طرف ہیبت کی وجہ سے کوئی شخص غور کرکے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جہاں آپؐ میں انتہائی نرمی اور رحمت کے اوصاف تھے، وہیں آپ جرأت و بہادری کے بھی پیکر تھے۔ آپ میدان جنگ میں ہوں یا خدم وحشم کے درمیان، دونوں جگہ یگانہ و یکتا نظر آتے تھے۔ آپ کی مجلس میں شاہی دربار کے سازوسامان اور تکلفات نہیں تھے۔ دروازے پر کوئی دربان نہیں ہوتا تھا لیکن مکمل سادگی کے باوجود نبوت کا رعب وجلال ایسا تھا کہ محفل میں بیٹھے ہوئے سارے لوگ بے حس وحرکت نظر آتے تھے۔

شعر......58

كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ	مِنْ مَّعْدِنَىْ مَنْطِقٍ مِّنْهُ وَ مُبْتَسِمِ
درّ مکنوں در صدف دندان او بد گوئیا	واں دہن گویا کہ می افشاند مروارید ہم
منہ سے موتی برستے جب وہ کرتے تھے کلام	پھول جھڑتے تھے لبوں سے جب وہ ہوتے متبسم
حضرت جدوں تبسم کردے وسدے دند جیوں موتی	حقی وچ معلق رکھی گویا لڑی پروتی

And he was so eloquent that it seemed as if there were pearls, well preservedin the oyster, in his two mines of speaking and smiling.

حل لغات:

کانما...... گویا کہ وہ (دانت)۔

اللولو...... چمکتا موتی۔

المکنون...... چھپے ہوئے پوشیدہ (کان میں چھپے ہوئے ہونا' اسم مفعول)۔

فی صدف...... صدف' سپی میں (منہ کو صدف سے تشبیہ دی گئی ہے)۔

من...... سے۔

معدنی...... دو معدن' دو کانوں سے' دو کانیں (اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ گر گیا)۔

منطق...... گویائی' قلب اور زبان سے' بولنے اور نطق کی جگہ یعنی منہ (اسم ظرف ہے)۔

متبسم...... مسکرانے کی جگہ یعنی ہونٹ' دہن مبارک (ابہام سے اسم ظرف)۔

ترجمہ:

اور جب بات کریں' مسکرائیں تو درمکنون جیسے سیپ میں سے ظاہر ہوں۔ ایک نطق کی کان اور ایک تبسم کی کان دونوں کے موتی ہیں۔

تشریح:

آنحضرت ﷺ جب بات کرتے تھے یا مسکراتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کہ یہ دو کانیں ہیں جن میں دُرشاہوار یعنی دندان مبارک پوشیدہ ہیں اور صدف دہان کھلتے ہی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس میں موتی چمک رہے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ تکلم وتبسم کانیں ہیں اور آپؐ صدف میں دُرّ مکنون ہیں۔ یعنی حضور ﷺ کی گویائی اور تبسم کے معدن یعنی لب و دندان مبارک کی تشبیہ اُس دُرّ شاہوار سے ہوسکتی ہے جو صدف میں پوشیدہ ہے۔

امام بوصیریؒ نے اس شعر میں آنحضور ﷺ کے دلکش انداز تکلم کی تصویر کشی کی ہے۔ یعنی آپؐ کا انداز تکلم بھی اپنی مثال آپ تھا۔ آپؐ تبسم فرماتے تو اگلے دانت جو موتیوں کی طرح چمکدار اور صاف تھے' نظر آتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن حارثؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ مسکراہٹ آپؐ کی سنجیدگی کو خشونت سے بچاتی تھی اور صحابہؓ کے لئے وجہ جاذبیت ہوتی تھی۔ خندہ روئی سے آپؐ کا چہرۂ انور ہشاش بشاش رہتا تھا۔ صاحب زبدہ فرماتے ہیں کہ بعض صالحین نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کی نعت میں یہ بیت اور اس سے پہلے بیت پڑھ رہے تھے۔

اختلاف قرأت:

معدنی دال کی زبر کے ساتھ بھی صحیح ہے لیکن بقول شارح خرپوتی دال کی زیر کے ساتھ زیادہ فصیح ہے۔

شعر......59

لَا طِیبَ یَعۡدِلُ تُرۡبًا ضَمَّ اَعۡظُمَهٗ ‌ ‌ طُوۡبٰی لِمُنۡتَشِقٍ مِنۡهُ وَ مُلۡتَثِمِ

ہیچ بوئے خوش چو بوئے خواب گاہ او نبود ‌ ‌ نیک بخت آنکس کہ بوئید ست و بوسید ست ہم

تھا پسینہ بھی معطر مشک و عنبر کی طرح ‌ ‌ ہو مبارک جس کی قسمت میں ہو اس خوشبو کا شم

جتھے حضرت ستے بیٹھے اوتھے جو خوشبوئی ‌ ‌ جس اوہ جاگہ چمی چٹی اوس جیہا نہ کوئی

No perfume equals the dust which contains his bones; may good luck come to him who smells and kisses.

حل لغات:

طیب...... خوشبو۔

یعدل...... برابر، مساوی ہوتی (عدل سے فعل مضارع واحد غائب)۔

تربا...... مٹی، مراد قبر۔

ضم...... جس سے مس کر رہی ہے، لگ گئی ہے۔

اعظمه...... آپ کے جسم مبارک کو (اعظم جمع عظام کی بمعنی ہڈیاں)۔

طوبیٰ...... بمعنی طیب، حسنیٰ، نعمت، مبارک ہو، خوش بختی ہے، بہشت میں ایک درخت ہے۔

لمنتشق...... سونگھنے والے کے لئے (مصدر استنشاق سے اسم فاعل)۔

ملتثم...... از التثام چومنا، اور چوما اس کو۔

ترجمہ:

کوئی خوشبو اس مٹی کے برابر نہیں ہو سکتی جو کہ جسم اقدس سے لگی ہے، کس قدر سعادت مند ہے وہ شخص جس نے اس کو سونگھا ہے اور بوسہ دیا ہے۔

تشریح:

(دنیا جہاں اور آخرت کی) کوئی خوشبو اس مٹی کا مقابلہ نہیں کر سکتی کہ جسے آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر و معطر سے مس کرنے کا شرف حاصل ہے۔ پس اس شخص کی خوش نصیبی کا کیا کہنا کہ جسے اس پاک مٹی سے لپٹنا، اسے چومنا یا سونگھنا نصیب ہو جائے۔

علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا حریم اقدس کعبہ سے افضل ہے جو اختلاف مشہور ہے وہ مکہ اور مدینہ دونوں شہروں کے درمیان ہے بلکہ امام غزالی سے تو یہاں تک مروی ہے کہ وہ خاک مقدس جو حضورؐ کے جسد اطہر سے زمین سے ملی وہ مرتبہ میں عرش سے بھی بلند ہے۔

نوٹ: بعض نسخوں میں ضم اعظمه کی بجائے مس جسده یا مس مرقده کے الفاظ ہیں اور میرے خیال میں وہ تقاضائے محبت کے تحت قابل ترجیح ہیں۔ بہر حال میں نے بھی ترجمہ میں اُنہی الفاظ کو پیش نظر رکھا ہے۔

مرقد شریف سے خوشبو کا سونگھنا یہ حقیقت ہے مگر سونگھنے کا شرف صرف عشاق رسول کو میسر ہے۔ متفق علیہ حدیث میں ہے جو حضرت انسؓ سے مروی ہے، فرمایا کہ میں نے کوئی ایسا عنبر یا مشک نہیں سونگھا جو کہ حضور ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے والد بزرگوار اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کا جو مرثیہ کہا ہے اس میں بھی اس خوشبو کا تذکرہ موجود ہے، وہ شعر حسب ذیل ہیں:

صبت علی معائب لوانها ‌ ‌ صبت علی الایام صرن لیالیا

ماذا علی من شم تربة احمد ‌ ‌ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے سانحہ ارتحال سے مجھ پر اس قدر مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر یہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو (سیاہ) راتیں ہو جاتے۔

جس نے احمد مختار ﷺ کی قبر مبارک کو سونگھ لیا ہے، وہ قیامت تک کسی اور خوشبو کو نہیں سونگھے گا۔

بعض لوگ جو انبیاء علیہم السلام اور دیگر مقربان بارگاہ الٰہی کی تعظیم کو شرک و بدعت کہتے ہیں اور خاک تربت شریف کے سونگھنے اور بوسہ دینے کو بھی بدعت کہتے ہیں اور زیادہ تشدد برتنے والے تو اس کو شرک کہتے ہیں۔

بروایت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا بے تابانہ حالت میں تربت شریف پر منہ رکھ کر تربت سے لپٹ جانا ثابت ہے۔ گو حدیث میں بوسہ کا لفظ نہیں مگر ایک صحابیؓ کا ایسا کرنا حضور ﷺ کی غایت درجہ تعظیم اور بے اختیارانہ محبت کو ثابت کرتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ایسے افعال کو ہر وقت عادتاً بجا لانا صحیح نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عوام الناس جاہل خواص کو دیکھ کر محبت کی بے اختیارانہ حالت سے بے خبر رہ کر قبر پرستی شروع کر دیتے ہیں اور یہ امر شرعاً ممنوع ہے۔ حضورؐ کی تعظیم واجب ہے تو زیارت قبر واجب ہوئی۔ علاوہ بریں حضورؐ نے فرمایا: من وجد سعة ولم یعدالی فقد جفانی جو زاد راحلہ میں وسعت پائے اور میری طرف نہ آئے وہ مجھ سے جفا کرے گا۔

دوسری حدیث میں ہے: من حج ولم یزرنی فقد جفانی جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اُس نے مجھ پر جفا کی۔ تو زیارت روضہ مقدس واجب ہے۔ بعض شوافع اور احناف اس طرف گئے کہ زیارت قبر مبارک سنت ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں: انها سنة من سنن المسلمین مجمع علیها. زیارت روضہ پاک سنت ہے اور اسی پر اجماع ہے۔

اسی بناء پر علماء کرام نے فرمایا: ان تربة قبره صلی الله علیه وسلم افضل من البیت والمسجد الاقصی والعرش والکرسی (حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کی مٹی بیت اللہ، مسجد اقصیٰ اور عرش و کرسی سے افضل ہے۔)

الفصل الرابع فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فصل چوتھی بیان میں مولد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

شعر......60

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ ۔۔ يَا طِيْبَ مُبْتَدَاءٍ مِّنْهُ وَ مُخْتَتَمٖ

وقت زادن پاکی ذات شریفش شد پدید ۔۔ پاک بودش مبتداء و پاک بودش مختتم

ان کی پیدائش بھی اک پاکیزہ عنصر سے ہوئی ۔۔ ابتدا اور انتہا پاکیزگی پر مختتم

پاکی تے خوشبوئی جو رب حضرت دے وچ پائی ۔۔ وقت تولد تا دم آخر اکو جیہی ساہی

His birth showed distinctly his good origin;— Oh! the excellence of his beginning and his end.

حل لغات:

ابان...... ظاہر کیا۔

مولدہ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمان ولادت یا مقام ولادت (مولد اسم ظرف ہے اور اَبان کا فاعل ہے)۔

طیب...... پاکیزہ، خوشبو۔

عنصرہ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر ذات۔

یا طیب...... کتنا پاکیزہ ہے، کتنا معطر ومطہر ہے۔

مبتداءٍ...... مقام یا وقت ابتداء (اسم ظرف ہے وقت ابتداء یعنی ولادت اور مقام ابتداء ہو تو مکہ مکرمہ مراد ہے)۔

مختتم...... وقت وفات یا مقام وفات (اختتام سے اسم ظرف ہے، مقام وفات مدینہ منورہ ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ میں دوشنبہ کے دن 9 یا 12 ربیع الاوّل کی صبح کو مسند آرائے بزم عالم ہوئے۔ وفات مدینہ منورہ میں 12 ربیع الاوّل یوم دوشنبہ 11ھ میں واقع ہوئی۔

ترجمہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ولادت اس کے بہترین عنصر کے ساتھ ظاہر ہوا۔ سبحان اللہ! کیسی عمدہ ہے وہ ذات جس کا زمانہ ابتدا اور اختتام دونوں ہی بہت شاندار ہیں۔

تشریح:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و زمان پیدائش نے آپ کے جوہر ذات کی پاکیزگی، خوبی اور خوشبو کو ظاہر کیا ہے۔

سبحان اللہ کتنے معطر اور مطہر آپؐ کے جائے پیدائش اور زمان پیدائش ہیں اور کس قدر پاک و پاکیزہ آپؐ کے مقام وفات اور وقت وصال ہیں۔

حضورؐ کے زمانۂ ولادت نے ایسے ایسے امور غریبہ وکرامات عظیمہ کا مظاہرہ کیا کہ آپؐ کے حسن ابتداء اور خوبی خاتمہ دونوں واضح ہو گئے۔ بوقت ولادت عجیب عجیب امور خرق عادت ظہور میں آئے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شرف ذاتی پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً:

اوّل: ایک ایسا نور چمکا جس سے زمین وآسمان روشن ہو گیا۔

دوم: ایک قسم کی بوئے خوش سے جہان معطر ہو گیا۔

سوم: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی سربسجود ہو گئے۔

چہارم: غسل ولادت کے وقت آواز آئی کہ وہ شکم مادر سے صاف و پاک پیدا ہوئے ہیں، غسل کی ضرورت نہیں۔

آپؐ کے معطر و پاکیزہ اور جامع الصفات عنصر کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے کیا جا سکتا ہے جو بوقت ولادت پیش آیا تھا۔

مواہب لدنیہ میں ہے: ''بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ پیدا ہوئے تو میں نے ایک سفید نورانی ابر آسمان سے اُترتے دیکھا۔ اس ابر نے حجرے میں آکر حضور کو اپنے اندر چھپا لیا۔ پھر ایک منادی نے پکارا کہ آپؐ کو لے جاؤ اور مشرق ومغرب میں آپؐ کی زیارت کراؤ تاکہ آپؐ کا نام اور زبان، صورت اور شان سب کو معلوم ہو جائے۔ آپؐ کو آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت، ابراہیم علیہ السلام کی خلت، اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان، اسحاق علیہ السلام کی رضا، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی قوت، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی اطاعت، یحییٰ علیہ السلام کی عصمت دے دو۔ الغرض تمام نبیوں کے مبارک اور برگزیدہ اخلاق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنگ دو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ابر ہٹ گیا، آپ مجھے نظر آنے لگے۔ آپؐ کے چہرے کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی سی اور جسم کی خوشبو مشک کی سی تھی۔'' اس قسم کے بہت سے اور بھی واقعات ہیں جو تاریخی کتب میں موجود ہیں۔

امام بوصیریؒ نے طیب العصر (پاکیزہ عنصر) کا لفظ استعمال کر کے ایک بڑی حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ انسانی زندگی عناصر اربعہ (خاک، آب، باد وآتش) کا مجموعہ ہے۔ کسی میں عنصر خاکی غالب ہوتا ہے تو کسی میں عنصر ناری۔ طیب العصر وہی انسان ہوتا ہے جس میں چاروں عناصر اعتدال کے ساتھ ہوں۔ آپؐ کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی حد اعتدال سے متجاوز نہیں ملے گا۔ آپ کی ذات میں عناصر کی ترکیب اعتدال کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جبین انور چومتے ہوئے عرض کیا تھا: طبت حیاً و میتاً کہ آپ کی حیات وموت کتنی پاکیزہ وعمدہ ہے۔

رحلت کے وقت کوئی علامت موت کی نہیں تھی۔ بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جسم مبارک پر نور برستا تھا۔ غسل کے وقت جب بدن مبارک سے لباس اُتارنے لگے تو آواز آئی کہ نبی اللہ کے بدن کو ننگا مت کرو۔ اسی قمیص

میں غسل دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے بوقت غسل حضورؐ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو سونگھی کہ اُس سے پہلے وہ خوشبو مجھے کبھی میسر نہ آئی تھی۔

جابرؓ بن سمرہ سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے رخساروں پر پھیرا' پس مجھے اس کی ایسی پاکیزہ خوشبو پہنچی کہ اب تک میں نے اس قسم کی خوشبو عطر فروشوں کی دکانوں پر بھی نہیں سونگھی اور جب آپؐ کسی راستہ پر گزر جاتے تھے تو چالیس روز تک اس راستہ میں خوشبو پھیلی رہتی تھی۔

یا طیب مبتدأ منه و مختتم فرما کر عجیب انداز میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے فضائل کو واضح کیا گیا ہے۔

اللہ کے نیک اور مقبول بندے ہمیشہ اس بات کی تمنا اور آرزو کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں حرمین شریفین یعنی آنحضور ﷺ کے مقام پیدائش اور مقام وصال میں مرنا نصیب فرمائے۔ اسی خواہش کو علامہ اقبالؒ نے کس خوب انداز سے ظاہر کیا ہے:

اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی
ہم موت ڈھونڈتے ہیں زمین حجاز میں

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مکہ و مدینہ شرف وعظمت کے لحاظ سے دنیا کے تمام مقامات سے بہتر ہیں۔

قرآن حکیم میں بہت سی آیات ایسی ہیں جو مکہ معظمہ کی فضیلت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکہ سب سے بہتر اور پسندیدہ شہر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا کہ زمین پر سب سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب ترین شہر مکہ ہے۔ آنحضورؐ فرماتے تھے: ''خدا کی قسم اے زمین مکہ! تو خدا کی زمین میں سب سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب ترین جگہ ہے۔ اگر مجھ کو یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں یہاں سے نہ نکلتا۔''

شہر مدینہ کی اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جسد اطہر اس مقدس سرزمین میں مدفون ہے۔ اسی لئے بعض علماء نے لکھا ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو جسد اطہر سے ملحق ہے بہت ہی افضل و اعلیٰ ہے۔ قبر اطہر کعبہ محترم سے بھی افضل ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے: آنحضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ''مدینہ پاک جگہ ہے اور گناہوں کی کدورت کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسا کہ بھٹی چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔''

اس شعر کو چاندی کے تعویذ میں بچے کے گلے میں ڈلنا اس کو سعادت مند کرتا ہے۔

شعر......61

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ ‌ قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

اہل فرس آں روز دانستند کایشاں را نمود ‌ بعد ازیں درد و ملال و خواری و رنج و نقم

اہل فارس ان کی آمد پر لرز اُٹھے تمام ‌ اور عذاب منتقم سے ڈر گئے اہل عجم

اہل فارس دیاں جاتا آہا جس دن حضرت جمے ‌ اہل مجوسی ڈر اس دے تھیں ڈگ ڈگ پوسن لمے

It was a day from which the Persians discovered that they were warned with the approach of misfortune and punishment.

حل لغات:

یوم...... وہ ایک دن ہے' اُس دن۔
تفرس...... فراست سے جان لیا (فعل ماضی فراسه سے — الفرس — اہل فارس (فعل تفرس کا فاعل ہے)۔
فیه...... اس دن میں۔
انهم...... تحقیق (بے شک) وہ۔
قد انذروا...... وہ ڈرائے گئے ہیں (باب افعال یعنی انذار سے ماضی مجہول صیغہ جمع غائب)۔
ب...... ساتھ۔
حلول...... نازل ہونا' اچانک آ پڑتا۔
بوس...... مصیبت' عذاب۔
نقم...... عذاب' سزا' انتقام (نقمه کی جمع ہے) عقوبت۔

ترجمہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا دن وہ دن تھا جب اہل فارس (ایران) نے اپنی فراست سے سمجھ لیا کہ وہ سزا اور خوف کے نزول کے باعث ڈرائے گئے۔

تشریح:

اہل فارس کو بطریق فراست اپنے علماء اور اکابر سے معلوم ہوگیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا وقت آ چکا ہے۔ وہ ایسی خوفناک علامات دیکھ چکے تھے کہ ان کی سلطنت اب ختم ہو جائے گی۔

یوم تفرس میں یوم بدل ہے مولد سے اور یہاں یوم سے مراد وہ صبح ہے جس میں حضور ﷺ جلوہ آرائے عالم ہوئے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ سے سوال ہوا کہ ہر پیر کو حضورؐ روزہ کیوں رکھتے ہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں ہماری ولادت ہوئی تو معلوم ہوا کہ یوم سے مراد نہار یوم ہے۔ اس لئے کہ حضورؐ کی ولادت نہار دوشنبہ کو ہوئی تو امام بوصیریؒ نے جو یوم استعمال کیا وہ محاورے کے مطابق استعال کیا ہے۔ اسی طرح دوسری حدیث حضرت ابن عباسؓ سے ہے' فرماتے ہیں: ''حضورؐ کی ولادت پیر کو ہوئی اور حضورؐ پر اظہار نبوت اُسی دن ہوا۔ حضورؐ نے ہجرت بھی اسی دن فرمائی۔ مدینہ میں داخلہ بھی پیر کے روز ہوا۔ مکہ بھی پیر کو فتح ہوا۔ سورۃ مائدہ بھی پیر کے دن نازل ہوئی اور قبر مبارک میں بھی پیر کے روز آرام فرما ہوئے۔''

جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی اس رات بادشاہ فارس ساسان (نوشیرواں عادل بن قباء) نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ اپنے ملک کے تمام منجموں اور کاہنوں کو بلا کر کہا کہ میں نے ایک خوفناک خواب

دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا' بیان کریں ہم اس کی تعبیر دیں گے۔ اُس نے کہا کہ خواب کے بیان کرنے پر تعبیر مجھے مطمئن نہیں کر سکتی۔ تم لوگ بتاؤ کہ میں نے کیا خواب دیکھا اور اس کی کیا تعبیر ہے؟ سب عاجز آ گئے۔ ایک امیر مسیحؑ بہ عبدالمسیح نے جو بادشاہ کے مقربین میں تھا' کہا کہ میں سطیح منجم کے پاس جو بحرین میں رہتا ہے' جاتا ہوں۔ یہ شخص سال بھر میں ایک دن نکلتا ہے اور سال آئندہ کے کل حالات لوگوں کو لکھواتا ہے۔ عبدالمسیح بحرین میں پہنچا۔ جب سطیح باہر نکلا تو اُس نے سب سے پہلے نوشیروان کے خواب کو بیان کیا اور کہا کہ نوشیروان نے حیرتناک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ عربی گھوڑے فارس میں داخل ہو گئے ہیں اور انہوں نے عراقی اونٹوں کو بھگا دیا ہے۔ یہ علامت ولادت نبی عربی ہاشمی کی ہے جن کا نام محمد ﷺ ہے۔ وہ اولادِ خلیل میں سب سے افضل ہیں۔ ان کی تعریف توریت اور انجیل میں ہے' پیدا ہو گئے ہیں۔ عربی گھوڑوں سے مراد ان کے اصحابؓ ہیں اور عراقی اونٹوں سے مراد اہل فارس۔ اہل عرب فارس کو فتح کریں گے اور آل ساسان سے حکومت چھین لیں گے۔ یہ کہہ کر سطیح رو پڑا اور کہنے لگا میری عمر کے دن تھوڑے باقی ہیں' کاش میری عمر وفا کرتی تا کہ میں بھی اس صادق نبی ﷺ کو دیکھتا۔ قوم کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے سطیح کو قتل کر دیا۔

شعر......62

وَ بَاتَ اَیْوَانُ کِسْریٰ وَ هُوَ مُنْصَدِعٌ   کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْریٰ غَیْرَ مُلْتَئِمِ

طاق کسریٰ شد خراب و کنگر کسریٰ شکست   در شکست احوال کفار و دگر نامد بہم
کنگرے ایوان کسریٰ کے یکایک گر گئے   گویا اس کے ہو گئے سب منتشر حشم و قدم
جس دن جنم لیا سی حضرت روشن بدر منیراں   کنگرے محل نوشیرواں ڈگے روندے سنے امیراں

And the palace of Kisra was affected with rents in its walls, just as his army was scattered up not to unite again.

حل لغات:

وبات...... اور ہو گیا (حرف مشبہ بالفعل) ایوان کسریٰ: خسرو کا محل۔ الایوان ہر اس مسقف (چھت والی) عمارت کو کہتے ہیں جس کے سامنے کی جانب دیوار نہ ہو۔ (خسرو یا کسریٰ فارس کے بادشاہوں کا لقب ہے)۔
وھو...... اور وہ۔
متصدعٌ...... گرنے والا' شکستہ (باب انفعال یعنی انصداع سے اسم فاعل) پھٹنے والا۔
ک...... مانند۔
شمل...... گروہ' جمعیت' اجتماع کے بعد متفرق ہونا۔
اصحاب کسریٰ...... کسریٰ کے ساتھی۔

غیر ملتھم...... نہ ملنے والا' نہ جڑنے والا (مادہ لام کے باب افتعال یعنی التیام سے اسم فاعل' التیام کے معنی زخم کا بھرنا' آپس میں چمٹ جانا اور اکٹھا اور متحد ہونا ہے)' آپس میں ملنا' اتفاق۔

لفظی ترجمہ:

اور نوشیرواں کے محل کے کنگرے گر گئے اور وہ پھر نہیں ملنے کے جیسے اس کے یار و مددگار۔

ترجمہ:

(اور) کسریٰ ایران (نوشیرواں) کا محل آنحضرت ﷺ کے ولادت کے دن ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اسی طرح اس کے ساتھیوں کی جمعیت کا شیرازہ ایسا بکھرا کہ پھر اسے کبھی اکٹھا ہونا نصیب نہیں ہوا۔

تشریح:

ایوان کسریٰ رات کو پھٹ گیا جیسے کہ کسریٰ کے ساتھی یعنی لشکر جو منتشر ہونے کے بعد منظم نہ ہو سکا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے دن نوشیروان کا محل پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور اس کی سلطنت کو زوال شروع ہوا اور بہت جلد اسلام کا غلبہ ہو گیا۔

چودہ کنگروں کے گر جانے سے مقصود یہ تھا کہ فارس کی چودہ بادشاہوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ چار برس میں دس بادشاہ ختم ہوئے۔ باقی چار بادشاہ حضرت عمرؓ کی خلافت تک باقی رہے۔ پھر سب کا خاتمہ ہو گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں حضرت سعد بن وقاصؓ نے ایران کو فتح کیا تھا۔ میدان قادسیہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ایرانی حکومت کا چراغ گل ہو گیا۔ اس کے بعد نہ محل کی پھر مرمت ہوئی نہ ساسانیوں کا لشکر پھر جمع ہوا۔

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
عرب میں شور اُٹھا جس وقت اُس کی آمد کا

شعر......63

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ   عَلَیْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَیْنِ مِنْ سَدَمِ

آتش گبراں بمرد از حزن و اندوہ و ملال   چشمہ آب رواں شد خشک در جوئے سدم
ساتھ ہی ٹھنڈے ہوئے ایران کے سب آتش کدے   اور گلزاریں ہوئیں برباد و ویراں ایک دم
اگ تکبر بجھی گبراں لگیو نیں غم دے تکے   جیہڑے چشمے جاری آہے دہشت تھیں سہہ سکے

The flames of his fire subsided from regret for him, while the river had a sleepless eye from excessive grief.

حل لغات:

والنار...... اور آگ (آتش کدۂ ایران)۔

خامدة الانفاس...... ٹھنڈے سانس لینے لگی، آگ کا سرد ہونا۔

خامده...... ٹھنڈے، بجھی ہوئی۔ خمد سے اسم فاعل ہے اور انفاس، نفس کی جمع ہے۔ سانس یہاں مراد آگ کے شعلے)۔

من اسف...... افسوس سے، اندوہگیں ہونا۔

عليه...... اس پر (یا تو اپنے اوپر یا محل کے اوپر)۔

والنهر...... اور نہر (یہاں نہر سے مراد نہر فرات ہے)۔

ساهي العين...... وہ شخص جس کی نظر چوک جائے، غافل۔ اپنے منبع کو بھولنے والی، اپنے بہاؤ کو چھوڑنے والی۔

من سدم...... ایسے غم سے کہ جس میں ندامت شامل ہو، کمال حزن و ندامت سے، اندوہ و پشیمانی۔ سدام کے معنی پانی کے زیادہ عرصہ کھڑے رہ کر متغیر ہو جانا اور کوڑا کرکٹ پڑ کر پانی کا سوکھ جانا بھی ہے۔

لفظی ترجمہ:

اور فارسیوں کی آگ نے ٹھنڈی سانس لی افسوس سے۔ اوپر نوشیرواں کے اور ان کی نہر سوکھ گئی پریشانی سے۔

ترجمہ:

اور آگ اس پرغم کے باعث بجھ گئی اور حیرت سے چشمہ کا پانی ختم ہو گیا۔ آتش کدوں کی آگ آہ سرد کھینچ کر بجھ گئی اور نہر فرات کی آنکھ بسبب شرمندگی غلط بین ہو گئی (اپنی وادی کو چھوڑ کر) دوسری جگہ بہنے لگی یا بحالت سراسیمگی اپنے منبع کو بھول گئی یعنی منبع بہنے سے رُک گیا۔

تشریح:

حضورﷺ کی پیدائش مبارک کے وقت آتش مجوس جو ہزار سال سے بھڑک رہی تھی، ایک آہ سرد بھر کر ٹھنڈی ہو گئی، بجھ گئی۔ اسے بطلان مذہب مجوس کا یقین ہو گیا اور نہر فرات جو کوفہ کے قریب ہے، جس پر نوشیرواں نے پل باندھ کر بڑی عالیشان عمارتیں اور کنیسا اس کے گرد بنوائے تھے، بھی غم ندامت سے ایسی پریشان ہوئی کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر ساوہ اور بحیرہ طبریہ کی گھاٹیوں میں، جو دمشق و عراق کے درمیان ہے، جا پڑی۔ جو علامت تحیر اور سرگردانی کی ہے۔

شعر......64

وَسَآءَ سَادَةُ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا ۔۔۔ وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حَيْنَ ظَمِ

ساوہ غمگیں شد چو گشتش آب در دریا چہ خشک ۔۔۔ تشنگاں زو بازگشتند جملگے در درد و غم

نہر ساوہ خشک ہو کر بن گئی بنجر مہیب ۔۔۔ اور پیاسے مشربوں سے لوٹ آئے خشک فم

اہل فارس کل غمگیں ہوئے سُک گیوں نیں پانی ۔۔۔ پھرتہائے مڑ مڑ آئے پکڑیے درد حیرانی

Sawah was troubled with the subsidence of the water of its lake, while every one, who went there thirsty, had to return angry with the disappointment.

حل لغات:

و...... اور۔

سآء...... غمگین ہو گیا، غمگین کر دیا۔

ساوه...... شہر ساوہ والے، اہل ساوہ۔ ساوہ ایک شہر کا نام ہے۔

غاصت...... خشک ہو گیا، غائب ہو گیا۔

بحيرتها...... اہل ساوہ کا بحیرہ (غاصت کا فاعل ہے)۔

رُد...... لوٹا دیا گیا (فعل ماضی مجہول)۔

واردها...... بحیرہ کی طرف آنے والا (ورود سے اسم فاعل)۔

بالغيظ...... غصہ سے، غصہ کے ساتھ۔

حين...... جب کہ۔

ظم...... وہ پیاسا تھا۔

لفظی ترجمہ:

اور غمگین کیا ساوہ کو کہ اس کا پانی سوکھ گیا اور اُس پر سے پیاسے پھر گئے غصہ کرتے ہوئے۔

ترجمہ:

اہل ساوہ کو اس وجہ سے بڑا غم ہوا کہ ان کا نالہ — بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا ہے اور اس کی گھاٹ پر ہر آنے والا تشنہ اور خشمگیں واپس کیا گیا۔

تشریح:

بحیرہ ساوہ ہمدان اور قم کے درمیان چھ میل لمبا اور چھ میل چوڑا ایک بحیرہ تھا کہ جس پر شرک کی گھاٹ تھی۔

اس میں کشتیاں چلتی تھیں۔ تمام مجوس اس مقام کو متبرک خیال کرتے اور آگ وغیرہ پوجتے تھے۔ آنحضور ﷺ کی ولادت کے موقع پر یہاں کا پانی خشک ہوگیا جو لوگ پیاس کی حالت میں وہاں پانی لانے یا پینے کے لئے جایا کرتے تھے وہ ناکام واپس ہوئے۔ اس کے خشک ہونے سے کفار کی پرستش گاہیں بے رونق ہوگئیں۔

شعر......65

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَآءِ مِنْ بَلَلٍ — خُزْنًا وَّ بِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٍ

گویا بر جائے آتش آب بودے سرد و تر — از غم و برجائے آب آتش بدے سوزان و گرم

آگ سرد ایسی ہوئی جیسے کہ جلتی ہی نہ تھی — اور پانی اُڑ گیا بن کر بخار ایسا کہ دم

نال ظہورے نور محمدؐ اگوں پانی ہویا — غم تھیں پانی اگے وانگوں سوزاں ہو کھلویا

As if the fire was struck with the moisture of the water out of grief, while the water was affected by the blazing of the fire.

حل لغات:

کان...... گویا۔

بالنار...... آگ کے ساتھ، آگ نے (وہ حالت ہوگئی)۔

ما بالمآء...... جو پانی کی ہوتی ہے۔

من بللٍ...... تری سے (بلل تری، رطوبت، نمی)۔

حزناً...... غم ناک ہو کر، غم میں۔

وبالماء...... اور پانی نے۔

ما بالنار...... جو آگ کی ہوتی ہے، آگ سے۔

من ضرم...... شعلہ زنی سے، سوزش، حرارت حاصل کی۔

ترجمہ:

گویا آگ غم سے پانی ہوگئی جیسے پانی تر ہوتا ہے اور پانی غم سے ایسا بھڑکا کہ آگ یعنی خشک ہوگئی جیسے سوکھی مٹی۔

تشریح:

گویا (آتش کدۂ ایران کی) آگ غم کے مارے پانی ہوگئی جیسے کہ پانی تر ہوتا ہے اور (بحیرہ ساوہ کا) پانی غم سے ایسا شعلہ زن ہوا کہ آگ بن گیا یعنی جل کر بالکل خشک ہوگیا تا کہ یہ انقلاب اس امر پر دلالت کرے کہ ولادت شریف سے انقلاب کلی ادیان باطلہ میں ہو جائے گا۔

شعر......66

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ — وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًى وَّ مِنْ كَلِمٍ

لشکر شیطاں فغاں کردہ ز اندوہ تمام — نور حق تاباں ز معنیٰ و کلم شد دمبدم

اور جنوں میں پڑی ہلچل کہ ان انوار سے — نور حق ہو کر رہے گا ظاہر و باطن اتم

اچے سد کیتے سن جناں نال اندوہ تمامی — نور ظہور ہویا سی جس دن حضرت احمد نامی

While the genii were shouting and lights were glistening, and truth was displaying itself both literally and metaphorically.

حل لغات:

جن...... ناری یا آتشیں مخلوق جو عموماً نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔ جن کے معنی پوشیدگی کے ہیں۔

تھتف...... آواز دے رہے ہیں، دیتے ہیں مگر نظر نہیں آتے (مادہ ھتف سے فعل مضارع)۔

والانوار...... اور نور، روشنی (انوار، نور کی جمع ہے)۔

ساطعةٌ...... ظہور، چمکنے والے ہیں، چمک رہے ہیں۔ (سطوع سے اسم فاعل)۔

والحق...... اور حق وصداقت۔

یظهر...... ظاہر ہوتا ہے (ظہر سے فعل مضارع)۔

معنیٍ...... امور باطنیہ سے۔

من کلم...... کلموں سے، امور ظاہرہ سے، حضور ﷺ کے ارشادات سے۔

ترجمہ:

اور جن آوازیں دے رہے تھے جب کہ انوار پھیلے ہوئے تھے اور حق معنی اور کلام سے ظاہر ہو رہا تھا۔

تشریح:

(آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت) جنات آوازیں دیتے تھے اور انوار بلند (ظاہر و باہر) ہوتے تھے، اس طرح امور ظاہرہ و باطنیہ یعنی جنات کی صدائیں اور انوار ظہور حق (ولادت و بعثت پیغمبر آخر الزمان) کی نشاندہی کرتے تھے۔ غیب کی ان آوازوں کو کئی آدمیوں نے سنا۔

مواہب اور شفا میں آیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ہوا اس دن ایک ایسا نور چمکا کہ شام کے محلات صاف طور پر دکھائی دیتے تھے۔ اس نور کے ظہور کے وقت انوار دنیا پر اس طرح ظاہر ہوئے کہ روم اور شام کے محلات روشن ہو گئے۔

مروی ہے کہ لوگوں نے ابوقبیس اور حجون پہاڑ سے اس درمکنون کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ محترمہ

حضرت آمنہؓ نے آپ کی مدح میں جنوں کی اصوات سنیں۔ کسی نے ان کو نہیں دیکھا۔

اُم عثمان بن ابی الیاس سے منقول ہے' فرماتی ہیں: ''میں حضورﷺ کی ولادت کی رات حاضر تھی' تو میں نے دیکھا کہ انوار تمام لوگوں اور شہروں (ملکوں) پر چھائے ہوئے ہیں۔'' صفیہ بنت عبدالمطلب کہتی ہیں کہ میں نے ایسا نور دیکھا جو دیئے کی روشنی پر غالب تھا۔

بعض نے کہا کہ جنوں کی آواز (شور) سے مراد یہ ہے جو انہوں نے کاہنوں کو خبر دی کہ عنقریب واضح اور پھیلنے والے انوار کی جلو میں ایک صاحب نبوت پیدا ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ آپ کی حقیقت آپ کی صورت اور معنی سے ظاہر ہوتی ہے یا حضورﷺ کے ظاہر و باطن سے یا امور معقولہ محسوسہ سے یا قرآن کے معانی اور الفاظ سے آپؐ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

شعر 67

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ — تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

کور و کر گشتند نشنیدند بشارت از خدا — ہم ندیدند برق بیم از غایت رنج و الم

اندھے اور بہرے ہوئے اعلان حق سے سربسر — نور آنکھوں سے گیا اور کان بھی ٹھہرے اصم

انھے ڈورے ہوئے کافر سنن بشارت ناہیں — نور محمدؐ ڈٹھو ناہیں غم تھیں روون ڈھائیں

They were blind and they were deaf; the explicit good tidings of his birth were not heard, and the lightning of warning was not seen by them;

حل لغات:

عموا...... اندھے ہوگئے (عمی سے فعل ماضی جمع مذکر غائب)۔

صموا...... بہرے ہوگئے (صمم سے فعل ماضی جمع مذکر غائب)۔

اعلان البشائر...... بشارتوں (خوشخبریوں) کا اعلان (بشائر جمع ہے بشارۃ کی)۔

لم تسمع...... انہوں نے ہرگز نہیں سنا (نفی حجد بلم بمعنی نفی ماضی) ہرگز نہ سن سکے۔

بارقۃ...... وہ بادل کہ جس میں بجلی ہو یا اور کوئی چیز چمکنے والی جیسے تلوار۔

انذار...... ڈرانا (نذر سے افعال کے وزن پر مصدر)۔

بارقۃ الانذار...... ڈرانے والی بجلیاں۔

لم تشم...... نہیں محسوس کیں' نہ دیکھیں (یہ لفظ شیم سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کسی روشن چیز کو دیکھنا۔ شَمّ سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی ہیں سونگھنا)۔

ترجمہ:

کفار (گویا) اندھے اور بہرے ہوگئے اور انہوں نے نہ تو خوشخبریوں کے اعلان سنے اور نہ ہی ڈرانے والی بجلیاں دیکھ سکے۔ (نہ غضب الٰہی کی بجلی یا اسلام کی تلوار انہیں نظر آتی تھی)۔

تشریح:

آنحضورﷺ کی ولادت با سعادت اور بعثت کے اعلان اور آنے والے طوفان سے ڈرانے والی بجلیوں کی کڑک سے کفار و مشرکین اندھے بہرے ہوگئے۔ حالانکہ اس اعلان بشارت اور صاعقہ انذار کو آسمان نے بھی محسوس کیا' کائنات کے ذرّے ذرّے نے سنا اور دیکھا۔ دریا خشک ہوگئے' آتش کدے بجھ گئے' پتھر سجدہ ریز ہوگئے۔ بوجہ ضلالت منکرین کی قوت سمع و بصر زائل ہوگئی۔ نہ انہوں نے یہ بشارت قدوم شریف سنی اور نہ برق غضب الٰہی دیکھی۔ **فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا**

خاصیت:

اس شعر کا تعویذ لکھ کر صندوق میں رکھنا مال کو غیروں کے دستبرد سے محفوظ رکھتا ہے۔ (حسن الجرد ص 104)

شعر 68

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ — بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

پس ازاں کا خبار ایشاں کردہ بودند کاہناں — آنکہ دین شاں کژ است و نیست خواہد گشت ہم

کاہنوں نے دی خبر کہ اب نہیں باقی رہا — دین و مذہب جو ہمارا چل رہا تھا بے سقم

نجومیاں تھیں خبراں سن کے کافر ہوئے ڈورے — دین محمدؐ دائم رہسی دین اساڈا اورے

After that the soothsayer had informed the people that their crooked creed would stand no longer;

حل لغات:

من بعد...... اس کے بعد کہ۔

اخبر...... خبر دی' باخبر کیا (فعل ماضی واحد مذکر غائب)۔

الاقوام...... قوموں کو (اقوام' قوم کی جمع ہے' فعل اخبر کا مفعول ہے)۔

کاھنھم...... اُن کے کاہن نے (یہ فعل اخبر کا فاعل ہے)۔ کاھن: منجّم' فال گو' نجومی کہ جن کو جنات اور شیاطین کے ذریعے کچھ باتیں معلوم ہو جاتی تھیں اور کچھ اپنی طرف سے قیاسات ملا کر خبر دیا کرتے تھے۔

بان...... اس امر کی۔

دینھم...... کہ ان کا دین۔ دین: مذہب۔

المعوج...... کج ٹیڑھا، ناراست، باطل۔

لم یقم...... قائم نہیں رہ سکتا، سیدھا نہیں ہوسکتا، ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔

ترجمہ وتشریح:

(وہ اندھے بہرے ہو گئے اور دعوت حق کو قبول نہ کیا) حالانکہ بعد اس کے کہ ان کے کاہنوں نے انہیں باخبر کر دیا تھا کہ ان کا دین کج (غلط) ہے اور وہ سیدھا نہ ہو گا۔ (اب دین قیم کے مقابلے میں) ہرگز قائم رہنے والا نہیں ہے، غیر قائم ہے۔

ہر ملک میں حضرت ﷺ کی ولادت کے وقت عجائبات ظہور میں آئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

مواہب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی منجم مکہ میں آ کر رہا۔ ایک دن کہنے لگا کہ اے قریش! کیا شب گزشتہ کوئی لڑکا کسی کے گھر پیدا ہوا ہے؟ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی نے کہا کہ آؤ چل کر دیکھیں کہ اس کی پیٹھ پر ایک علامت ہو گی۔ قریش نے اس یہودی کے ساتھ جا کر دیکھا تو آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک چمکتا ہوا نشان تھا۔ یہ دیکھ کر یہودی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہا کہ آج نبوت بنی اسرائیل سے قریش میں منتقل ہو گئی۔ اس کا دین مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔ اس قسم کی اور بھی کئی ایک روایات ہیں۔

شعر......69

وَ بَعْدَ مَا عَايَنُوا فِي الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ	مُنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ صَنَمٍ
دیدہ بودند ز آسماں آتش بزیر افتادہ بود	در زمیں ہم سرنگوں از خواری افتادہ صنم
اور جب دیکھے ستارے آسماں سے ٹوٹتے	منہ کے بل سب گر گئے کعبے میں تھے جتنے صنم
بعد تولد ختم نبیاں بت گبراں ہور تارے	اُتے زمیں ڈگے سر اُلٹے دہشت سیتی سارے

And after that they had witnessed shooting stars on the horizon, falling, just as idols were falling on the earth;

حل لغات:

وبعدما...... اور بعد اس کے کہ۔

عاینو...... انہوں نے اچھی طرح دیکھا (معائنہ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب)۔

فی الافق...... اُفق آسمان میں، آسمان کا کنارہ۔

من شھب...... جمع شہاب، شعلہ آتش، شعلوں میں سے کچھ شعلے، کچھ شہاب ثاقب۔

منقضۃ...... گرنے والے ہیں، نیچے گرنا، ستارہ کا ٹوٹنا (انقض سے اسم فاعل انقض، شاہین کا تیزی سے نیچے اُترنا)۔

وفق...... اسی کے موافق۔

فی الارض...... زمین پر۔

صنم...... بت۔

ترجمہ:

(وہ اندھے و بہرے ہو گئے) بعد اس کے کہ وہ اُفق آسمان میں شہاب ثاقب گرتے ہوئے دیکھ چکے تھے اور اسی کے موافق انہوں نے زمین پر بتوں کو گرا ہوا (اوندھے منہ گرتے) پا چکے تھے۔

(انہوں نے آسمان سے ستاروں کو اس طرح گرتے دیکھا جس طرح کہ زمین پر بت اوندھے گر رہے تھے) مگر پھر بھی ایمان نہ لائے۔

تشریح:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے بعد جنات کو حکم نہیں ہے کہ وہ آسمانی راز معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جب وہ آسمان کے قریب جاتے ہیں تو ان پر شعلہ ہائے آتشیں پھینکے جاتے ہیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شب ولادت میں بے شمار ستارے ٹوٹے تھے اور کئی بت خانوں کے بت خود بخود گر کر اوندھے ہو گئے۔

آسمان سے شیاطین پر شہاب ثاقب کے تازیانوں کی بارش اس بات کی علامت تھی کہ اب دور نجوم و کہانت کا اختتام اور دور رسالت و توحید کا آغاز ہونے والا ہے۔ اسی طرح روئے زمین پر بتوں کا اوندھے منہ گرنا اس بات کا اعلان تھا کہ بت پرستی کا خاتمہ ہو گا۔ ان علامات کا مشاہدہ قبل از بعثت ہی لوگ کر رہے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی کورچشمی اور ناعاقبت اندیشی زوروں پر رہی۔ حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے کہ شب ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں خانہ کعبہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ بت ہبل جو سب سے بڑا تھا مع دوسرے بتوں کے اوندھا پڑا ہے۔

حضرت سواد بن قاربؓ فرماتے ہیں کہ میں کاہن تھا اور جن مجھے خبریں دیا کرتا تھا۔ ولادت حضورؐ کے وقت اس نے مجھے کہا کہ اب ہم خبر دینے سے قاصر ہیں۔ اب جب ہم آسمان پر جاتے ہیں تو ہم پر شہاب ثاقب پڑتے ہیں۔ لہٰذا اب تو بھی یہ کام چھوڑ اور اُس ہادئ راہ کی تلاش کر جو قبیلہ بنی لوئی بن غالب میں ظاہر ہوا ہے اور مخلوق خدا کو ہدایت کی راہ پر بلاتا ہے اور بت پرستی سے روکتا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ایک دو بار تو پرواہ نہ کی۔ جب اس نے تیسری بار بھی یہی کہا تو میرے دل میں حب اسلام کا جذبہ پیدا ہوا اور میں حضورؐ کی خدمت میں مکہ معظمہ حاضر ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہو گیا۔

صبح ولادت کی صحیح تاریخ میں اختلاف ہے۔ اکثر مؤرخین کے مطابق آپؐ کی پیدائش بروز دوشنبہ 12 ربیع الاوّل قمری سال کے اعتبار سے 1 عام الفیل کو ہوئی۔ شمسی سال کے مطابق یہ تاریخ مارچ / اپریل 570ء میں پڑتی

ہے۔ مصر کے مشہور ہیئت دان فلکی نے دلائل سے بتایا ہے کہ حضورؐ کی ولادت 9 ربیع الاوّل یوم دوشنبہ مطابق 20 اپریل 571ھ میں ہوئی۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینہ میں دوشنبہ کے دن ولادت ہوئی۔

آغاز وظیفہ پیر

شعر......70

حَتّٰی غَدَا عَنْ طَرِيقِ الْوَحْيِ مُنْهَزِمٌ　　مِنَ الشَّيَاطِيْنِ يَقْفُوا اِثْرَ مُنْهَزِمِ

از طریق وحی دیواں جملہ آوارہ شدند　　دل شکستہ از پے ہم میرسیدند از ہزم
جن و شیطاں آسماں کی خلوتوں سے بھاگ کر　　چھپتے پھرتے تھے پہاڑوں میں کہ ہو جائیں بھسم
انبروں نٹھیاں سی شیطاناں رات ولادت سرور　　پچھوں سبھ شیطانی نٹھے بھاہ پیانے سر پر

Until the devils fled one after another away from the track of the descent of the Revelation from heaven.

حل لغات:

حتی غدا...... یہاں تک کہ پھر گئے۔
عن طریق الوحی...... وحی کے راستے سے۔
منہزم...... بھاگنے والا (انہزام سے اسم فاعل)۔
من الشیاطین...... شیاطین میں سے۔
یقفوا...... ایک دوسرے کے پیچھے، ایک پر ایک گرتے۔
اثر...... قدم پر، پیچھے، عقب۔

ترجمہ:

(شہاب ثاقب کی مار پڑنے کی وجہ سے) شیاطین وحی کے راستے سے ایک دوسرے کے پیچھے دم دبا کر بھاگنے لگے۔ (شہب یہاں تلک شیاطین پر برسے کہ تمام شیاطین وحی کی راہ یعنی ابواب آسمان سے ایسے حال میں بھاگے کہ ایک دوسرے کے پیچھے تھے۔)

تشریح:

آنحضرت ﷺ کی ولادت سے پہلے جنات اور شیاطین آسمان کے قریب جا کر خبریں لایا کرتے تھے اور اپنے کاہنوں کو آ سناتے تھے مگر جب مہبط وحی ﷺ کا ظہور ہوا تو یہ جنات اور شیاطین روک دیئے گئے اور پھر جو وہاں جانے کا قصد کرتا اس کو تواضع شہاب ثاقب سے ہوتی۔ یہ شہاب جس شیطان کو لگ جاتا ہے وہ تو ہلاک ہو

جاتا ہے اور جو زخمی ہوتا ہے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے جس کو اُردو میں چھلاوہ کہتے ہیں۔

شعر......71

كَاَنَّهُمْ هَرَبًا اَبْطَالُ اَبْرَهَةٍ　　اَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصٰى مِنْ رَّاحَتَيْهِ رُمِ

چوں دلیران یمن بودند گویا در گریز　　یا چو آں لشکر کہ از خاک کفش گشتند گم
ابرہہ کے فیل بانوں کو ہوئی گویا شکست　　بھاگتا تھا لشکر ابلیس جب ہوتا تھا رم
ابرہ دیاں پہلواناں وانگوں نٹھے سبھ شیطانی　　یا جیوں لشکر مکیوں بھنا کنکریاں تھیں جانی

In their flight they seemed as if they were the brave warriors of Abrahah, or an army put to flight when shot with pebbles from his hands;

حل لغات:

کانھم...... گویا کہ وہ شیاطین۔
ھرباً...... بھاگنے کی حالت میں، ان کا بھاگنا۔
ابطال ابرھہ...... ابرہہ کے بہادر جنگجو لڑنے والے بہادر۔
ابرھہ...... ملک یمن کے بادشاہ کا نام ہے کہ جس نے خانہ کعبہ کو گرانے کا قصد کیا تھا مگر ناکامی ہوئی اور بھاگتے بنی۔ یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی ولادت سے تھوڑا عرصہ پہلے ہوا۔ اس واقعہ سے ہی عام الفیل کا سن شروع ہوا۔
او...... یا۔
عسکرٍ...... وہ لشکر۔
بالحصٰی...... کنکریوں کے ساتھ، جو اُن کنکریوں سے ہلاک ہوا۔
من راحتیہ...... آپ کی دونوں ہتھیلیوں سے (تثنیہ کا نون مضاف کی وجہ سے گر گیا)۔
رُمی...... پھینکی گئیں، ماری گئیں (رمی، یرمی سے فعل ماضی مجہول)۔

ترجمہ:

گویا شیاطین اس طرح بھاگ رہے تھے کہ جس طرح ابرہہ کا لشکر بھاگا تھا یا اُس لشکر قریش کہ جس پر آپ نے کنکرے مارے تھے۔ (آنحضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں سے کنکریاں پھینکی گئی تھیں۔)

تشریح:

شیاطین پر جب آسمان سے شہاب پھینکے جاتے اور نچلی زمین کی طرف بھاگ رہے ہوتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا کہ گویا وہ ابرہہ کے بہادر ہیں۔ جب پرندوں نے ان پر پتھر کی کنکریاں پھینکیں۔ جب وہ ہاتھیوں کے ساتھ حملہ

کرنے لگے تھے تو وہ بھاگ گئے یا پھر بدر یا حنین کے مقام پر کفار کے لشکر کی مانند ہیں کہ جب ان پر کنکریاں حضورؐ کی مبارک ہتھیلیوں سے پھینکی گئیں تو وہ شکست کھا گئے۔ رُمی فعل کے مجہول ہونے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے: **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** (جب آپؐ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ آپؐ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔)

پہلا مصرع ''اصحاب فیل'' کی طرف اشارہ ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ یمن کے بادشاہ ابرہہ نے صنعاء میں ایک گرجا تعمیر کرایا تا کہ حاجیوں کو (بیت اللہ سے) پھیر کر اس کی طرف متوجہ کرے۔ اس نے ایک عظیم لشکر اور لاتعداد فوج کے ساتھ مکہ کی طرف پیش قدمی کی۔ تو پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ اپنی چونچوں اور پنجوں میں سنگریزے لئے ہوئے آئے اور اس لشکر پر سنگریزوں کی بارش کر دی جس پر بھی یہ کنکر گرتے اس کا جسم گلنا شروع ہو جاتا۔ ابرہہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرنے لگا۔ ان لوگوں نے یمن کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ یہ لوگ گر گر کر مرتے رہے اور کھائے ہوئے بھس کی طرح ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اس کی طرف اشارہ ہے: **الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل** (کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا سلوک کیا۔) یہ واقعہ اتنا اہم تھا کہ جس سال پیش آیا اہل عرب اس کو عام الفیل کہنے لگے۔ اسی سال آنحضورﷺ کی ولادت مبارک ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ آپؐ کی ولادت واقعہ فیل کے پچپن دن بعد ہوئی۔

دوسرے مصرع میں اشارہ ہے: امام بخاری کی روایت کے مطابق غزوہ بدر کی طرف ہے اور امام مسلم کی روایت کے مطابق غزوہ حنین کی طرف ہے۔ اس کا مختصر قصہ یوں ہے کہ جب لشکر کفار پوری جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ آپؐ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور فرمایا: **شاهت الوجوه** (چہرے بدصورت ہو جائیں) اور کافروں کے چہروں کی طرف پھینکا۔ یہ ہزاروں کی آنکھوں میں پڑی اور وہ آنکھیں ملتے ملتے فرار ہو گئے۔ یہ واقعہ حضورؐ کے معجزات میں سے ہے۔ اس معجزے کی نسبت کلام اللہ شریف میں آیا ہے:

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (انفال)

عصام الدین نے کہا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ آپؐ نے کنکریوں کی مٹھی لی تھی اور اس شعر سے بھی کنکریوں کا مفہوم حاصل ہوتا ہے۔

شاعر نے جو ''راحۃ'' (ہتھیلی) کو تثنیہ استعمال کیا ہے وہ باعتبار دو غزوات میں دو واقعات کے ہے۔

خاصیت:

اگر جنگل میں خطرہ لاحق ہو تو اس شعر کو سات دفعہ پڑھے اور اپنے گرد زمین پر لکیر کھینچے درندہ حملہ نہیں کر سکتا۔

شعر 72

نَبَذًا بِهٖ بَعْدَ تَسْبِيحٍ بِبَطْنِهِمَا — نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَاءِ مُلْتَقِمِ

او فگنده از پئے تسبیح در دست رسول — مثل تسبیحے کہ یونس را بیفگند از شکم

جس طرح یونس مسبح بطن ماہی میں رہے — سنگ ریزے دست اقدس میں مسبح دمبدم

انج سنگریزے سٹے حضرت پڑھ تسبیح دو کف تھیں — جیویں مہتر یونس مچھی پیٹوں خبر سلف تھیں

Which he threw after their praying in his hands, just as fonas, when he praised God, was thrown out from the stomach of the swallowing fish.

حل لغات:

نبذا...... پھینکنا ان کا۔

تسبیح...... سبحان اللہ کہنا' ہم مسلمانوں کے ہاں منکوں کی مالا کو تسبیح اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس پر 33 بار سبحان اللہ' 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر کی تسبیح فاطمہؓ پڑھی جاتی ہے۔

بطنهما...... دونوں ہتھیلیوں کے اندر۔

المسبح...... تسبیح کرنے والا (تسبیح سے اسم فاعل) یعنی حضرت یونس علیہ السلام۔

من احشاء...... انتڑیوں سے' پیٹ سے' جوف بطن سے پھینکا۔

ملتقم...... لقمہ کرنے والی' نگلنے والی' نگل جانے کے بعد (التقام سے اسم فاعل)۔

ترجمہ:

آپؐ نے کنکریوں کو اپنی ہتھیلیوں سے تسبیح کے بعد پھینکا جیسا کہ تسبیح کہنے والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا گیا تھا۔

تشریح:

روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر ایک مٹھی سنگریزوں کی اٹھائی' جو آپؐ کے ہاتھ میں تسبیح کہتے تھے۔ تسبیح اس قدر بلند آواز سے تھی کہ بعض صحابہ کرامؓ نے سنی۔ آپؐ نے کنکریوں کو ایسے پھینکا جیسے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے نگلنے کے بعد اس کے پیٹ سے باہر پھینکا گیا جبکہ انہوں نے ہی تسبیح کہی تھی:

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

(تیرے سوا کوئی معبود نہیں بیشک میں ظالموں میں ہوں۔)

حضرت یونس علیہ السلام شہر نینوا میں جو موصل کے متصل تھا' مبعوث ہوئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا مگر وہ آپؐ پر ایمان نہ لائے۔ آخرکار آپ نے اُن کو عذاب الٰہی کے آنے کی اطلاع دی۔ جب عذاب میں تاخیر

ہوئی تو آپ اپنی قوم سے چھپ کر نکل آئے۔ راستہ میں حضرتؑ کے ایک لڑکے کو بھیڑیا لے گیا اور دوسرا ڈوب گیا۔ بیوی کہیں راستہ بھول گئی۔ آپ سخت غمگین ہوئے۔ سمندر کے کنارے پر پہنچ کر ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ وہ کشتی چلنے سے ٹھہر گئی۔ ملاحوں نے کہا کہ اس کشتی میں کوئی غلام ہے جو اپنے مالک سے فرار ہو کر آیا ہے۔ جب تک وہ کشتی سے نہ اُترے گا' یہ نہیں چلے گی۔ قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا۔ تین دفعہ قرعہ اندازی ہوئی ہر دفعہ یونس علیہ السلام کے نام پر قرعہ نکلتا۔ آپ نے فرمایا: وہ بھاگا ہوا غلام میں ہی ہوں اور سمندر میں کود پڑے۔ ایک مچھلی آپ کو نگل گئی (یہ قصہ سورہ صافات میں مذکور ہے)۔ چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رہے اور تسبیح پڑھتے رہے۔ اُس کی برکت سے مچھلی نے انہیں اُگل دیا۔ دونوں بیٹے بھی مل گئے جو بیٹا غرق ہوا تھا اس کو ماہی گیر نے پکڑ لیا اور جس بیٹے کو بھیڑیا لے گیا تھا' وہ ایک شخص کو بکریاں چراتا ہوا مل گیا۔ بیوی جو گم ہوئی تھی وہ بھی آپ کو مل گئی۔ ان کی قوم ان کو دیکھ کر خوش ہو گئی اور عرصہ تک اپنی قوم میں امر و نہی فرماتے رہے۔

افادہ:

حضرت یونس ذوالنون علیہ السلام کی تسبیح لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ہے۔ یہ بڑی عظمت وجلال والی دعا ہے اور اسے آیہ کریمہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

خاصیت:

یہ شعر پانچ سنگریزوں پر پڑھ کر دشمن کی طرف پھینکنا بشرطیکہ وہ بے دین ہو' اس کے ناجائز حملہ کو روکتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِی مُعْجِزَاتِ النَّبِی ﷺ

فصل پانچویں بیان میں نبی ﷺ کے معجزات کے

شعر......73

جَآءَ تْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً	تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ م بِلَاقَدَمِ
ہم درخت آمد بفرمانش بہ نزد و سجدہ کرد	می دویدے سوئے او دائم بساق بے قدم
ان کی دعوت پر ہوئے سنگ وحجر سب سجدہ ریز	چومتے اشجار جھک کر' با ادب ہو کر قدم
حضرت رُکھ بلائے آہے سجدہ کردے آئے	پنیاں پرنے ڈُگدیاں ڈھیندیاں آ کیتونیں سائے

The trees came at his bidding, prostrating themselves, while they walked towards him on stems without feet.

حل لغات:

جاءت...... آئے (فعل ماضی صیغہ واحد مونث غائب جو کہ جمع مکسر الاشجار کے لئے ہے)۔

الاشجارُ...... درخت (شجر کی جمع ہے اور جاءت کا فاعل ہے)۔

لدعوتہٖ...... آنحضرتؐ کی دعوت پر' آنحضرتؐ کے بلانے پر۔

ساجدۃً...... سجدہ کئے ہوئے' سجدہ کرتے ہوئے' سجدے کی حالت میں۔

تمشی الیہ...... آنحضرتؐ کی طرف چلتے ہوئے (فعل مضارع)۔

علی ساقٍ...... پنڈلیوں پر۔

بلاقدمٍ...... بغیر قدموں کے۔

ترجمہ:

آپؐ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے آپؐ کی طرف اپنے تنا یعنی پنڈلیوں کے بغیر (بلاقدم) چلتے ہوئے حاضر ہوئے۔

تشریح:

اس میں ایک مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ساتھ لے کر قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ وہاں کوئی شے پردہ داری کو نہ تھی۔ دو درخت دور سے نظر آئے' اُن کو حضرتؐ نے بلایا۔ وہ شاخوں کو جھکاتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اُن کی آڑ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قضائے حاجت فرمائی۔ پھر اُن درختوں کو حکم دیا کہ وہ واپس اپنی جگہ پر چلے جائیں اور ایسا واقعہ کئی دفعہ ہوا۔ (یہ حدیث حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔)

دوسری روایت حضرت ہریرہؓ سے ہے کہ ایک اعرابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معجزہ کا طلب گار ہوا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اس درخت کو جا کر کہو کہ تمہیں پیغمبر خدا ﷺ بلاتے ہیں۔ بدوی نے جا کر کہا درخت فی الفور زمین چیرتا ہوا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اعرابی نے کہا کہ آپؐ اس کو حکم دیں کہ پھر اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ چنانچہ وہ حضرت ﷺ کے ارشاد سے پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

اس ایک معجزہ میں چند خارق عادات امور ثابت ہوتے ہیں:

اوّل: نباتات کا فہم وخطاب

دوم: نباتات کی مشی (چال) مثل حیوانات (مثل حیوان کے رفتار)

سوم: شہادۃ رسالت ﷺ از نباتات

شعر 74

كَاَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْراً لِّمَا كَتَبَتْ   فُرُوْعُهَا مِنْ بَدِيْعِ الْخَطِّ فِى اللَّقَمِ

گویا خطے کہ کردند شاخہا بر ہر درخت   می نوشتندے خط نیکو عجب اندر رقم

ان کے شاخ و برگ سطریں تھیں فضائل کی تمام   دست قدرت نے کیا ترتیب سے جن کو رقم

اوہناں درختاں دیاں جو شاخاں خط لکھے وچ راہے   نال قلم جو کاتب لکھدا پکی ہوئی صلاحے

They were effacing along their way of walking the marks of their prostration, but their very obliteration betrayed the traces on their middle path;

As though they drew ruling lines for the wonderful writings written by the boughs as if they were pens;

حل لغات:

كانما...... گویا کہ۔

سطرت سطراً...... سطریں ہی سطریں کھینچ دی ہیں (فعل)۔

سطرت...... سطر کھینچ رہے تھے۔

سطرا...... سیدھی سطر۔

لما كتبت...... جیسے کہ انہوں نے لکھا (فعل)۔

فروعها...... درختوں کی شاخوں نے (فاعل، فروع، فرع بمعنی شاخ کی جمع ہے)۔

من بديع الخط...... خوش خط لکھائی سے، بدیع خط کے ساتھ، نادر خط کے ساتھ۔

فی اللقم...... سڑک کے درمیان میں، راستے میں، ہر دو میانہ راہ، سطروں کے مابین تھیں۔ لقم میں قلم کی تقلیب ہے۔

ترجمہ:

گویا ان درختوں کی شاخوں نے راہ کے درمیان ایک نادر خط سے آپؐ کے کمال لکھے۔

گویا وہ درخت ایک خط کھینچتے ہوئے آ رہے تھے اور ان کی شاخیں ان سطور کے درمیان خوبصورتی پیدا کر رہی تھیں۔ (اپنی شاخوں سمیت زمین سے ملے ہوئے آتے تھے گویا ایک سیدھی سطر اپنی راہ میں لکھتے آتے تھے۔)

تشریح:

پچھلے شعر میں بتایا گیا ہے کہ حضورؐ نے درختوں کو بلایا تو وہ اپنی جڑیں گھسیٹتے ہوئے آئے۔ راستہ غبار آلود ہونے کے باعث درختوں کی ٹہنیوں سے راستہ میں گھسیٹنے کے باعث لکیریں پڑ گئیں۔ امام بوصیریؒ نے زمین میں درختوں کی ٹہنیوں کے نشانات کو متدبر (سمجھدار) کے لئے ایسے خط سے تشبیہ دی جو کہ غور و فکر کرنے والے کے

نزدیک معانی کا فائدہ دینے والے لفظ پر دلالت کرے۔

ابو جہل نے ایک دفعہ حضرت ﷺ سے معجزہ طلب کیا اور کہا کہ اس پتھر سے جو سامنے ہے، درخت نکل آئے۔ حضرت ﷺ کی دعا سے درخت پتھر کو چیر کر نکل آیا اور اُس نے سجدہ کیا اور پھر حضورؐ کے فرمانے سے واپس چلا گیا اور اُس کی شاخوں سے زمین پر نشان پیدا ہو گئے۔ جب شجر و حجر اس طرح جھکتے رہے تو مسلمان انسان تو فرمانبرداری میں جلدی کرنی چاہئے تھی۔

شعر 75

مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنّٰى سَارَ سَائِرَةٌ   تَقِيْهِ حَرَّ وَطِيْسٍ لِّلْهَجِيْرِ حَمِى

ابر بودے بر سرش تا او برفتے ہر کجا   تا نگاہش داشت از گرمائے تابستان کرم

ابر کا سایہ میسر تھا ہمیشہ آپؐ کو   سخت گرمی میں جدھر جاتے تھے وہ ہوتا تھا ضم

بدل سایہ کر دے آہے وچ حرارت گرمی   حضرت ختم نبیاں تائیں پہنچے باجھوں قدمی

Just as the cloud did, which followed him wherever he went, sheltering him from the intense heat, as that of an oven, blazing in the high noon.

حل لغات:

مثل الغمامة...... بدلی کی مانند۔

انی...... جہاں ہیں، جہاں کہیں۔

سار سائرة...... آپؐ چلتے تھے، سیر کرنے کو (سیر سے فعل ماضی واحد مذکر غائب)۔

تقیه...... آپ کو بچاتا تھا، بچانے کے لئے (وقایة سے فعل مضارع)۔

خروطیس...... شدید گرمی، تنور۔

للهجیر حم...... دوپہر کی گرمی کے لئے، گرمی دوپہر سے۔

لفظی ترجمہ:

مانند ابر کے ٹکڑے کے سر پر جاتا تھا جہاں آپؐ جاتے۔ حفاظت کرتا تھا گرمی سے دوپہر کو موسم گرما میں۔

ترجمہ:

جب آنحضرت ﷺ چلا کرتے تھے یا کہیں تشریف لے جاتے تھے تو (خصوصاً موسم گرما میں) آپ کو دوپہر کی شدید گرمی سے بچانے کی خاطر بادل جیسی چلنے والی کوئی چیز آپؐ کے سر مبارک پر سایہ فگن رہتی تھی۔

تشریح:

امام سیوطی نے لکھا ہے کہ جب حضرتؐ دھوپ میں چلتے تھے تو آپؐ کے سر مبارک پر ابر سایہ کرتا تھا۔
محلی نے کہا ہے کہ ترمذی کی روایت کے مطابق بادلوں کا حضور ﷺ پر سایہ کرنے کا واقعہ شام کی طرف تاجروں کے قافلہ میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ سفر کے دوران پیش آیا جسے دیکھ کر بحیرا راہب نے آپؐ کے پیغمبر ہونے کا اعلان کیا اور اسلام لے آیا۔
مشہور معجزہ بھی ہے کہ گرمی میں ایک بادل کا ٹکڑا حضورؐ کے سر مبارک پر رہتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ آپؐ کی خدمت کے لئے جملہ اشیاء عالم علوی یا سفلی حاضر تھیں اور آپؐ کے ہر طرح تابع فرمان۔

خاصیت:

بارش کے واسطے اس شعر کو عام لوگ پڑھیں تو خدا تعالیٰ بارش نازل فرماتا ہے۔

شعر......76

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اَنَّ لَهٗ مِنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً مَبْرُوْرَةَ الْقَسَمِ

می خورم سوگند ہر ماہے کہ منشق شد ازو — نسبتے دارد ز قلبش زاں درست آمد قسم

اک اشارے سے ہوا سینہ قمر کا چاک چاک — گویا شرح صدر سے نسبت تھی اس کو بالقسم

قسم کراں میں اس چن دی جاں ایہ ہویا دوپارہ — تا دل حضرت نسبت رکھدا سچی قسم دوبارہ

I swear by the Moon, which split into two at his bidding, and over that verily, it bears a similarity to his heart, which shows the veracity of my oath.

حل لغات:

اقسمتُ...... میں قسم کھاتا ہوں (قسم سے فعل مضارع واحد متکلم)۔
قمر...... چاند۔
باالقمر المنشق...... شق ہونے والا چاند کے ساتھ (المنشق' انشقاق سے اسم فاعل یعنی شق ہونے والا' پھٹ جانے والا)۔
مبرورۃ القسم...... سچی اور پکی قسم (بر سے اسم مفعول' پوری ہونے والی)۔
ان لهٗ...... بے شک اس کے لئے ہے۔
من قلبه...... آپؐ کے دل سے۔
نسبة...... ایک نسبت' نسبت ہے۔

ترجمہ:

میں دو ٹکڑے ہونے والے چاند کی سچی قسم اُٹھا سکتا ہوں۔ اس کو آپؐ کے قلب انور سے خصوصی نسبت ہے۔

تشریح:

میں قسم کھاتا ہوں اس چاند کی کہ جو (آنحضرتؐ کے معجزے کے طور پر) شق ہونے والا ہے اور میری یہ قسم پکی' سچی اور پوری ہونے والی ہے کیونکہ اس چاند کو آنحضرتؐ کے دل سے ایک (خاص) نسبت حاصل ہے۔
امام بوصیریؒ نے خوبصورتی کے ساتھ اس شعر میں معجزہ شق القمر اور واقعہ شق الصدر دونوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ نیز آپؐ کے قلب مبارک سے چاند کو نسبت دے کر ایک عظیم حقیقت کو واشگاف کیا ہے کہ شق قمر کا معجزہ اسی ذات گرامی کے اشارے سے ظاہر ہو سکتا ہے جس کے قلب کو شق کر کے اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر کبریائیت الٰہیہ کی طاقت بھر دی۔
انشقاق قلب کے بارے میں امام مسلمؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام آئے جبکہ حضورؐ (ایام طفولیت میں) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو پکڑ کر لٹا دیا اور ا، کے مقام پر سے سینے مبارک کو شق کر کے دل کو نکالا اور اس میں سے کوئی چیز نکالی۔ کہا: یہ آپؐ میں سے شیطان کا حصہ ہے' پھر اس کو سونے کے تھال میں دھویا اور نرم کیا۔ پھر اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے سینے میں سلائی کا نشان دیکھتا تھا۔
صحیحین میں حضرت ابوذرؓ سے ایک روایت مروی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: میں جب مکہ میں تھا' تو میرے مکان کی چھت پھٹی' جبرئیلؑ تشریف لائے۔ میرے سینے کو چیرا' پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر وہ ایمان وحکمت سے بھرا ہوا سونے کا تھال لائے اور میرے سینے میں اُنڈیل دیا۔ پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان پر لے گئے...... الخ۔ (واقعہ شب معراج)
شق صدر کا معجزہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں دو مرتبہ رونما ہوا۔ پہلی مرتبہ بچپن میں' اُس وقت آپؐ کے سینۂ مبارک سے شیطانی حصہ (مثلاً حسد' بغض' جلن وغیرہ) باہر پھینکا گیا۔ دوسری مرتبہ معراج کی رات میں اس وقت آپؐ کے قلب کو علم وحکمت سے معمور کیا گیا اور سینہ مبارک کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا۔
صحیحین میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپؐ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو آپؐ نے ان کو چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کوہ حرا کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھ لیا۔ (بخاری ومسلم)
ترمذی شریف میں یہ اضافہ اور ہے کہ اس کے بعد ہی سورۂ قمر نازل ہوئی گویا یہ معجزہ اسی کا مصداق ہے۔
ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ کے عہد مبارک میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: گواہ رہنا۔ (بخاری شریف)
یہ معجزہ ہجرت سے پہلے منیٰ میں ظاہر ہوا تھا اور یہ واقعہ اس قدر تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور دنیا کے مختلف

حصوں میں اس کا مشاہدہ کیا گیا۔ جب یہ خبر سامری حاکم ملیبار کو تاجران عرب کی زبانی پہنچی تو اس نے کہا' اگر میرے روزنامچہ میں یہ خبر درج ملی تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ اس نے روزنامچہ منگوایا۔ دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ فلاں تاریخ کو معتبرین ملیبار نے چاند کے دوٹکڑے دیکھے۔ یہ تصدیق پڑھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے معجزہ شق القمر کا خود ذکر فرمایا ہے۔ اس میں دو بڑی حکمتیں مضمر تھیں۔ ایک یہ کہ مشرک درخواست کرتے تھے کہ آپؐ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں۔ یہ معجزہ دکھا کر ان کی فرمائش پوری کر دی اور ایمان لانے میں اب ان کے اس عذرلنگ کو بھی ختم کر دیا۔

دوسری حکمت یہ تھی کہ آپؐ کے اس معجزہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جب چاند پھٹ سکتا ہے تو جو اس کا محل ہے یعنی آسمان وہ بھی پھٹ سکتا ہے۔ آپؐ کا یہ معجزہ ایک طرف آپؐ کی رسالت کی دلیل ہے اور دوسری طرف قیامت کی بھی دلیل ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم نے اس معجزہ کو قرب قیامت کے لئے ایک دلیل کے طور پر ذکر فرمایا ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ یعنی "قیامت نزدیک آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔"

امام بوصیریؒ نے شق ہونے والے چاند کو بطور دلیل قسم کھا کر یہ واضح کر دیا کہ آنحضورﷺ کے قلب مبارک سے چاند کو کیا نسبت حاصل ہے۔

اس شعر میں بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ امام بوصیریؒ نے قمر کی قسم اُٹھالی اور حضرتﷺ کی حدیث ہے کہ من حلف بغیر اللہ فقد اشرک (جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی قسم کھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے) رواہ الترمذی والحاکم بسند صحیح۔

جواب:

اوّل: ربّ کا لفظ محذوف ہے۔ ای اقسمت برب القمر جیسا کہ والشمس' والضحی واللیل میں بعض مفسرین نے لفظ ربّ کو محذوف لکھا ہے۔

دوم: یہاں قسم سے وہ معنی مراد نہیں ہے جو شرعاً ناجائز ہے بلکہ قسم کا لفظ محض تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ عرب! جب کسی امر کو بطور تاکید بیان کرنا چاہتے ہیں تو اُس کو بصورت قسم بیان کرتے ہیں۔

سوم: قسم بغیر لفظ اللہ کے حنفیہ مذہب میں ناجائز ہے۔ شافعی میں نہیں۔ امام بوصیریؒ کا شافعی مذہب ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک یہ قسم درست ہے۔ درحقیقت انہوں نے مطلق قمر کی قسم نہیں کھائی بلکہ اس قمر کی جو بحالت انشقاق تھا اور جو اس وقت مظہر اسم نور بن گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قمر کی صفت میں منشق کا لفظ واقع ہوا ہے جس کے معنی ہیں: اقسمت بالقمر الذی انشق پس قمر کی قسم کھانا درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسم نور کی قسم کھانا ہے۔

شعر......77

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ — وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِ

جمع کردہ غار خیرات و کرامت ہا بسے — یا محمد چشم کافر گشت ز ایشاں کور ہم

خیر و برکت غار میں بھی ان کے شامل حال تھی — وہ حصار امن تھا یا بے خطر قلعہ و دژم

غار چھپایا ختم نبیاں بوہتے خیر کرم تھیں — کافر ڈھونڈھ رہے بہتیرا ہوئے کور چشم تھیں

What the Cave contained of excellent qualities and noble deeds in his person kept his enemies off, while every eye of the infidels was blind to him.

حل لغات:

وما حوی...... اور جو اکٹھا کیا یا جمع کیا (مصدر حوایة سے فعل ماضی) حوی: احاطہ کیا۔

غار...... گڑھا۔

الغار...... غارثور۔

من خیر و کرم...... آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مراد ہیں' فضیلتوں اور پیاری خصلتوں کا' نبی اور ولی۔

طرف...... نظر' آنکھ۔

عم...... اندھی (عمی یعمیٰ سے)۔

عنه...... اُن ہستیوں سے۔

ترجمہ:

اور یاد کر اُسے جو غار نے خیر و کرم جمع کیا جب اس میں آپؐ چھپے تھے اور سب کافروں کی آنکھیں اندھی ہو گئیں تھیں کہ آپﷺ کو نہ دیکھا۔

تشریح:

(اور میں قسم کھاتا ہوں غار ثور کی کہ بوقت ہجرت اسی) غار نے خیر و کرم کو اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔ اس وقت تمام کافروں کی آنکھیں آپ کو دیکھنے سے اندھی ہو گئی تھیں۔ (باوجودیکہ وہ بینا تھے اور سب اشیاء کو دیکھتے تھے۔)

افادہ:

خیر و کرم سے مراد بالترتیب آنحضرتؐ اور ان کے یار غار حضرت ابوبکرؓ ہیں یا محض سرکار رسالت کی ذات اقدس' مصرع ثانی میں عنه کی ضمیر واحد تو یقیناً آنحضرتؐ کی طرف راجع ہے۔ راجع عنه میں کا مرجع "ما" ہے جس کا

بیان من ہے خیر و من کرم ہے جس سے مراد رسول اللہ ہیں یا دونوں۔

اس بیت میں واقعات ہجرت کے ابتدائی حالات کی طرف اشارہ ہے۔ جب اکابر قریش نے دارالندوہ میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ رات کو جمع ہو کر سب مل کر حضور ﷺ کو قتل کر دیں۔ جبریئل امین علیہ السلام نے تمام حال سنا کر عرض کیا کہ حضور ﷺ یہاں سے تشریف لے جائیں۔ حضورؐ نے اپنے بستر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو چھوڑا اور حضرت ابوبکرؓ کو ہمراہ لیا اور غار ثور پر آ گئے۔ پہلے صدیقؓ اندر گئے اور غار کو دیکھا کہ بہت سوراخ ہیں۔ ردا مبارک پھاڑ کر تمام سوراخ بند کئے۔ ایک سوراخ باقی رہا تو اسے اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے بند کیا۔ تب حضورؐ اندر تشریف لے گئے۔ صبح کو قریش آپؐ کو تلاش کرتے کرتے غار ثور کے دہانے تک پہنچ گئے۔

آہٹ پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غمزدہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ دشمن اس قدر قریب آ گئے کہ اگر اپنے قدم پر اُن کی نظر پڑ جائے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔

سیّد الثقلین ﷺ نے اپنے ساتھی سے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (توبہ)

"غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

شعر......78

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یُرِیَا	وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرَمِ
صدق و صدیق اند در غار و کس ایشاں را ندید	کافراں گفتند کس اینجا نہ باشد منکتم
آپؐ اور صدیق اکبر غار میں محفوظ تھے	ذات حق تھی پاسباں دونوں کی بے حزن و الم
حضرتؐ تے صدیقؓ دونویں وچ بیٹھے آہے غاری	کفاراں نوں نظر نہ آئے وچ کرامت بھاری

Then the Truth and the True were at the Cave, which they did not quit; while people said that there was nobody in the Cave.

حل لغات:

الصدق...... صدق مجسم، صادق آنحضرت ﷺ (الصدق سے مقصود ہے ذوالصدق)۔

والصدیق...... اور الصدیق یعنی ابوبکر صدیقؓ۔

فی الغار...... غار میں۔

لم یریا...... وہ دونوں ہرگز نہ دیکھے گئے (رویۃ سے نفی جحد بلم مجہول) بعض نسخوں میں لم یرمًا کا لفظ ہے یعنی آنحضرتؐ اور صدیق اکبرؓ غار سے ہرگز ہٹے نہیں یا متورم نہیں ہوئے۔

وھم یقولون...... اور وہ (کافر) کہہ رہے تھے (فعل مضارع بمعنی ماضی)۔

ما بالغار من ارم...... غار میں کوئی چیز نہیں (عربی محاورے کے مطابق ما بھا ارم ــــ سے مراد "وہاں کوئی چیز نہیں" اور ما بھا اریم کہنے کے معنی "وہاں کوئی شخص نہیں" کے ہیں)۔

اختلاف روایت:

بعض نسخوں میں لم یریا (ہرگز دکھائی نہیں دیئے) کی جگہ لم یرما (قطعی متورم نہ ہوئے) آیا ہے۔

ترجمہ:

سراپا صدق حضور نبی کریم ﷺ اور اُن کے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور کے اندر موجود تھے (مگر کافروں کو معجزہ کی وجہ سے دیکھائی نہیں دیتے تھے) پس کفار مکہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ غار میں تو کوئی چیز نہیں۔

شعر......79

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰی	خَیْرَ الْبَرِیَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ
تخم بنہادہ کبوتر بد بہ بفت عنکبوت	کافراں را شد گماں کانجا بنا سودہ نسم
تھے کبوتر اور مکڑی بھی علامت کے لئے	آشیاں اور جالی خود اک معجزے سے تھا نہ کم
کبوتراں سن دتے انڈے کہنے تند ولائے	ظن ہویا کفاراں تائیں ایتھے اوہ نہ آئے

The people thought that the doves and the spiders did not weave webs and did not hover over the Prophet, the best of mankind.

حل لغات:

ظنوا...... انہوں نے گمان کیا (مادہ ظن سے فعل ماضی جمع غائب)۔

الحمام...... کبوتریوں کو (حمامۃ بمعنی کبوتری کی جمع ہے)۔

ولم تحم...... انڈا نہ دیا' ہرگز انڈے نہیں دیئے (الحمام سے نفی جحد بلم)۔

علی خیر البریہ...... بہترین مخلوق پر (صفت تفضیل ہے)۔

وظنوا العنکبوت...... انہوں نے مکڑی کے بارے میں گمان کیا۔

لم تنسج...... نہیں بنا (مادہ نسج سے نفی جحد بلم)۔

ترجمہ:

انہوں نے گمان کیا کہ مکڑی نے آپؐ پر جالا نہیں تنا اور کبوتر نے انڈے نہیں دیئے بلکہ پہلے سے یوں ہی ہے۔

تشریح:

کفار مکہ نے (جو آنحضرت ﷺ کی تلاش میں آئے تھے، مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے دیکھ کر) گمان کیا کہ نہ تو (اب) بہترین مخلوق پر مکڑی نے جالا تنا ہے اور نہ ہی کبوتری نے (اب) انڈے دیئے ہیں (بلکہ پہلے سے ہی ہے)۔

اگر اس میں سے کوئی جاتا تو جالا ٹوٹتا۔ کبوتر کا گھونسلا خراب ہوتا، انڈے ٹوٹ جاتے۔ اس غار میں ہرگز کوئی نہیں۔

یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت پر واضح ترین دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہت بڑے دشمن سے ایک کمزور ترین شے (جالا) کے ذریعے بچا لیا۔ حضرت کے لئے بیضۂ کبوتر اور تارِ عنکبوت جو کمزوری میں ضرب المثل ہیں، ایک مستحکم قلعہ ہو گئے۔ نیز یہ اللہ تعالیٰ کے بلند مرتبہ نبی اور واضح دوست کے مراتب کی بلندی پر اظہر علامات میں سے ہے کہ پرندے اور کیڑے مکوڑے آپ کی خدمت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حرم کے کبوتر اس وقت اسی کبوتری کی نسل سے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے اس جالا بننے کی وجہ سے عنکبوت (مکڑی) کو قتل کرنے سے روک دیا حالانکہ اس سے پہلے حکم تھا کہ اسے مار دیا کرو۔

شعر...... 80

وَقَايَةُ اللهِ اَغنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ — مِنَ الدُّرُوْعِ .وَ عَنْ عَالٍ مِنَ الْاُطُمِ

چوں خدا او را ز مکر دشمناں محفوظ داشت — بر زرہ حاجت نبودش و بحصن قلعہ ہم

عصمت حق آپ کی ہر دم نگہبانی میں تھی — زرع و بکتر، خود ہیں کیا چیز پیش "من عصم"

کفاراں دیاں مکراں تھیں رب رکھیا احمدؐ سرور — کیا ہویا جے قلعے اُچے تھیں ہوئے زرہا بکتر

The protection of God made him dispense with double armours and high castles.

حل لغات:

وقایۃ اللہ...... اللہ تعالیٰ کی حفاظت نے (مرقیٰ، یقی سے مصدر)۔

اغنت...... بے نیاز کر دیا، مستغنی کر دیا (مادہ غنی اور باب افعال اغنی سے فعل ماضی واحد مونث غائب)۔

عن...... سے۔

مضاعفۃ من الدروع...... ڈبل تہہ دار زرّہ بکتروں سے (مضاعفۃ، مادہ ضعف، ضاعف سے اسم مفعول اور ذروع، ورع کی جمع ہے)۔

عال...... بلند (علا، یعلو، علوا سے اسم فاعل عالی)۔

الاطم...... قلعے (اطم کی جمع ہے بمعنی قلعہ و حصار)۔

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ کی حفاظت نے آنحضرت ﷺ کو دوہری زرہوں (تہ دار زرّہ بکتروں) اور بلند قلعوں سے بے نیاز کر دیا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی اور آپ کو مادی سامان حفاظت سے بے نیاز کر دیا۔ جب عصمت الٰہی شامل حال ہو تو ان چیزوں کے بغیر بھی کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا جیسے کہ اس نے غار کو مضبوط قلعہ اور مکڑی کے جالے کو قوت میں مضبوط زرہ بنا دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کی محافظت کے لئے رات دن اپنی نگرانی رکھتے اور پہرہ دیا کرتے جب آیۂ کریمہ **واللہ یعصمک من الناس** (اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے تمہاری نگہبانی کرے گا) تو آپؐ نے قبہ مبارک سے سر نکالا اور فرمایا: لوگو! واپس چلے جاؤ۔ میرے رب نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا۔

مطلب یہ ہے کہ عصمت (پہلے بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھی مگر) پہلے بواسطہ حجاب تھی، جب حجاب اُٹھ گیا تو رب الارباب نے (بغیر حجاب) کے حفاظت کی۔

شعر میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے:

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ

"اگر تم نے اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی ہے۔"

امام بوصیریؒ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں:

وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم

"نہیں ہے مدد مگر اللہ کی طرف سے جو کہ غالب حکمت والا ہے۔"

خاصیت:

اگر انسان کسی جگہ پر ہو جہاں موذی جانور اور درندوں کے حملے کا اندیشہ ہو تو اس شعر کو سات یا نو بار پڑھ کر زمین پر اپنے اردگرد دائرہ اور حصار کھینچ لے۔ درندے اور زہریلے جانور نہ تو اس دائرے کے اندر داخل ہو سکیں گے اور نہ نقصان پہنچا سکیں گے۔ مفتی خرپوتی کہتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اسے بارہا آزمایا ہے اور درست پایا ہے۔ (عصیدۃ ص 139)

(ii) اس شعر کو 41 دفعہ 41 دن تک پڑھنے سے مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔ (حسن الجردہ ص 132)

شعر......81

مَا سَامَنِی الدَّهْرُ ضَیْماً وَّاَسْتَجَرْتُ بِهٖ ... اِلَّا وَنِلْتُ جَوَارًا مِّنْهُ لَمْ یُضَمِ

رنج اگر دیدم ز دہر و خواستم از وے اماں ... در جوار او خلوص از ہر بلائے یافتم

جب کبھی مجھ پر ہجوم یاس کا غلبہ ہوا ... ان کے دامن میں ملی مجھ کو اماں بے رنج وغم

جے رنج ویکھاں وچ زمانے یاری سرور چاہاں ... ہووے جے ہمسائیگی سرور تاں دل خوف کداہاں

Time never caused me any wrong while I sought his protection, but I received a shelter from him, which was not abused.

حل لغات:

ماسامنی...... مجھے تکلیف نہیں دی (مادہ سوم، سام سے، فعل ماضی مطلق منفی)۔

الدھر...... زمانے نے (فاعل ہے)۔

ضیماً...... ظلم زیادتی (مادہ ضام سے)۔

استجرتُ...... میں نے پناہ لی ہے (استجارۃ سے فعل ماضی واحد متکلم)۔

بہ...... آنحضرتؐ کی ذات پاک سے (ضمیر آنحضرتؐ کی طرف ہے)۔

الا...... مگر۔

نلت...... میں نے پالی ہے (نال سے فعل ماضی صیغہ واحد متکلم)۔

جواراً...... پناہ (جوار کے معنی ہمسائیگی کے بھی ہیں لیکن پناہ زیادہ موزوں ہیں)۔

منهُ...... آنحضرتؐ سے۔

لم یضم...... مجھ پر ظلم نہیں کیا گیا (ضام، یضیم، ضیماً سے فعل مجہول، جحد بلم) یہ جوارا کی صفت ہے۔

ترجمہ:

مجھ پر زمانے نے جب کبھی رنج وخواری سے ستم کیا اور میں نے آپؐ کی پناہ لی۔ فوراً حمایت میں آ گیا اور اس کے ستم سے بچ گیا۔

یعنی زمانے نے مجھے ظلم کی سختی نہیں چکھائی۔ حال یہ ہے کہ جب بھی میں نے حضورؐ کی پناہ مانگی، مجھے پناہ مل گئی اور زمانہ مجھ پر کوئی ظلم نہ کر سکا۔

تشریح:

جب کبھی میں ستم ہائے روزگار کا شکار ہوا ہوں اور میں نے رحمت للعالمین کے جوار رحمت میں پناہ لی ہے تو ہمیشہ مجھے پناہ مل گئی ہے اور پھر حوادثات زمانہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔

رسول خدا ﷺ وہ جوار رحمت ہیں جن کی پناہ میں آنے کے بعد دنیا کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (میں مرض فالج سے بتوسل حضرتؐ کے شفایاب ہوا۔)

خاصیت:

اگر کوئی سفر جائے تو پہلا مصرع لکھ کر گھر میں رکھے اور دوسرا ہمراہ لے جائے تو سفر سے بالخیر واپس آئے گا۔ نیز اس کا تعویذ بازو پر باندھنا فتح مند کرتا ہے۔ (عصیدہ ص 140، حسن الجردہ ص 133)

اختلاف روایت:

بعض نسخوں میں ماسامنی کی جگہ ماضامنی (مجھ پر زیادتی نہیں کی) ہے۔

شعر......82

وَلاَ الْتَمَسْتُ غِنَی الدَّارَیْنِ مِنْ یَّدِهٖ ... اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰی مِنْ خَیْرِ مُسْتَلَمِ

ہر چہ کردم التماس از نعمت ہر دو سرا ... یافتم بروجہہ بہتر از آنچہ خواستم

کی اگر میں نے فقیری میں غنا کی آرزو ... آپ کا دست مبارک بن گیا ابر کرم

عرض کراں جے حضرت نوں دیہہ نعمت دوہاں جہاناں ... خوبی وچ پچائے مطلب دیندا من دا بھاناں

I did not beg for the wealth of the two worlds from his hand, but I received an ample donation from the best hand that was ever kissed.

حل لغات:

لا التمستُ...... میں نے نہیں مانگی، میں نے طلب نہیں کیا (التمس، یلتمس، التماسا سے فعل ماضی واحد متکلم)۔

غنی الدارین...... دونوں جہانوں (دین و دنیا) کی استغنا (دارین تثنیہ ہے دارالدنیا و دارالآخرۃ)۔

من یدہ...... آنحضرت ﷺ کے دست مبارک سے۔

الا...... مگر۔

استلمت...... میں نے بوسہ دیا ہے (استلم، یستلم، استلامًا سے فعل ماضی واحد متکلم)۔

الندیٰ...... جود وسخا، عطا، بخشش کو۔

مستلم...... جس کو بوسہ دیا گیا (استلام سے اسم مفعول)۔

خیر مستلم...... بوسہ لینے کی جگہ، بوسہ گاہ، بہترین بخشش والے۔

ترجمہ:

اور میں نے جب آپؐ سے دین و دنیا کی تونگری چاہی ہے بوسہ دیا ہے۔ بخشش کو اُس دست مبارک کے جوہر دستوں سے بہتر ہے۔ (اور میں نے تونگری دنیا و آخرت کے آپؐ کے دست مبارک سے یعنی بذریعہ توسل و برکت آپؐ کے طلب نہیں کی مگر میں نے اُس عطا کو بوسہ دیا جو منجانب بہترین اُس ہاتھ کے تھا جس کو بوسہ دیا جاتا ہے۔ یعنی میں نے اُس عطائے گرامی کو نہایت تعظیم و تکریم سے قبول کیا۔)

تشریح:

میں نے جب کبھی آپ کے مبارک ہاتھ سے دین و دنیا کی دولت کی خواہش کی تو مجھے فی الفور اس بہترین ہاتھ سے منہ مانگی مراد مل گئی۔ استلام الندا سے خیرات کو چومنا چونکہ ہاتھ کو چوما جاتا ہے اس لئے اس شعر میں خیرات کے مل جانے کو خیرات پر بوسہ دینے کو تعبیر کیا ہے۔

اس کا ایک ترجمہ یہ بھی ہے: ”میں نے جب کبھی آپ ﷺ کے دست مبارک سے دونوں جہانوں کے استغناء کی طلب کی ہے تو گویا میں نے دست جودوسخا کو بوسہ دیا ہے اور وہ ہاتھ سب سے بہتر ہے کہ جو بوسہ دیئے گئے ہیں۔“

دونوں شعروں کا حاصل یہ ہے کہ صوری اور معنوی تکلیف کا دور کرنا، دینی اور دنیاوی نفع کا اکتساب حضور کی ذات مقدسہ کے تمسک سے حاصل ہے اور آپؐ کے آستانہ عالیہ پر کھڑا ہونے سے ملتا ہے۔

اختلاف روایت:

مستلم لام کی زبر کے ساتھ اسم مفعول ہے اور زیر کے ساتھ اسم فاعل ہے۔ دونوں طرح یعنی لام کی زیر یا زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

خاصیت:

نماز کے بعد ہمیشہ پانچ دفعہ پڑھنے سے انسان تنگ دستی سے محفوظ رہتا ہے۔ (حسن الجردہ ص 135)

شعر 83

لاَ تُنْكِرِ الْوَحْيَ مِنْ رُّؤْيَاهُ اِنَّ لَهٗ	قَلْبًا اِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ
پس مکن انکار وحی از خواب پیغمبر ازانک	چشمش از در خواب رفتی دل بدش بیدارہم
وحی حق کا سلسلہ ہر وقت دل کے ساتھ تھا	آنکھ گو سوتی تھی لیکن قلب اقدس لا ینم
ایہ انکار نہ کرتوں مولے جے حضرت وچ خوابے	دل بیدار اکھیں وچ خوابے کردا یاد وہابے

Do not deny his dreams to be a kind of revelation; for, surely, he had, a heart, which never slept while the eyes were asleep.

حل لغات:

لا تنکر...... تو انکار نہ کر (انکر، ینکر، انکاراً سے فعل نہی)۔

رویاہ...... آپؐ کا خواب، وہ کیفیت جو نیند میں دیکھی جائے۔

ان له قلباً...... بے شک آپؐ کے لئے ایک دل ہے۔

اذا نامت العینان...... جب دونوں آنکھیں سو جائیں، سوتی ہیں۔

لم ینم...... وہ ہرگز نہیں سوتا (نوم سے نفی جحد بلم)۔

ترجمہ:

تو آنحضور ﷺ کی اس وحی کا انکار نہ کر جو رویائے صادقہ کے ذریعے آئی تھی کیونکہ آپؐ کا دل ہمیشہ جاگتا رہتا تھا محض آنکھیں سوتی تھیں یعنی خوابوں میں آپؐ پر وحی اُترنے کا انکار نہ کر کیونکہ بے شک آپؐ کا ایک ایسا دل ہے کہ جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو وہ نہیں سوتا، ہمیشہ جاگتا رہتا ہے۔

تشریح:

نبی کا خواب بھی وحی کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ قلب نبوت ہمیشہ بیدار رہتا ہے اگرچہ آنکھیں سو جاتی ہیں۔ جب دل بیدار ہے تو وحی فی الرؤیا سے انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ وحی کا تعلق دل سے ہے نہ آنکھوں سے۔

صحیحین میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ ایک اور حدیث میں فرمایا:

لو شاء الله تعالیٰ لا یقظنا ولکن ارادان یکون سنة لمن بعدکم

”اگر اللہ چاہتا ہے تو ہمارے لئے جاگنا ہی رکھتا لیکن یہ سونا اس لئے ہے تاکہ بعد والوں کے لئے سنت جاری رہے۔“

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: ”آنحضور ﷺ کے ساتھ وحی کا آغاز اچھے خواب سے ہوا۔ آپؐ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہوتا تھا۔“ (باب بدر الوحی)

تعریف وحی:

وحی کے معنی لغت میں رسالۃ، اشارہ، الہام، کلام خفی کے ہیں اور اصطلاح میں خدا تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں کو کسی امر کی اطلاع دینا۔ وحی تین قسم پر ہے:

اوّل: جو فرشتہ کی زبان سے پیغمبر سنے جس کو وہ قطعی سمجھ لے۔ اس قبیل میں قرآن کریم ہے۔

دوم: فرشتہ اشارہ سے کسی حکم یا واقعہ کو ظاہر کرے جس میں تلفظ نہ ہو جیسے سلسلة الجرس یا مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ۔ اس میں کلام صریح نہیں ہوتا۔

سوم: کسی امر کا الہام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے خواب یا بیداری میں پیغمبر کے دل میں ڈالا جائے اور اس پر منکشف ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مومن سے خواب میں اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے — انبیاء علیہم السلام کی سہ گانہ وحی قطعی ہوتی ہے۔

خاصیت:

یہ شعراور اس کے بعد والا شعر پڑھتے رہنے اور دوائیوں پر دم کرکے استعمال کرنے سے امراض قلب اور سینہ میں شفایابی حاصل ہوتی ہے۔

شعر......84

وَذَاكَ حِيْنَ بُلُوْغٍ مِّنْ نُّبُوَّتِهٖ — فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيْهِ حَالُ مُحْتَلِمِ

وحی در خواب اوّل پیغمبری بودے و را — خواب او منکر کہ نبود مثل خواب محتلم

ہے نبوت تو سراسر عالم احساس و ہوش — خواب کا یاں ذکر ہی کیا؟ کیسے احلام و حلم

مہر نبوت خوابے اندر ڈٹھی وحی رسولی — پس انکار نہ کرتوں مولے اندر وقت وصولی

That was at the time of his attaining maturity in his prophetship; and consequently, the condition of an adult in mental power, cannot be denied to exist in him.

حل لغات:

وذاک...... اور یہ وحی بذریعہ رویائے صادقہ، خواب والی وحی۔

حین...... اس وقت تھی۔

بلوغ...... جبکہ آپؐ پہنچنے والے تھے۔

حین بلوغ...... بلوغ یعنی عمر کو پہنچ جانے کے وقت تھی۔

من نبوته...... آپؐ کے وقت نبوت میں سے۔

فلیس ینکر...... پس انکار نہیں کیا جاسکتا۔

فیه...... اس میں۔

محتلم...... احتلام سے اسم فاعل بمعنی جوانی کے خواب دیکھنے والا۔

ترجمہ:

یہ تو آپؐ کی نبوت کے بلوغ کا وقت تھا اور اس وقت کے خواب کا انکار نہیں ہوسکتا۔

(اور خواب میں وحی کا آنا اس وقت سے تھا) جب آپ ﷺ بلوغ نبوت کے قریب ہو چکے تھے۔ پس ایسی حالت میں (جب آپؐ پورے بالغ ہیں) وحی سے انکار کی گنجائش نہیں۔

تشریح:

یہ حال تو حد نبوت پر پہنچنے کا ہے لیکن بالغ ہونے کی حالت میں تو وحی کے بارے میں انکار نہیں کیا جاسکتا۔

آپؐ کے احوال تو آغاز جوانی میں بھی ایسے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یعنی ماقبل نبوت اور مابعد نبوت آپؐ کی بے داغ سیرت اور پاکیزہ زندگی کے پاکیزہ حالات خود اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپؐ پر خدا کی طرف سے جو وحی آتی ہے، خواہ جس شکل میں بھی ہو، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ قبل از نبوت آپؐ کا لقب ''الصادق الامین'' بن گیا تھا۔ لوگ آپ کو سچا اور امانت دار کہہ کر پکارتے تھے۔

یہ وحی خواب میں جو حضورؐ پر ہوتی تھی اس لئے ہوتی تھی کہ حضورؐ کمال نبوت پر اظہار نبوت سے قبل ہی پہنچ چکے تھے جیسا کہ خود ارشاد فرمایا: کنت نبیاً والادم لمنجدل بین طینته ہم عہدۂ نبوت اس وقت حاصل کر چکے تھے جب کہ آدم اپنے خمیر میں تھے۔

روایات مشہورہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو شروع نبوت میں چھ ماہ تک نبوت کے احکام خواب میں ظاہر ہوتے رہے جس بات کو آنحضرتؐ خواب میں دیکھتے تھے صبح صادق کے مانند ظاہر ہو جاتا تھا اور حضورؐ کے سونے کے وقت آپؐ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا۔

اختلاف قرأت:

محتلم میں لام کی زیر کے علاوہ زبر کی قرأت بھی وارد ہوئی ہے۔ مزید براں فذاک کی بجائے وذاک بھی روایت کیا گیا ہے۔

شعر......85

تَبَارَكَ اللهُ مَا وَحْيٌ بِمُكْتَسَبٍ — وَّلَا نَبِيٌّ عَلٰى غَيْبٍ بِمُتَّهَمِ

پس بزرگ ست آں خدا و وحی او کسبی نبود — ہم رسول او نہ بد بر علم غیبش متہم

ماشا اللہ وحی حق کوشش سے مل سکتی نہیں — غیب دانی سے نہیں کوئی پیمبر متہم

رب تبارک وحی مقدس از کسباں نفسانی — کسے پیغمبر غیب نہ کہیا باجھ کلام ربانی

God be blessed; revelation is not a quality to be acquired; nor is the Prophet to be suspected regarding the mysteries, he knew by revelation.

حل لغات:

تبارک اللہ...... اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے، کثرت خیر (جملہ معترضہ اور تبارک باب تفاعل سے ہے)۔

ماوحیٌ...... وحی نہیں ہے۔

بمکتسب...... کسب سے حاصل کی گئی، ایسی چیز کہ محنت کرکے حاصل ہو جائے (مادہ کسب کے باب افتعال یعنی

اکتساب سے اسم مفعول اور اکتساب کے معنی جدوجہد کے ساتھ حاصل کرنا کے ہیں۔

ولا نبیٌ...... اور کوئی نبی نہیں ہے۔

علی غیب...... غیب پر۔

بمتھم...... جھوٹ کے ساتھ، تہمت لگایا گیا (اتہام سے اسم مفعول)۔

ترجمہ:

اللہ بزرگ ہے، وحی کسب سے حاصل نہیں ہوتی اور نہ کوئی نبی کبھی غیب کی خبر دینے سے متہم کیا گیا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس بابرکت ہے (خدا بزرگ اور بلند ہے)۔ بالتحقیق وحی (اور نبوت) کسب وکوشش سے حاصل نہیں کی جاسکتی (بلکہ یہ وہی عطیہ ہے جسے خدا چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے) اب اس کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ خود خاتم النبیین ﷺ فرما چکے ہیں: انا خاتم الانبیاء ولا نبی بعدی (میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔) نبوت کا رتبہ کسبی امر نہیں ہے بلکہ یہ خداداد بات ہے جس کو چاہے دے۔

اس شعر میں جھوٹے مدعیان نبوت کی بھی تردید کر دی گئی ہے کیونکہ نبی وہی ہوسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے وحی والہام کے ذریعے مقام نبوت سے سرفراز فرمایا ہے اور کسی نبی پر غیب کے معاملے میں تہمت نہیں لگائی گئی۔ نبی اللہ جو کچھ کہتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے کہتا ہے۔ کوئی اس پر اتہام کذب نہیں لگا سکتا۔ جو کچھ وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔

شعر......86

اٰیَاتُهُ الْغُرُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ — بِدُوْنِهَا الْعَدْلُ بَیْنَ النَّاسِ لَمْ یَقُمِ

چھپ نہیں سکتے کسی سے ان کے روشن معجزات — عدل قائم ہے انہی سے ماسوا ان کے ستم

حجت روشن نہیں پوشیدہ اوپر کسے بشر دے — باجھ عدالت اوس دی کافر رہے ہمیشہ سڑ دے

حل لغات:

اٰیاتہ...... آنحضرتؐ کے معجزات یا قرآن کی آیات (ہ کی ضمیر پر منحصر ہے)۔

الغرّ...... سفید روشن (غر سے)۔

لا یخفی...... مخفی نہیں، پوشیدہ نہیں (خفی خفاءً خفیۃ سے)۔

علی احدٍ...... کسی شخص پر۔

بدونھا...... ان کے بغیر۔

العدل بین الانسان...... لوگوں کے درمیان عدل، عدل عمرانی۔

لم یقم...... قائم نہیں ہوسکا (نفی جحد بلم)۔

ترجمہ:

آپؐ کے معجزات روشن کسی پر پوشیدہ نہیں کہ بدون ان کے لوگوں میں عدل قائم نہیں ہوتا۔

تشریح:

آنحضرت ﷺ کے معجزات (یا قرآن مجید کی آیات) روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور یہ امر کسی پر مخفی نہیں اور ان کے بغیر انسانوں کے درمیان عدل کا قیام ممکن ہی نہیں۔

شعر......87

کَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ — وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

بس کساں را او شفا دادے بمالیدن بدست — بارہا نیدے بے دیوانگاں را از لمم

بارہا اچھے ہوئے بیمار ان کے ہاتھ سے — اور محتاجوں کی حالت پر بھی ہے شان کرم

بہت رنجور کیتے سن حضرت نال ہتھیلی چنگے — کئی دیوانے عاقل ہوئے آئے جاں ات تے

How often has his hand granted freedom from diseases with the touch, and set idiots free from the fetters of madness.

حل لغات:

کم...... خبریہ، کتنی بار، کتنے یعنی بہت سے۔

ابرات...... شفایاب (تندرست) ہوگئے، اچھے ہوگئے۔

وصبًا...... بیمار (وصب بمعنی بیمار اور جمع وصاب ہے)۔

باللمس...... لمس، چھونے کے ساتھ، ساتھ مس کرنے۔

راحتہ...... آپ کی ہتھیلی، ہتھیلی کا اندرونی حصہ۔

واطلقت...... رہا کر دیئے، آزاد ہوگئے (اطلاق سے بمعنی رہا کرنا)۔

اربًا...... حاجت مند، محتاج، گانٹھ، گرہ، بندش۔

ربقۃ...... رسی سے، رسی کا پھندا جو جانوروں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔

لمم...... مجنون، پاگل، جنون سے (لم فلانٌ سے مراد وہ پاگل ہوگیا)۔

ترجمہ:

کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کو حضور ﷺ کے ہتھیلی نے بیماری سے بری کیا، شفا دی اور حاجت مندوں کو

گناہوں اور جنون کے فتنوں کی بندھن سے خلاصی دی۔ (بارہا انؐ کی ہتھیلی کے مس سے بیمار اچھے ہو گئے اور حاجت مند جنون کے پھندے سے آزاد ہو گئے۔)

تشریح:

(آپ ﷺ کے دست مبارک کا یہ اعجاز شفاء تھا کہ) بہت سے مریض محض آپؐ کے دست مبارک کے لگا دینے سے ہی شفایاب ہو گئے اور اسی طرح بہت سے مجنونوں اور پاگلوں نے آپؐ کے ہاتھوں طوق جنون سے رہائی پائی۔ آپؐ طبیب کامل ایسے تھے کہ احادیث میں ایک نہیں سینکڑوں واقعات موجود ہیں جن کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ کمال سوائے اُس باکمال کے کسی اور میں کہاں تھے عیسیٰ علیہ السلام چند کمالات دکھا کر تشریف لے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کو زیر کر گئے۔ یہاں جو جس فن میں مقابلہ کرنے آتا ہے وہی زیر ہوتا ہے۔ بلاغت و فصاحت کے امام میدان کلام کے شہسوار ایک ہی ٹھوکر میں جھکے نظر آتے ہیں۔ ابوجہل کے بیٹے نے غزوۂ بدر میں حضرت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ اٹھائے حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے کٹا ہوا ہاتھ لیا اور اُس کی جگہ پر لگا دیا۔ وہ تندرست ہاتھ کی طرح جڑ گیا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں' ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا حضورؐ اسے جنون کا دورہ پڑتا ہے۔ حضورہ نے اپنے دست اقدس کو اُس کے سینہ پر پھیرا اور فرمایا: اخرج' فخرج من جوفه مثل الجرو الاسود فشفے نکل تو اُس کے پیٹ سے' کالے کتے کے چھوٹے چھوٹے پلے سے نکلے اور وہ شفایاب ہو گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں جنگ خیبر میں آشوب کر آئیں اور سخت رمد ہو گیا۔ حضورؐ نے اُن کی آنکھوں میں لعاب دہن اقدس ڈالا' صبح بالکل تندرست تھے۔

ایک صحابیؓ کی آنکھ ایک لڑائی میں تیر لگنے سے باہر نکل آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے اُس کو خانۂ چشم میں رکھ دیا۔ وہ بالکل اپنی اصلی حالت پر ہو گئی۔

حضرت ابوبکرؓ کو سانپ نے کاٹا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا' وہ اچھے ہو گئے۔

علامہ خرپوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ امور مخصوص بزمانہ حیات بابرکات ہی نہیں ہیں بلکہ قیامت تک باقی ہیں چنانچہ آج بھی اگر کوئی رابطہ قلبی اُس ہستی پاک سے قائم کر لے اور حضورؐ پر صرف درود پڑھ کر مقصود کے حصول کی دُعا کرے' باذن اللہ تعالیٰ بہ نیل مرام وہ صبح کرے۔

صاحب مواہب فرماتے ہیں کہ علامہ قشیری راوی ہیں کہ اُن کے صاحب زادے سخت بیمار ہوئے حتیٰ کہ موت کے قریب پہنچ گئے اور مایوسی ہو گئی تو فرماتے ہیں' میں نے اپنے آقاؤ مولیٰ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے بچے کی علالت کا شکوہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا: آیات شفاء سے کیوں بے خبر ہے۔

میری آنکھ کھل گئی اور میں نے آیات شفاء لکھ کر دھو کر پلائیں۔ ایسی مایوسی میں وہ اُمید نظر آئی کہ گویا مرض ہی نہ تھا۔ وہ آیات شفاء یہ ہیں:

ویشف صدور قوم مؤمنین و شفاءٌ لما فی الصدور یخرج من بطونها شرابٌ مختلفٌ الوانهٗ فیه شفاءٌ للناس. وننزل من القرآن ما هو شفاءٌ و رحمةٌ للمؤمنین. واذا مرضت فهو یشفین. قل هو للذین امنوا هدی و شفاءٌ

ترجمہ: ''اور اللہ ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا (پ 10 ع 8) اور دلوں کی صحت (پ 11 ع 11) اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگی نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے (پ 14 ع 15) اور ہم اُتارتے ہیں قرآن میں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے (پ 15 ع 9) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے (پ 19 ع 9) تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے (پ 24 ع 19)۔''

حضرت ابوبکر رازی فرماتے ہیں کہ میں اصفہان میں ابی نعیم کے پاس تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ ابوبکر بن علی نے سلطان سے بغاوت کی تو وہ قید ہو گئے۔ تو میں نے خواب میں حضورؐ کی زیارت کی اور جبریل امین حضورؐ کی داہنی جانب تھے۔ حضورؐ لبہائے مبارک کسی تسبیح سے متحرک فرما رہے تھے۔ تو حضورؐ نے مجھے فرمایا: ابوبکر بن علی کو کہہ دے کہ وہ دعا کرب جو بخاری شریف میں ہے' پڑھے اور یہاں تک پڑھے کہ اللہ بلا ٹال دے۔

صبح ہوتے ہی میں نے انہیں کہا' انہوں نے وہ پڑھی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ آزاد ہو کر آ گے۔ وہ دعا کرب جسے شیخین نے روایت کیا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَکِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ

علامہ خرپوتی اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور وہ یہ ہوا کہ ہمارے اُستاد کی زوجہ محترمہ مرض قلب میں مبتلا ہوئیں اور ایسی مبتلا ہوئیں کہ رات دن میں کسی وقت سکون ہی نہ تھا۔ ہر وقت چیخیں لگاتیں اور ایسے زور سے چیختیں کہ ہمسایہ بھی تنگ آ گئے۔ اطباء سے بہت سی دوائیں منگوائیں لیکن شفاء نہ ہوئی تو مجھے فرمایا کہ ایک عریضہ میری طرف سے دربار رسالت میں لکھ اور اس مرض کی نجات کی درخواست کر چنانچہ میں نے عریضہ لکھا۔ اوّل اُس میں صلوٰۃ و سلام لکھ کر اپنا مقصد تحریر کیا اور حجاج جوحج کو جا رہے تھے' اُن کی معرفت روانہ کر دیا۔ ہم دن گنتے رہے حتیٰ کہ جس دن حاجی مدینہ پہنچے اُس روز اُن کا چیخنا چلانا بند تھا اور بالکل صحت یاب ہو گئیں۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک جنگل میں حضور ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک ہرنی نے حضورؐ کو پکارا یا رسول اللہ ﷺ تو حضورؐ نے فرمایا: تو کیا چاہتی ہے؟ اُس نے عرض کی کہ حضورؐ مجھے ایک اعرابی شکار میں پکڑ لایا ہے اور اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں۔ حضورؐ مجھے کھول دیں کہ میں انہیں دودھ پلا آؤں۔ پھر ابھی واپس آ جاؤں گی۔ حضورؐ نے فرمایا تو ضرور واپس آ جائے گی۔ عرض کی ہاں۔ حضورؐ نے اسے کھول دیا۔ وہ گئی اور دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ اعرابی کو یہ قصہ معلوم ہوا تو اُس نے عرض کی حضورؐ کی کیا مرضی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تو اسے آزاد کر دے۔ اعرابی نے اُس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ وہ ہرنی چلی اور جنگل میں کہنے لگی:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ

مولای صل وسلم دائماً ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

خاصیت:

یہ شعر ہر بیماری میں خاص تاثیر کا حامل ہے۔ بقول شیخ الدلائل اگر جسم میں کہیں درد ہو تو درد والے مقام پر ہاتھ رکھ کر یہ شعر پڑھ دیا جائے تو درد دور اور کافور ہو جاتا ہے۔

شعر......88

وَاَحْیَتِ السَّنَۃَ الشَّھْبَآءَ دَعْوَتُہٗ — حَتّٰی حَکَتْ غُرَّۃً فِی الْاَعْصُرِ الدُّھُمِ

دعوت او قحط و تنگی از جہاں برداشتہ — تا چور و اسپید بودے در سیاہی و نسم

آپ کی برکت سے اشیاء میں فراوانی ہوئی — مٹ گئے دنیا سے سب رنج و تعب قحط و الم

خشک سالی تھیں نال دعائے حضرت مینہ وسائے — دعوت کر کے کالوں حضرت ترت سوکال کرائے

And his prayer revived the starving year of famine, which abounded in harvest until it resembled in its fame a white conspicuous spot on the forehead of black times;

حل لغات:

احیت...... زندہ کر دیا (احی، یحی، احیا سے فعل ماضی)۔

دعوتہ...... آنحضرت کی دعا نے (فاعل)۔

السنۃ الشھباء...... سیاہ سال کو، قحط کے سال کو (جب بارش نہ ہو اور فصلیں خشک اور سیاہ ہو جائیں' یہ مفعول ہے)۔

حتی...... یہاں تک کہ۔

حکت...... مشابہ ہو گیا (حکی، حکایہ سے فعل ماضی)۔

غرۃ...... روشن حالت (گھوڑے کے ماتھے کی سفیدی اور پہلی رات کے چاند کی روشنی کو غرہ کہتے ہیں)۔

فی الاعصر...... جمع عصر' زمانہ' تمام زمانوں۔

الدھم...... ازادھم اور دھا کی جمع ہے بمعنی سیاہ' سیاہ اور ظلمت سے۔

فی الاعصر الدھم...... تاریک و سیاہ زمانوں میں (الاعصر جمع ہے العصر کی)۔

ترجمہ:

اور سال قحط جو سیاہ تھا آپ کی دعا سے زندہ ہو گیا اور سفید روشن ہوا اس سیاہی سے۔

تشریح:

آنحضرت ﷺ کی دعا سے قحط کا سخت اور سیاہ سال زندہ یعنی سرسبز و شاداب ہو گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ زمانوں میں بھی صبح کی مانند روشن ہو گیا۔ یا یہ معنی کہ وہ خشک سال جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی تھی ایسا سرسبز ہوا کہ دوسرے سرسبز سالوں میں ممتاز اور باعث زینت ہوا جس طرح گھوڑے کے لئے ماتھے کی سفیدی باعث امتیاز اور موجب زینت ہوتی ہے۔

اس شعر میں اعلیٰ درجہ کی فصاحت ہے۔ قحط کے سال کو سفید گھوڑے سے تشبیہ دی ہے جس طرح اس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ زمین کا رنگ سفید تھا اس میں کوئی گھاس پات نہ تھا۔ پھر سرسبز سال کو سیاہ گھوڑے سے تشبیہ دی یعنی تمام زمین سبز ہو گئی۔ اگر کہیں زمین خشک رہ گئی تو وہ اس قدر تھی جس قدر سیاہ گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی ہوتی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ وہ زمانہ سخت قحط سالی کا تھا۔ ایک اعرابی نے سوال کیا حضرتؐ دعا فرمائیں' قحط سے جانور مر گئے اور آدمی بھوک سے تنگ آ گئے ہیں۔ پس حضور ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ باوجودیکہ آسمان پر کوئی بادل نہ تھا مگر اچانک کالی گھٹا اٹھی اور موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی حضور علیہ السلام کی ریش مبارک پر سے بہہ رہا تھا۔ یہ بارش اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک مسلسل رہی۔ پھر جا کر ایک شخص نے عرض کیا کہ حضورؐ ہمارے مکان گر گئے اور مال و متاع ڈوب گیا۔ ہمارے لئے دعا فرمائیں تو حضورؐ نے دعا فرمائی: **اللھم حوالینا ولا علینا** (خدایا مدینہ کے باہر اردگرد بارش کو برسنے کا حکم دے اور ہمارے حق میں مضر نہ ثابت ہو) اس دعا سے مدینہ منورہ سے بادل ہٹ گیا۔ مدینہ مثل ٹیلہ کے خشک تھا اور نواح مدینہ میں جل تھا اور ایک ماہ مسلسل ایسا ہی رہا۔

خاصیت:

اس شعر کو ایک سو ایک دفعہ ایک جماعت کا پڑھنا قحط کو دور کرتا ہے مگر ہر ایک فرد پڑھے۔ (حسن الجردہ ص 46)

شعر......89

بِعَارِضٍ جَادَ اَوْ خِلْتَ الْبِطَاحَ بِھَا — سَیْبًا مِّنَ الْیَمِّ اَوْ سَیْلًا مِّنَ الْعَرِمِ

بر دعائش آمدے باران و وادی پُرشدے — گوئیا دریا بدے یا گوئیا سیل عرم

آپ کی رحمت سے بارش فضل کی ایسی ہوئی — یا کوئی سیل عرم ہے یا کوئی ہے بحر و یم

دعوت حضرت باراں وسن جنگل ہنجو رونده — اچھل دریا تارو وگن باہر ہو کھلوندے

By means of a cloud which rained so abundantly, that you would think the large valleys were inundated by the ocean or by a torrent overflowing the Dam.

حل لغات:

عارض...... بجلی اور گرجنے والا بادل، سحاب ابر۔

جاد...... خوب (بہت) بارش کی، موسلا دھار بارش کی بخشش تھی (جاد یجود جوداً سے فعل ماضی)۔

او...... یا۔

خلت...... تو خیال کرتا۔

البطاح...... وادیاں، پانی کے تیز رونالے (بطحا کی جمع ہے)۔

سیباً...... پانی بہا ہے اور ہر طرف پھیل گیا ہے۔

من الیم...... دریا سے، کثیر آب باراں سے۔

سیلاً...... سیلاب، جل تھل۔

من العرم...... زور کے ساتھ حدو بند کو توڑنے سے، سخت طوفانی بارش کا۔

عرم...... ملک سبا کی ایک وادی کا نام ہے جس نے ایک دفعہ طغیانی کے باعث شہروں کو برباد کر دیا۔ جب ملکہ بلقیس اس ملک پر مسلط ہوئی تو اس نے اس وادی کی روک کے واسطے ایک بند پتھروں کا بندھوا دیا۔

ترجمہ:

وہ ابر ایسا برسا کہ تو خیال کرے بڑی ندیاں اُس ابر سے دریا کے عطائے کثیر یا ایک رو پانی کی جو سنگین بند سے کھل گئی۔

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا نے خشک سالی کو زندہ کیا اس بادل کے ساتھ جو خوب برسا۔ یہاں تک کہ وادیوں پر دریا کا گمان ہوتا تھا۔ یا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عرم کا سیلاب اس میں ٹوٹ پڑا ہے۔)

تشریح:

(آنحضرت ﷺ کی دعا کے طفیل) بارش اس قدر ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہو گیا اور اگر تو دیکھتا تو خیال کرتا کہ یہ سمندر کا پانی ہے جو وادیوں میں بہا ہے اور ہر طرف پھیل گیا ہے یا سیل العرم ہے یعنی پانی زور سے حد و بند کو توڑ کر آ گیا ہے۔ اس شعر میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی دُعا میں اللہ تعالیٰ کے آسمان اور زمین کے ملکوت میں تاثیر موجود ہے۔

اس بیت میں تلمیحاً قصہ سبا کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے۔ (عرم ایک جگہ کا بھی نام ہے جو ملک سبا میں ہے)۔

جب بلقیس اس شہر کی ملکہ ہوئی تو اس نے اس وادی کو طوفانی بارشوں سے بچانے کے واسطے پتھروں کا ایک بند بندھوایا تا کہ جو پانی جمع ہو خاطر خواہ استعمال کیا جائے اور شہر والوں نے اس وادی کے نیچے کے حصے میں دائیں بائیں بڑے بڑے باغ بنائے۔ کہتے ہیں کہ اس قدر باغ ہو گئے تھے کہ اگر کوئی شخص ٹوکری سر پر رکھ کر درختوں کے نیچے سے گزرتا تو بغیر کسی پھل کے توڑے اور کسی ڈالی کو ہلائے اس کی ٹوکری پھلوں سے بھر جاتی۔ اس خطہ کی آب و

ہوا معتدل اور صحت بخش تھی۔ سانپ، بچھو، مکھی، مچھر، پسو، کھٹمل، جوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اگر مکھی، مچھر، پسو، کھٹمل وغیرہ لے کر کوئی مسافر اس شہر میں داخل ہوتا تو یہاں کی ہوا میں یہ اثر تھا کہ فوراً پسو، کھٹمل وغیرہ مر جاتے۔

ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے ہر ایک قسم کی نعمتیں عطا کیں مگر انہوں نے نعمت کا کفران اور پیغمبروں کا انکار کیا۔

خدا تعالیٰ نے اندھے چوہے کو ان کی بربادی پر مسلط کیا۔ اُس نے بند میں سوراخ کیا جس سے وہ بند ٹوٹ گیا اور ان کے مکانات اور باغات ڈوب گئے، وہ سب غرق ہو گئے۔ اس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔

اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِی ذِكْرِ شَرَفِ الْقُرْآنِ

فصل چھٹی بیان میں شرافت و بزرگی قرآن کے

شعر......90

دَعْنِیْ وَ وَصْفِیَ آیَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ ‌ ‌ ظُهُوْرَ نَارِ الْقِرٰی لَیْلاً عَلٰی عَلَمٖ

گوش کن تا معجزش گویم کہ آن روشن بود ‌ ‌ ہمچو آتش در شب تاریک بر فرق علم

اب ذرا قرآن کی تعریف کرنے دو مجھے ‌ ‌ نور کا مینار اونچا ہے جو مانند علم

کد زمیں تھیں مدح کہاں میں روشن سرور عالم ‌ ‌ اچے کوہ بلے جے آتش دوروں ویکھے عالم

Leave me to describe his many miracles that appeared as conspicuous as the fire of hospitality at night on a high mountain.

حل لغات:

دعنی...... چھوڑ مجھے (دع، یدع سے فعل امر مراد یہ ہے کہ میری طبیعت آمادہ ہے اور مجھے موقعہ دو کہ میں بیان کروں۔ یہ عربی محاورے کے مطابق ہے جیسا کہ قرآن پاک میں بھی آیا ہے: ذرنی والمکذبین اولی النعمة)۔

و...... ساتھ۔

وصفی...... میرے وصف بیان کرنے کو، میری مدح سرائی کو (وصف سے)۔

آیات...... معجزات، نشانیاں (ایة کی جمع ہے)۔

لہٗ...... آنحضرتؐ کے، جو حضورؐ سے۔

ظهرت...... ظاہر ہوئے (ظهر، ظهور سے فعل ماضی صیغہ واحد مؤنث غائب، آیات اسم جمع مکسر کے فعل ہونے کی وجہ سے)۔

ظهور...... یہ ظاہر ہونا۔

نار القری...... مہمانی اور ضیافت کی آگ، عربوں کے ہاں رواج رہا ہے کہ وہ رات کو مہمانوں کی سہولت کی غرض

سے بلندیوں پر آگ روشن کر دیتے تھے تاکہ بھولا بھٹکا مسافر اسے دیکھ کر آ جائے' رات کے آنے والے مسافر مہمان کو طارق کہتے ہیں۔

نار...... اس آگ کا سا ہے۔

القِریٰ...... قری بمعنی ضیافت۔

لیلاً...... رات کو۔

علی علم...... پہاڑ پر' پہاڑ کے اوپر۔

علم...... بلند پہاڑ۔

ترجمہ:

مجھے بیان کرنے دے حضرت کے معجزے جو اُن سے ظاہر ہوئے جیسے شب کو پہاڑ کے اوپر مہمانی کی آگ ظاہر ہوتی ہے۔

تشریح:

اے مخاطب! مجھے حضور سرور کائنات ﷺ کے معجزات کے وصف بیان کرنے دے کہ جو اس قدر واضح اور ظاہر ہوئے کہ جس طرح رات کے وقت پہاڑ پر مہمانی کی روشن آگ ظاہر ہوتی ہے۔ (تاکہ کوئی بھولا بھٹکا مسافر رات کے وقت آ جائے)۔

معجزات کو اُس آگ کے ساتھ اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح آگ کو دیکھ کر راستہ بھولے ہوئے لوگ صحیح راستہ پر آ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان معجزات کو دیکھ کر گمراہ لوگ اسلام کو اختیار کرتے ہیں۔ نیز یہ معجزات ایسے روشن ہیں جیسے ضیافت کی آگ جو دور سے دکھائی دیتی ہے اور کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا۔

شعر......91

فَالدُّرُّ یَزْدَادُ حُسْناً وَّ هُوَ مُنْتَظِمٌ — وَلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْراً غَیْرَ مُنْتَظِمِ

دُر اگر در رشتہ باشد حسن او زاید بود — ور نہ در رشتہ بود قدرش نگردد ہیچ کم

حرف اس کے ہیں جواہر رشتہ در رشتہ جڑے — جن کی قدر و منزلت بکھریں تو پھر بھی ہو نہ کم

توڑے موتی دھاگے دے وچ حسن زیادہ بدروں — جے وچ دھاگے مول نہ پائیے تاں بھی کم نہ قدروں

For the pearl indeed displays greater beauty when it is strung, but it loses nothing in value when unstrung.

حل لغات:

دُرٌّ...... موتی۔

یزداد...... بڑھ جاتا ہے' زیادہ ہوتا ہے (ازداد باب افعال سے فعل مضارع)۔

حسناً...... خوبصورتی' حسن کے اعتبار سے۔

وھو...... اور وہ۔

منتظمٌ...... پرویا ہوا' لڑی میں پُرا ہوا ہو (انتظام سے)۔

ولیس ینقص...... اور کمی نہیں آتی (مادہ نقص سے)۔

قدرًا...... اس کی قیمت میں' قدر و قیمت کے لحاظ سے۔

غیر منتظم...... پرویا ہوا نہ ہو' جبکہ وہ پرا ہوا نہ ہو۔

ترجمہ:

پس موتی اگر پروئے ہوئے ہوں تو یقیناً ان کی حسن و خوبی فزوں ہوتی ہے اور اگر پروئے ہوئے نہ بھی ہوں تو بھی ان کی قدر و قیمت میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا (قدر کم نہیں ہوتی)۔

تشریح:

معجزات اور اوصاف حضور علیہ الصلوٰۃ خواہ نثر میں ہی ہوں' ایک قیمتی موتی ہیں لیکن اگر اُن کو نظم میں بیان کر دیا جائے تو ان کی چمک دمک کچھ اور ہی ہو گی۔ اس لئے انہیں نظم میں لانا ایک اور خوبی ہے۔ یعنی نظم میں بیان کرنے سے خوبصورتی زیادہ ہو گی اور یاد کرنے میں آسانی بھی ہو گی۔

شعر......92

فَمَا تَطَاوَلَ آمَالُ الْمَدِیْحِ اِلٰی — مَا فِیْهِ مِنْ کَرَمِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ

ہر چہ کاں گوید مدیح مصطفےٰ بسیار نیست — کو مزین بد بہ خلق نیک و احسان شیم

مدح اس کی جان و دل سے کیوں نہ ہم کرتے رہیں — ہے بلند اخلاق تعلیم اس کی اور مقصد اہم

کتھوں تائیں مدح کہاں میں تم نہ ہوون ہاری — کرم اخلاق حسابوں باہر کیہ کیہ کراں شماری

For, the aspirations of eulogy dare not aim at the noble dispositions and the innate qualities which he possessed.

حل لغات:

فما تطاول...... پس کیوں لمبی نہ ہوں (استفہام انکاری یا تعجب اور تطاول باب تفاعل سے) تطاول: لمبی گردن کر کے دیکھنا ہے۔

امال...... آرزوئیں (امل کی جمع ہے)۔

المدیح...... مدح سرا' تعریف کرنے والا۔

الی...... کی طرف، کہاں تک۔

مافیه...... جو آپ میں ہے۔

من کرم الاخلاق...... بزرگی اخلاق، برگزیدہ عادتیں، اخلاق کریمانہ۔

شیم...... نیک خصائل، پسندیدہ خصلتیں۔

ترجمہ:

پس آپ کے مکارم اخلاق اور نیک خصائل کو دیکھ کر مدح کرنے والوں کی مدح سرائی میں آرزوئیں کیوں نہ بڑھیں۔ (کیوں نہ بڑھیں مدیح کی آرزوئیں اس ذات کی طرف جو اخلاق کریمہ اور خصائل محمودہ کا پیکر ہے۔)

افادہ:

آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کی غایت اور حد ہی نہیں اس لئے ہر مدح سرا اپنی کوشش کرتا ہے کہ کسی قدر آپ کے فضائل کا احصا کر سکے لیکن ان سب کو بیان کرنے تک نہیں پہنچ سکتا۔

آغاز وظیفہ منگل

شعر......93

اٰیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَةٌ — قَدِیْمَةٌ صِفَةُ الْمَوْصُوْفِ بِالْقِدَمِ

آیہ ہائے حق کہ از رحمٰن فرود آمد بہ تو — آں قدیم ست و بود وصفش بموصوف قدم

ہیں یہ سب آیات حق گو نوبنو تنزیل میں — لیک معنی ذات حق کے ساتھ رکھتے ہیں قدم

آیت نص خدا تھوں جیہڑے آئے دوست صمیمے — اوہ تاں صفت موصوفے دی تھیں بھی کلام قدیمے

The verses are the signs of truth descended from God, newly created as well as eternal, which is an attribute of God, Who is described as Eternal.

حل لغات:

ایات حقٍ...... حق کی آیتیں، قرآن کی آیات۔

من الرحمٰن...... رحمٰن (رحم کرنے والے) کی طرف سے۔

محدثةٌ...... محدث، غیر قدیم، لکھی ہوئی یا اُتاری ہوئی ہیں (تلفظ، نزول و کتابت کے لحاظ سے)۔

قدیمةٌ...... دیرینہ، قدیم (کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے کیونکہ اللہ تعالےٰ قدیم ہے۔ صفة الموصوف بالقدم (کیوں کہ اس ذات پاک جل جلالہ کی صفت ہے کہ خود صفت قدیم سے موصوف ہے) اس لئے موصوف قدیم کی صفت۔ بالقدم: قدیم ہے۔

ترجمہ:

قرآن مجید رحمٰن کی طرف سے آیات حق ہیں اور محدث حالت میں ہیں لیکن ساتھ ہی کلام اللہ یا معنی ہونے کی وجہ سے یہ قدیم ہے کیونکہ اس کو اس ذات جل شانہ سے نسبت ہے جو صفت قدامت سے موصوف ہے (پس قدیم ذات کی صفت بھی قدیم ہونی چاہئے)۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ قدیم ہے لہٰذا اس کا کلام بھی قدیم ہے۔ ذات قدیم کا کلام بھی صفت قدامت ہی سے متصف ہو گا۔ آیات قرآنیہ کو بھی محدث کہا گیا ہے۔ لفظ محدث سے صفت قدامت کی تردید نہیں ہوتی کیونکہ قرآن حکیم من حیث ہو تو قدیم ہے اور یہ صفت اس سے جدا نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اگر صفت قدامت اس سے جدا ہو جائے تو کلام الٰہی کو مخلوق ماننا پڑے گا۔ پھر وہ کلام الٰہی نہیں رہ جائے گا لہٰذا قرآن حکیم بلحاظ نزول محدث ہے۔ اللہ کا کلام اللہ کی ذات سے الگ نہیں ہے اس لئے یہ قدیم ہے۔

شعر......94

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَّهِیَ تُخْبِرُنَا — عَنِ الْمَعَادِ وَ عَنْ عَادٍ وَّ عَنْ اِرَمِ

مقترن نامد بوقتی دائماً ثابت بداں — او خبر داد از معاد و حشر و زعاد و ارم

اس کی سطروں سے عیاں اقوام رفتہ کے نقوش — اس کے لفظوں میں ہوئے احوال آئندہ رقم

نال زمانے نہیں ہمیشہ آیت حق قدم تھیں — خبر دیندی ایہ حشر قیامت نالے عاد ارم تھیں

They are not connected with any period of time, while they tell us of the future of the world, as well as of 'Ad and of Iram.'

حل لغات:

لم تقترن...... ان آیات کا کوئی تعلق نہیں، متصل ہونا، نہیں ہیں قریب سے متعلق وہ آیات (اقترن، یقترن، اقترانًا بمعنی کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ باندھنا سے نفی جحد بلم جمع مؤنث)۔

بزمان...... کسی زمانہ قریب سے، زمانے کے ساتھ۔

وھی...... اور وہ آیات۔

تخبرنا...... ہمیں خبر دیتی ہیں (خبر کے باب افعال یعنی اخبار سے فعل مضارع — عن المعاد — مقام بازگشت یوم آخرت کی، مادہ عود سے اسم ظرف۔

وعن عادٍ...... عاد اوّل کے متعلق۔

عن ارم...... عاد ثانی ارم کی۔

ترجمہ:

یہ آیات کسی زمانہ کے ساتھ مقرون نہیں ہیں، حالانکہ یہ ہمیں قیامت، قوم عاد اولیٰ اور عاد ارم کے متعلق آگاہ کرتی ہیں۔

تشریح:

آیات قرآن کا زمانے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے (کہ ان حدوث اور قدامت زیر بحث آئیں یہ تو کلام الٰہی ہیں) کیونکہ ایک طرف تو یہ حشر کی خبر لاتی ہیں (یہ ان کے مستقبل کی بات ہے) اور (جہاں تک ماضی کا تعلق ہے تو ازیاد رفتہ قوموں یعنی عاد وارم کے واقعات بیان کرتی ہیں)۔

افادہ:

کلام پاک کی کلامی حیثیت کے قطع نظر، قرآن مجید میں عاد وثمود اور قدیم قوموں کی تہذیب وتمدن کا جو تذکرہ کیا ہے وہ تاریخ وثقافت کے ایک طالب علم کے لئے اہمیت کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ تاریخ اس بارے میں بالکل خاموش تھی۔ اگر قرآن حکیم کا نزول نہ ہوا ہوتا تو دنیا کو ازیاد رفتہ اقوام وملل کی داستان عروج وزوال سے ہم بے خبر رہتے۔ عاد اولیٰ اور عاد ثانیہ کے حالات کی خبر دینے والا قرآن حکیم ہی ہے۔

یہ شعر اور آئندہ دس شعروں میں ان آیات کے دیگر اوصاف مذکور ہیں۔

شعر 95

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ　　مِّنَ النَّبِيِّيْنَ اِذْ جَآءَ تْ وَلَمْ تَدُمْ

نزد ما باقی بماند بہتر از ہر معجزات　　معجز پیغمبراں باقی نماندہ در امم

انبیاء کے معجزے ظاہر ہوئے اور مٹ گئے　　ہے یہ دائم معجزہ اس میں نہیں کچھ بیش و کم

کول اساڈے ظاہر ویکھو معجزے حضرت والے　　جو اگلیاں نبیاں نوں ہوئے پہنچے نال کمالے

They remained for ever with us, and so they excelled every miracle of the other prophets, since the latter appeared, but lasted not.

حل لغات:

دامت...... ہمیشہ رہیں (دام، یدوم اور الدیمومة سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب برائے آیات جمع)۔
ففاقت...... پس وہ فوقیت لے گئیں، فوقیت حاصل ہوگئی۔
کل معجزة...... ہر معجزے پر۔
من النبیین...... تمام انبیائے کرام کے۔

اذ جاء ت...... وہ آئے، جب کہ وہ معجزہ لائے (معجزہ ایک ایسے خارق عادت امر کو کہتے ہیں جو منکرین کے انکار کے وقت مدعی نبوت سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کا مقابلہ کرنے سے مخالفین عاجز آ جاتے ہیں۔)
ولم تدم...... اور ہمیشہ نہ رہے (نفی جحد بلم)۔

ترجمہ:

(یہ آیات) ہمارے پاس ہمیشہ رہیں گی۔ پس (یہ نشانیاں یا معجزات یا آیات) پر اس معجزہ سے فائق ہوگئیں ہیں جو باقی انبیاء سے (معجزے) رونما ہوئے اور نہ رہے۔

تشریح:

یہ قرآنی آیات (کہ جو ایک مستقل معجزہ کا درجہ رکھتی ہیں) ہمارے لئے ہمیشہ باقی رہیں گی اور اس لحاظ سے انہیں باقی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام معجزوں پر فوقیت حاصل ہے کہ ان کے معجزے عارضی تھے اور انہیں بقائے دوام میسر نہیں آیا۔ آیات قرآنیہ ایسا معجزہ ہیں جو ہر زمانہ میں قائم رہے گا۔ توریت اور انجیل میں تحریف ہو چکی ہے لیکن قرآن شریف اپنی اصلی حالت پر قائم ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

شعر 96

مُحَكَّمَاتٌ فَمَا يَبْقِيْنَ مِنْ شُبَهٍ　　لِّذِیْ شِقَاقٍ وَّلَا يَبْغِيْنَ مِنْ حَكَمٍ

محکم ست آیات قرآن شبہۂ کس را نماند　　وز ہمہ الفاظ از و تاباں بود نور حکم

آئتیں ہیں اس کی محکم ان میں ریب و شک نہیں　　فیصلہ کرتی ہیں ہر جھگڑے میں خود بن کر حکم

محکم خبراں وچ قرآنے شبہ نہ رہیا کسے　　جو الفاظ شگفتہ آہے نور الٰہی دسے

They are confirmed and perspicuous, leaving no room for ambiguities to the advantage of any adversary, nor do they require any judge to decide their siqnificance.

حل لغات:

محکمات...... قرآن مجید کی واضح آیات کہ جن کا حکم ظاہر ہے، منسوخ نہیں اور کسی تاویل کا محتاج نہیں (محکمات جمع ہے محکمہ کی کہ جو اسم مفعول مؤنث ہے اور مصدر احکام سے ہے)۔
فما...... پس نہیں۔
یبقین...... باقی رہا۔
فما یبقین...... وہ باقی نہیں رکھتیں (بقی، یبقی، بقاءً سے فعل مضارع منفی جمع مؤنث غائب)۔
من شبه...... کوئی شبہ، کسی قسم کے شبہ سے۔

لذی شقاقٍ...... اختلاف کرنے والے کے لئے۔

ولا یبغین...... اور وہ چاہتیں، انہیں ضرورت نہیں، طلب نہیں کرتیں۔

من حکم...... کسی ثالث کو، کسی فیصلہ کرنے والے کو۔

ترجمہ:

(یہ آیات) محکم ہیں۔ پس یہ آیات، کسی اختلاف کرنے والے کے لئے کوئی شبہ باقی نہیں رہنے دیتیں اور نہ ہی کسی منصف کا تقاضا کرتی ہیں۔

تشریح:

قرآن مجید کی آیات محکمات ہیں کہ ان میں کسی اختلاف کرنے والے کے لئے کوئی گنجائش شبہ نہیں اور وہ خود اتنی واضح ہیں کہ انہیں کسی فیصلہ کرنے والے یا کسی محاکمے کے شرمندۂ احسان ہونے کی ضرورت نہیں (اور اپنے حقائق کے لحاظ سے کسی خارجی استدلال اور وضاحت کی محتاج نہیں)۔ قرآن حکیم دنیا کی واحد کتاب ہے جس نے اپنے متعلق ذالک الکتاب لا ریب فیه کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا دعویٰ صد فیصد تسلیم شدہ ہے۔ اس کی ہر آیت محکم ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اہل اصول کی اصطلاح میں محکمات وہ آیات ہیں، جو اپنے معنوں پر بلا کسی شبہ واحتمال کے دلالت کریں۔

شعر......97

مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ   اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَيْهَا مُلْقِی السَّلَمِ

ہر کہ با قرآں بجنگ آمد باآخر باز گشت   آنکہ دشمن تر بدے نزدش بیفگندے سلم

منکروں نے اس کے آگے ڈال دی اپنی سپر   اس کے آگے شعر کے دیوان ہیں وجہ ندم

نال قرآنے جنگ کریندا پچھوں توبہ کردا   جو حضرت دا وڈا دشمن آ کر کلمہ پڑھدا

They were never opposed by any eloquent writers, but the most bitter of the opponents turned away from the contest, tendering submission to them.

حل لغات:

ماحوربت...... نہیں لڑائی کی (حرب مادہ یحرب اور باب مفاعلہ یعنی محاربة سے فعل ماضی منفی)۔

قط...... ہرگز کبھی۔

الا...... مگر (حرف استثنا)۔

عاد...... لوٹ آیا (مادہ عود سے)۔

من حرب...... غصے سے (حرب کے لفظ میں اگر "ر" پر زبر ہو تو معنی غیظ وغضب کے ہوتے ہیں اور اگر "ر" پر

جزم ہو معنی جنگ یا لڑائی کے ہوتے ہیں)۔

اعدی الاعادی...... دشمنوں میں سے بدترین دشمن (اعدی، عداوۃ سے اسم تفضیل ہے اور الاعادی جمع الجمع ہے عدو کی اعدی الاعدی فاعل ہے فعل عاد کا)۔

الیها...... قرآن مجید کی طرف (آیات قرآن کی طرف ضمیر ہے) اسی قرآن کے ساتھ۔

ملقی السلم...... سر تسلیم خم کرنے والا، صلح کرنے والا، سپر ڈالنے والا (ملقی مادہ لقی یلقی لقاً سے اسم فاعل ہے بمعنی ڈالنے والا اور السلم کے معنی صلح کے ہیں، سلامتی سے)۔

ترجمہ:

ان آیات قرآنیہ کے ساتھ جب بھی کسی سخت ترین دشمن نے مقابلہ کی جسارت کی تو وہ جنگ سے باز آیا اس حال میں کہ وہ صلح کا خواہشمند تھا۔

تشریح:

ان آیات قرآن کے ساتھ جب کبھی کسی بدترین دشمن نے بھی جنگ کرنے (یعنی معارضہ کرنے) کی ٹھانی تو ہمیشہ منہ کی کھائی ہے اور غیظ وغضب سے ہٹ کر سر تسلیم خم کئے بغیر اسے کوئی چارہ کار دکھائی نہیں دیا۔ سلامتی سے اسے قبول کیا۔

افادہ:

قرآن مجید کے معارضہ کرنے والوں کے اعتراف عجز کا سب سے بڑا ثبوت ابن المقفع کا واقعہ ہے کہ جس نے معارضہ کرنے کی کوشش کی مگر قرآن کی ایک ہی آیت "یا ارض ابلعی مائک" کو دیکھ کر ہی سپر ڈال دی۔ ابن مقفع اپنے وقت کا افصح اللسان (سب سے بڑا فصیح) تھا۔

ولید بن مغیرہ قریش میں میدان فصاحت کا بڑا شہسوار مانا جاتا تھا۔ ایک روز حضور ﷺ کی خدمت میں بقصد معارضہ آیا۔ خیال تھا کہ حضورؐ سے بلاغت میں مقابلہ کروں گا۔ حضورؐ کی زبان مبارک سے آیات سن کر برملا کہہ اُٹھا: "خدا کی قسم، یہ انسان کا کلام نہیں۔" اور خاموشی سے چل دیا۔ یحییٰ بن حکیم نے قرآن حکیم کے مقابلہ کا خیال کیا اور سورۂ اخلاص پر کچھ لکھنا چاہا کہ فصاحت کلام اور بلاغت مضمون نے اتنا مرعوب کیا کہ تائب ہو گیا۔ غرضیکہ جو بھی مقابلہ میں آیا وہ مبہوت ہو کر واپس گیا۔

شعر......98

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوٰی مُعَارِضِهَا   رَدَّ الْغَيُوْرِ يَدَ الْجَانِیْ عَنِ الْحُرَمِ

از بلاغت دعوائے جملہ معارض کرد رد   چوں غیورے کو کندرد دست جانی از حرم

ہو گئے عاجز جہاں میں عالم و فاضل تمام   لا نہیں سکتے مثال اس کی کبھی مل کر بہم

کیتے ردّ بلاغت آیتاں بے دیناں دے دعوے — مرد غیور جو بدعورت تھیں آکھے ہتھ نہ پاوے

Their eloquence rejected the claims of their opponent, just as a jealous husband keeps off the hand of a transgressor from his harem.

حل لغات:

ردت...... رد کر دیا، لوٹا دیا (رد سے فعل ماضی)۔

بلاغتها...... قرآن مجید کی آیات کی بلاغت نے (فاعل)۔

دعوی معارضها...... آیات قرآن کے معارضہ کرنے والے کا دعویٰ (مفعول)۔

رد الغیور...... غیرت مند کے رد کرنے کی طرح۔

ید الجانی...... غیر محرم کے ہاتھ کو (جانی، جنایۃ سے ہے اور اسم فاعل ہے)۔

عن الحرم...... قابل احترام جگہ سے، پردہ نشین عورتوں سے۔

ترجمہ:

قرآن کی بلاغت نے مخالف کے دعویٰ کو اس طرح رد کیا جس طرح غیرت مند انسان کسی بدکردار کے ہاتھ کو اپنے حرم میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ (جیسے غیرت مند عورت غیر محرم سے پردہ کرتی ہے)۔

تشریح:

قرآن نے اعلان کیا کہ ”اے عربیت کے دعویدارو! اس قرآن کے مقابلہ میں کوئی مجموعہ کلام بنا کر پیش کرو۔ اس قرآن جیسی کوئی ایک چھوٹی سی سورت ہی لا کر دکھا دو۔“ مگر سب دعویدار فصاحت و بلاغت کے جملہ نامور قرآن سن کر مبہوت رہ گئے۔ ہزار کوشش کے باوجود قرآن حکیم کے مقابلہ میں کوئی چیز پیش نہ کر سکے۔ قرآن حکیم کے اس چیلنج کا جواب آج تک نہیں دیا جا سکا اسی طرح قیامت تک نہیں دیا جا سکے گا۔

شعر......99

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِي مَدَدٍ — وَ فَوْقَ جَوْهَرِهِ فِي الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

معنی بسیار ہمچوں موج دریا دارد آں — بہتر است از دُرّ دریا جملہ در حسن و قیم

اس کے معنی بحر کی موجیں ہیں گویا ہم عناں — اس کے حسن نظم میں بھی ہے جواہر کا بھرم

اوہناں آیتاں دے کئی معنے جیوں موجاں دریائی — بہتر جوہر دریائے تھیں اندر حسن زیبائی

They have innate ideas which are like the waves of the sea in their abundant flow, but superior to its pearls in beauty and value.

حل لغات:

لها...... قرآنی آیات کے لئے (ھا کی ضمیر آیات قرآن کی طرف ہے) ان آیتوں میں۔

معانٍ...... معانی و مقاصد، مطالب (معانی کی ”ی“ محذوف ہے)۔

کَ...... مانند۔

موج...... دریا کی ٹھاٹھ۔

موج البحر...... سمندر کی موج، لہر۔

فی مدد...... مدد یا امداد میں، جو پے در پے اٹھتی ہیں۔

وفوق...... اور اوپر ہے، اور فوقیت لے گیا ہے۔

جوھرہ...... موتی جو دریا سے نکلتے ہیں، اس کے جواہرات اور موتی (بحر قرآن کا جوہر)۔

القیم...... جمع قیمت کی بمعنی قدر و قیمت، قیمت میں۔

حسن...... خوبصورتی۔

ترجمہ:

ان آیات قرآنیہ کے سمندر کی موجوں کی مانند معانی ہیں اور حسن و قیمت میں یہ سمندر کے موتیوں سے فائق ہے (بڑھ کر ہیں)۔ (جس طرح دریا کی ایک موج باہم دوسری موج کی مدد کرتی ہے۔ اسی طرح ایک آیت دوسری کی مد ہے اور اس کے مضمون کو ثابت کرتی ہے۔)

تشریح:

قرآنی آیات حقائق و معارف کا ایک موجیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ قرآنی آیات حقائق و معانی، علوم و معارف، اسرار و رموز، عجائب و دقائق کا ایک موجیں مارتا ہوا سمندر ہے اور اس کی تہوں میں جو آبدار موتی پوشیدہ ہیں ان کی قدر و قیمت کا احصاء نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے تمام حقائق و معارف کا احاطہ ناممکن ہے۔

قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی (قرآن حکیم)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کے کلمات کو حیطۂ تحریر میں لانے کے لئے سمندر روشنائی ہو جائے تو بھی سمندر کی روشنائی ختم ہو جائے گی لیکن میرے رب کے کلمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔“

اگر قرآن کریم کی حقیقت معانی ظاہر ہو جائے تو اُس کی سطوت نوری کی تاب آسمان و زمین نہیں لا سکتے۔

شعر......100

فَلاَ تُعَدُّ وَلاَ تُحصٰی عَجَآئِبُھَا　　وَلاَ تُسَامُ عَلَی الْاِکْثَارِ بِالسَّام

پس عجائب اندران و کس نہ بتواند شمرد　　ورچہ بسیارے بخواند کس نیرزد شوق کم

اور عجائب اس کے معنوں میں ہیں بے حد و شمار　　دل سمجھ لیتا ہے ان کو شوق سے سمجھیں جو ہم

بہت عجائب معنے آیتاں وچ شمار نہ آون　　توڑے بہت پڑھن اوہ قاری اپنا آپ کھپاون

The wonders of the Koran cannot be computed and comprehended completely; nor are they given up in disgust, not with standing repetition of reading.

حل لغات:

فما تعدُّ...... پس شمار نہیں کئے جاسکتے، گنتی نہیں کی جاسکتی (عدد و تعداد سے)۔

ولا تحصی...... اور احاطہ نہیں کیا جاسکتا (احصا سے)۔

عجائبھا...... قرآنی آیات کی نادر خوبیاں (عجائب، عجب کی جمع ہے)۔

ولا تسام...... مادہ سوم سے ہے اور معنی حسب ذیل ہیں:

(1) بولی نہیں دی جاسکتی (2) نہیں تھکا جاتا (3) ترک نہیں کیا جاتا (4) چھوڑی نہیں جاسکتیں۔

علی الاکثار...... کثرت پر، از کثرت، زیادہ ہونے کی وجہ ہے۔

بالسام...... تھکاوٹ، بولی، ترک کرنا، ملول ہونا، تنگ آنا۔

ترجمہ:

آیات قرآنیہ کے عجائبات نہ گنے جاسکتے ہیں اور نہ جمع کئے جاسکتے ہیں اور باوجود کثرت تلاوت کے اُن سے ملال دامن گیر نہیں ہوتا۔ (کثرت تلاوت سے اکتاہٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔)

تشریح:

قرآن مجید کی آیات کی نادر خوبیاں بے شمار اور حد حصا سے بھی زیادہ ہیں اور (اس قدر یہ انمول گوہر ہیں کہ) خواہ ان کی قیمت کتنی ہی زیادہ بولی پر چڑھائی جائے، تو ان کی خریداری نہیں ہوسکتی یا خواہ آدمی کتنا زیادہ تلاوت کرے، تھکاوٹ نہیں ہوتی یا بے شمار عجائب کے باوصف اس کی تلاوت کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ گویا کہ قرآن مشک کستوری ہے، جتنی بار تم اس کو لگاؤ مہک اور زیادہ ہوتی ہے۔ آیات کے معانی کا حسن و جمال سمندری ہیروں سے فائق ہے کیونکہ جواہر اور ہیروں کی کثرت اور قیمتی ہونے کے باعث رغبت رکھنے والا اُکتا جاتا ہے۔

یہ مضمون ایک حدیث شریف سے اخذ کیا گیا ہے جس کو ترمذی وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے اور وہ الفاظ

یہ ہیں: ان هذا القرآن لا یخلق علی کثرة الترداد ولا تنقضی عجائبه کہ قرآن مجید میں جس قدر تدبر و تفکر کیا جائے نئے نئے نکات معلوم ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے اس میں زیادہ تدبر و تفکر سے دل نہیں اُکتاتا۔ بعض حکماء نے فرمایا ہے کہ قرآن کی ہر آیت کے ستر معنی ہیں۔

شعر......101

قَرَّتْ بِھَا عَینُ قَارِیھَا فَقُلْتُ لَہٗ　　لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰہِ فَاعْتَصِمِ

چشم خوانندہ بداں روشن شود من گفتمش　　یا فتی حبل خدا محکم بگیر اے معتصم

اس کی قرأت آنکھ کی ٹھنڈک ہے قاری کے لئے　　اس کے احکامات پر لازم ہے پختہ ہو قدم

اس پڑھنے تھیں اکھیں روشن تینوں آکھ سنائیں　　فتح بحبل اللہ تے پایا محکم رہیں نہ جائیں

The eye of their reader was contented with them, and I said to him; 'Verily, you have won the rope of Good, and so hold it fast.

حل لغات:

قرت...... ٹھنڈی ہوئی (القر سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب)۔

بھا...... اُس قرآن کے ذریعے۔

عین قاریھا...... آیات قرآن کے قاری کی آنکھ (عین: آنکھ) (قاری، قراء سے اسم فاعل بمعنی قرأت تلاوت کرنے والا ہے۔ فعل قرت کا)۔ قاریھا: پڑھنے والے کی۔

فقلت لہٗ...... پس میں نے اسے کہا، کہتا ہوں (فعل ماضی واحد متکلم)۔

لقد ظفرت...... بے شک تو کامیاب ہوگیا۔ (لقد: بے شک)۔

بحبل اللہ...... اللہ تعالیٰ کی رسی کے ساتھ۔

فاعتصم...... پس تو مضبوطی کے ساتھ پکڑ، چنگل مار لے (مادہ اعتصام سے فعل امر)۔

ترجمہ:

ان آیات کو پڑھنے والے کی آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوگئیں تو میں نے اس کو کہا، تحقیق تو کامیاب ہوگیا ہے۔ اب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

تشریح:

تلاوت اور تدبر فی القرآن سے علم و عرفان کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ قلب و نظر کو طمانیت نصیب ہوتی ہے اور خدا تک پہنچنے کا راستہ ملتا ہے۔ یہی وہ حبل المتین ہے کہ جس کا ہمیں اجتماعی طور پر پکڑنے یعنی اپنی اجتماعی زندگی میں اسی کے عمل و دخل کو قبول کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد قدرت ہوتا ہے: واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا

تفرقوا (الاية) ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔''

اس شعر میں تلمیحاً اس حدیث کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے جو حضورؐ نے فرمایا: ''میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم نے اسے مضبوط پکڑا ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور فرمان محمد رسول اللہ ﷺ۔''

وہ قرآن و حدیث اللہ کی مضبوط رسی ہے، وہ حکمت والا ذکر ہے، وہ مضبوط مستقیم راہ ہے۔

جس وقت آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، تو صاحب کلام یعنی اللہ تعالیٰ بھی موجود ہوتا ہے جس سے آپ روبرو ہمکلام ہوتے ہیں۔ خدا کے جمال و جلال کا مشاہدہ کر کے آنکھیں نور انبساط سے بھر جاتی ہیں۔ قلب و نظر کو سکون و طمانیت کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

شعر......102

اِنْ تَتْلُهَا خِيفَةً مِنْ حَرِّ نَارِلَظًى — اَطْفَأْتَ حَرَّ لَظًى مِنْ وِرْدِهَا الشَّبِمِ

گر بخوانیش ز ترس آتش دوزخ کنی — سرد بر خود گرمی آتش برآں من ضا منم

نور اس کا نار دوزخ کو کرے دم بھر میں سرد — اور اس کی سورتیں گلزار جنت کے قلم

جے توں پڑھیں قرآن اس خطرے گرمی دوزخ جاوے — ٹھنڈی ہو ونجے گی آتش جے رب قادر بھاوے

'If you being afraid of the flame of the fire of Hell read them, you will put out the flame with their cold water.'

حل لغات:

تتلها...... پڑھے تو ان آیتوں کو۔

خیفه...... خوف کی حالت میں (مادہ خاف، خوف سے)۔

من حر...... سخت گرمی سے۔

نارلظی...... آتش جہنم (لظی جہنم کا نام ہے)۔

اطفاء ت...... تو نے بجھا دیا، ٹھنڈا کر دے تو (طفئت، طفوا سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر)۔

وردها...... اگر واؤ کی زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ''پانی'' ہوں گے اور اگر واؤ کی زبر سے ہو تو مراد ورد قرآن یعنی تلاوت قرآن۔

الشیم...... سرد، ٹھنڈا۔

ترجمہ:

اگر تو آتش دوزخ کے خوف کے لئے ان آیات کا وظیفہ کرے تو آتش دوزخ کو اُن کے سرد پانی سے بجھا دے گا۔

تشریح:

قرآن حکیم وہ آب خنک ہے جس سے جہنم کی آتش سوزاں بھی لرزاں و ترساں رہتی ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ جس ظرف میں قرآن حکیم ہو اس کو جہنم کی آگ نہیں جلا سکتی۔

اس شعر میں ایک حدیث کا اقتباس ہے کہ مومن جب پل صراط پر کھڑا ہو گا تو آگ کہے گی: اے مومن جلدی چلو، تمہارے نور نے میری حرارت بجھا دی ہے۔

حدیث صحیح میں ہے: ''جو قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اللہ اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج عطا فرمائے کہ اس کی چمک سورج کو شرمائے۔''

خاصیت:

اس شعر کا طاق تعداد میں ورد ہر قسم کے بخار بالخصوص تپ محرقہ کے لئے باعث شفاء ہے۔

شعر......103

كَاَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوْهُ بِهٖ — مِنَ الْعُصَاةِ وَ قَدْ جَآءُوْهُ كَالْحُمَمِ

آں چو حوضی داں کہ دارد روئے خوانندہ سفید — گرچہ عاصی آمد ست و روسیہ ہچوں حمم

یہ ہے وہ چشمہ کہ دھل جاتے ہیں جس سے سب گناہ — اور سب چہرے نکھر جاتے ہیں جس سے ہے وہ نم

حوض کوثر کر جانی آیتاں، مونہہ چٹا ہو جے دھوویں — توڑے عاصی تے مونہہ کالا کولے جیہا ہوویں

They are as clear and pure as Pond of the Prophet, the washing at which gives a fair complexion to the faces of the disobedient, when they come to it as black as coals.

حل لغات:

كانها الحوض...... گویا آیات قرآن حوض ہیں (حوض پر ال داخل ہونے کی وجہ سے یہ معرفہ بن گیا ہے اور اس سے مراد حوض کوثر ہے)۔

تبیض...... سفید ہو جاتے ہیں (مادہ بیض سے فعل مضارع)۔

الوجوه...... چہرے، منہ (وجہ کی جمع ہے)۔

به...... اس کے ذریعے، اس میں غسل کرنے سے۔

من العصاة...... گنہگاروں کے (عاصی کی جمع ہے اور عاصی مادہ عصی سے اسم فاعل ہے بمعنی گناہ کرنے والا)۔

قد جاء وه...... بے شک وہ لاتے ہیں۔

كالحمم...... کوئلے یا راکھ کی مانند (الحمم، الحمة کی جمع ہے بمعنی ہر وہ چیز کہ جو آگ سے جل جائے)۔

ترجمہ:

قرآن مجید کی آیات گویا حوض کوثر ہے کہ جس میں گنہگاروں کے منہ دھل کر سفید ہو جاتے ہیں جبکہ وہ جلی ہوئی راکھ کی مانند سیاہ چہروں کے ساتھ اس حوض پر آئے تھے۔

تشریح:

قیامت کے دن مومنوں کو اُن کے گناہ کی سزا دی جائے گی۔ ایک معین مدت تک دوزخ میں رہیں گے اور آتش دوزخ سے سیاہ ہو جائیں گے۔ جب وہ اس سے نکلیں گے تو ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے تو پھر ان پر آب حیات انڈیلا جائے گا تو ان کی سیاہی (کالا پن) ختم ہو جائے گی اور سفیدی ظاہر ہو جائے گی۔ اسی طرح آیات ہیں کہ ان کی تلاوت اور ان پر عمل کے باعث چہرے روشن ہو جاتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یوم تبیض وجوہ— الخ۔** ''جس دن کہ کچھ چہرے سفید (روشن) ہوں گے اور کچھ سیاہ۔''

اس شعر میں اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے جو حضورؐ نے فرمایا کہ قرآن کریم مرتکب صغائر و کبائر کا بروز قیامت شافع ہے اور جو اس کی تلاوت کرے اور اس پر عمل کرے اس کے درجات بڑھاتا ہے اور جو قرآن پڑھے اور عمل نہ کرے اسے جہنم کی طرف دھکیلتا ہے۔

شعر......104

وَ كَالصِّرَاطِ وَ كَالْمِيزَانِ مَعْدِلَةً — فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِي النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

چوں صراط ست آن و چوں میزاں بود در راستی — راستی از غیر آنہا کس ندیدہ بیش و کم

عدل میں احسان میں اور قسط میں میزان حق — اس کے آگے سب برابر ہیں جہاں کے بیش و کم

آیتاں راہ سدھا کر پہنچے عدلوں میزاں جانی — آیتاں باجھ نہ ہور عدالت اندر خلق پچھانی

They are like the Straight Bridge, and like the Balance, in their exact equilibrium and rectitude; so that equality cannot be established among the people without them.

حل لغات:

وکالصراط...... راستہ، صراط مستقیم یا پل صراط کی مانند۔

وکالمیزان...... اور میزان عدل کی طرح (میزان، وزن کرنے کا آلہ یعنی ترازو)۔

معدلة...... عدل کرنے میں۔

فالقسط...... پس انصاف، عدل۔

من غیرھا...... اس کے غیر سے، قرآن کے بغیر۔

فی الناس...... لوگوں میں، معاشرہ انسانی میں۔

لم یقم...... ہرگز قائم نہیں ہوا۔

ترجمہ:

یہ آیات عدل و انصاف میں گویا صراط و میزان کی مانند ہیں اور ان کے بغیر لوگوں میں عدل قائم نہیں رہ سکتا۔

تشریح:

قرآن پاک میں عمرانی مسائل کو اس طرح حل کیا گیا ہے کہ اگر اس ضابطہ حیات پر عمل کر لیا جائے تو دنیا کی ساری مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ دین و دنیا کے سب مسائل کا حل اسی کتاب اللہ میں موجود ہے۔ احترام آدمیت کا فقدان، اخلاقی اقدار کا انحطاط، معاشی ناہمواریاں اور امن عالم کے خواب کا شرمندہ تعبیر نہ ہونا۔ محض اس وجہ سے ہے کہ ہم نے ہدایت ربانی کو پست پشت ڈال کر اپنے علم و دانش پر غیر ضروری اعتماد کر لیا ہے اور اس طرح راہ عدل سے دور جا پڑے ہیں۔

من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون (القرآن)

''یعنی جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی ظالم (فاسق) ہیں۔''

سنت اور اجماع اُمت اور قیاس فقہی اس کے تابع ہیں۔

شعر......105

لَا تَعْجَبَنْ لِحَسُودٍ رَاحَ يُنْكِرُهَا — تَجَاهُلاً وَّ هُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

گر حسود انکار آں کردہ مدار آں را عجب — کو تجاہل کردہ ورنہ نیک کردست آں فہم

حاسدوں کو ہے اگر انکار اس کے فضل سے — آپ خود جلتے ہیں اپنی آگ میں تو کر نہ غم

عجب نہ کہہ حاسد تھیں جہلا آیتاں تھیں انکاری — نہیں تاں تیز فہم ایس جیہا نہ کو وچ شماری

Do not wonder at an envious opponent who denies them, pretending ignorance while he is most shrewd and intelligent.

حل لغات:

لا تعجبن...... تجھے تعجب نہیں کرنا چاہئے (فعل نہی نون خفیفہ کے ساتھ)۔

لحسود...... حاسدوں سے (حسود، حاسد کی جمع ہے)۔

راح...... جو ہو گیا ہے (راح رواحاً بمعنی جانے والا)۔

تنکرھا...... آیات کا انکار کرنے والا (مادہ انکار سے)۔

تجاھلاً...... جان بوجھ کر لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے دانستہ جہالت کرنا (باب تفاعل سے)۔

حاذق...... ماہر، دانا۔

الفھم...... اور کثیر الفہم ہے، ذہین۔

ترجمہ:

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر قرآن مجید کے فضائل کا انکار کرے تو تجھے تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کا یہ انکار محض حسد کی وجہ سے ہے اور وہ خوب ہوشیار اور سمجھدار ہے۔

تشریح:

جو لوگ جان بوجھ کر قرآن حکیم کے فضائل کا انکار کرتے ہیں وہ محض حسد کی بنیاد پر کرتے ہیں اس لئے اے مخاطب! حاسدوں کے اس انکار پر تعجب مت کرو۔ اس کی وجہ اگلے شعر میں فرماتے ہیں:

شعر...... 106

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَّمَدٍ   وَّيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَآءِ مِنْ سَقَمِ

گہ گہے چشم از رمد منکر شود خورشید را   ہم دہن منکر شود طعم خوش آب از سقم

کرتی ہے خفاش نور شمس کا انکار جب   ہے فساد اس کی طبیعت میں کہ بگڑا ہے طعم

کرن انکار اکھیں روشنائی دہ دیدار از دردوں   جو انکار کرے مونہہ روگی مٹھے پانی سردوں

The eye fails to see the light of the Sun from ophthalmia, and the mouth denies the taste of water from illness.

حل لغات:

قد تنکر...... کبھی انکار کر دیتی ہے (فعل مضارع کے ساتھ قد کا استعمال کبھی کے معنی پیدا کرتا ہے)۔

العین...... آنکھ (فاعل فعل قد تنکر کا)۔

ضوء الشمس...... سورج کی تیز روشنی کا۔

من رمد...... آنکھ کی بیماری کہ جس میں آنکھیں سوج جاتی ہیں اور بہت زیادہ سرخ ہو جاتی ہیں، آشوب چشم۔

وینکر...... اور انکار کر دیتا ہے (انکار سے فعل مضارع)۔

الفم...... منہ (ینکر کا فاعل ہے)۔

طعم الماء...... پانی کا ذائقہ، پانی کا مزا (مفعول ہے)۔

من سقم...... بیماری کی وجہ سے (بیمار کو سقیم کہتے ہیں)۔

ترجمہ:

کبھی آنکھ آشوب چشم کی وجہ سے سورج کی روشنی کا انکار کر دیتی ہے اور بیماری کے باعث منہ پانی کے ذائقہ کو صحیح نہیں مانتا۔

تشریح:

(قرآن مجید کے فضائل حقیقت ہیں اور حقیقت کا انکار کرنا صحت مندی کی دلیل نہیں) ہمیشہ وہ آنکھ آفتاب عالم تاب کی تیز روشنی کا انکار کرتی ہے کہ جو عارضہ رمد میں مبتلا ہو اور تجربہ شاہد ہے کہ مریض جس کا منہ خود کڑوا ہو اسے میٹھی چیز بھی کڑوی معلوم ہوتی ہے اور وہ آب شیریں کے ذائقے کا بھی انکار کر دیتا ہے۔ اسی طرح کفار و مشرکین و منافقین بسبب **فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا** (ان کے دلوں میں بیماری ہے پس اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی) حضورؐ کے فضائل و خصائل پسندیدہ کو بُرا دیکھتے اور اپنے مرض کو اس کی علت نہ جانتے ہوئے **صمٌّ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون** (بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب رجوع نہ کریں گے) ہو رہے ہیں۔

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِی ذِکْرِ معراج النبی ﷺ

فصل ساتویں بیان میں معراج نبی ﷺ

شعر...... 107

یا [1] خَيْرَ مَنْ يَّمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَهٗ   سَعْيًا وَّ فَوْقَ مُتُوْنِ الْاَيْنُقِ الرُّسُمِ

اے مہین آنکہ مردم قصد درگاہش کنند   پا پیادہ یا بہ پشت اشتران بادِدم

اے کہ ہے خیر المنازل اس جہاں میں تیرا در   دوڑتے آتے ہیں ہر جانب سے اشراف و اعم

اوس جیہا نہ چنگا کوئی جو حضرت ول آوے   پیر پیادہ چڑھیا اوٹھے جلدی قدم چلاوے

O thou best of those, to whose court the seekers of munificence resort, running and mounted on the backs of fleet camels;

حل لغات:

یا خیر...... اے بہترین۔

من یمم...... ان لوگوں کے کہ جو قصد کرتے ہیں (امم مادہ امم سے بمعنی قصد کرنا)۔

1- چونکہ ان ابیات میں ناظم رحمہ اللہ کو آنحضرت ﷺ کی معراج مبارک کا بیان کرنا مطلوب ہے لہٰذا آنحضرت ﷺ کی جناب میں خطاب کرتے ہیں کہ اے میرے بزرگوں کے پیشوا' اے گمراہوں کے رہنما' اے دونوں جہان کی نعمت عظمیٰ تیری ذات مقدس نے معراج کی رات میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک نور پھیلایا جیسے چودھویں رات کا چاند ظلمت شب کو منور کرتا ہے۔

العافون...... سائل، حاجت مند عافی کی جمع ہے کہ جو عفا یعفو عفوًا سے اسم فاعل ہے۔

ساحتہ...... آپؐ کے کھلے صحن کا' کشادہ دلی' یعنی بخشش کا' عام کا۔

سعیًا...... پیدل چلتے ہوئے (سعی' یسعی' سعیًا سے)۔

وفوق...... اور اوپر۔

متون...... پیٹھوں (جمع متن کی)۔

اینق...... ناقہ ہائے اونٹنیاں (جمع ناقۃ کی ہے)۔

الرسم...... جمع رسوم کی بمعنی وہ اونٹ کہ جو دن رات چلتا ہے اور زمین پر اس کے پاؤں کے نشان ہی نشان ہوں' طاقتوروں کے۔

ترجمہ:

اے بزرگ ترین ہستی! جن کی درگاہ کے سائلین پیادہ' دوڑتے ہوئے اور تیز گاہ اونٹنیوں پر سوار ہو کر قصد کرتے ہیں۔

تشریح:

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ہستی وہ بزرگ ترین ہستی ہے جس کی بخشش عام سے سارا جہان مستفید ہوتا ہے اور جس کی بارگاہ کا قصد پیدل اور تیز رفتار سواریوں پر سوار ہو کر ضرورت مند کیا کرتے ہیں۔

اس شعر میں آپؐ کے دربار میں چل کر آنے والوں کی اقسام اور آپؐ کی خدمت میں حاضری دینے والوں کی اصناف کی عمومیت پر اشارہ ہے کہ ہر کوئی خواہ وہ قوی ہے یا کمزور راستہ کی مسافت قریب ہے یا بعید' آپؐ کا قصد کرتا ہے۔

شعر...... 108

وَمَنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ — وَّمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمٍ

اے کہ ہستی آیت کبریٰ کہ باشد معتبر — اے کہ ہستی نعمت عظمیٰ کہ باشد مغتنم

اے کہ تو سب سے بڑی آیت ہے ذات پاک کی — اور ہے سب سے بڑی نعمت ترا نقش قدم

ایہ آیتاں جو وچ قرآنے سبھے نیں اعتباری — بجھ غنیمت آیتاں تائیں سبھناں عظمت بھاری

Who art the greatest sign of God for a considerate thinker, and who art the noblest bounty of God for one who avails himself of it.

حل لغات:

ومن...... اے وہ ذات' اور کون وہ۔

هو الاية الكبرىٰ...... وہ جو سب سے بڑی نشانی یا معجزہ ہے۔

لمعتبر...... عبرت و نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے یا اہل اعتبار کے لئے (معتبر' اعتبار سے ہے)۔

ومن هو...... اور اے وہ ذات کہ جو۔

النعمة العظمىٰ...... نعمت عظمیٰ' بڑی نعمت ہے (عظمیٰ' اعظم کی مؤنث ہے)۔

لمغتنم...... غنیمت سمجھنے والے کے لئے' قدردان کے لئے' غنیمت جاننے والے کو (اغتنام سے اسم فاعل)۔

ترجمہ:

(اے وہ ذات!) جو عبرت حاصل کرنے والے کے لئے بہت بڑی نشانی (دلیل) ہے اور (اے وہ ذات!) جو غنیمت جاننے والے کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔

تشریح:

جو شخص عقل اور شعور رکھتا ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مسعود اُس کے لئے ہدایت کا نشان عظیم ہے اور حضور ﷺ کی ذات بابرکات ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ نعمت عظمیٰ بھی دنیا و آخرت دونوں کے لئے۔ ذات رسالت مآب خود ہی خدا کا تعارف ہے۔ آپؐ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر دشمن بھی یہ شہادت دینے پر مجبور ہو گئے کہ یہ چہرہ جھوٹا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ آپؐ نے آسمان کی بلندیوں کا فاصلہ طے کرتے ہوئے عرش بریں تک رسائی حاصل کی۔ خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا۔ قدرت نے انسانی فطرت کے اندر ہی پہلے سے کفر و ایمان کی تمیز رکھ دی تھی۔ اگر خداوند تعالیٰ رسولوں کو نہ بھیجتا تو انسانوں کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ کہہ سکتے کہ ہمیں ہدایت نہیں دی گئی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے کہ اس نے انبیائے کرام کو ہدایت کے لئے بھیج دیا۔ وہ انبیاء علیہم السلام تعداد میں بھی تھوڑے نہیں بلکہ لاکھ سے بھی زیادہ اور قریباً ہر خطہ زمین میں اور آخر میں آنحضرت ﷺ کو بھیج کر اتنا بڑا احسان فرمایا کہ جس کی مثال بھی نہیں ملتی۔ یہ احسان اتنا بڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکے۔

ارشاد ہوتا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (القرآن)

حالانکہ ہم نے انبیاء کرام کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو خود بھی کہنا پڑا:

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ اِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ (36/30)

شعر...... 109

سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّيْلاً اِلٰى حَرَمٍ — كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِيْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

در شبے رفتی ز مکہ تا باقصاء شریف — چوں کہ ماہ چار دہ گردد رواں اندر ظلم

لے گئے تشریف کعبے سے اندھری رات میں — تھے ہلال اور اس سفر سے بن گئے بدرِ حرم

سیر کیتو نیں راتیں مکیوں مسجد اقصیٰ تائیں — جیوں چن دسے رات اندھیاری ظاہر آ کھ سنائیں

Thou travelledst at night from one sacred place to another just as the full moon travels through intense darkness.

حل لغات:

سرایت...... آپؐ نے رات کو سفر فرمایا' سیر فرمائی (سری بمعنی رات کو چلنا سے فعل ماضی صیغہ واحد مذکر حاضر)۔

من حرمٍ...... حرم بیت اللہ' مکہ سے۔

الی حرمٍ...... حرم بیت المقدس کی طرف۔

لیلاً...... بعض حصہ رات میں۔

کما...... جس طرح۔

سری...... رات کو سیر کرتا ہے' چلتا ہے۔

بدر...... ماہ کامل' چودھویں رات کا چاند۔

فی داجٍ...... انتہائی تاریکی میں' سیاہی میں (دجۃ سے بمعنی شدید ظلمت)۔

من الظلم...... ازظلمت تاریکی' شب کی تاریکی سے' اندھیرے میں (ظلم جمع ظلمت تاریکی)۔

ترجمہ:

حضورؐ آپ نے رات کو ایک حرم سے دوسرے حرم (حرم مکہ سے حرم مسجد اقصیٰ) تک سیر کی جیسے کہ چودھویں رات کا چاند ظلمت کی تاریک رات میں چلتا ہے۔

تشریح:

جس طرح چاند کی روشنی سیاہ رات میں پھیل جاتی ہے اور اچھی لگتی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے انوار تاباں سے شب معراج میں آفاق عالم روشن ہو گئے۔ یا یوں کہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ تک جانا اس طرح تھا جس طرح چاند ایک بادل سے نکل کر دوسرے بادل میں جاتا ہے۔ حرم سے حرم تک کا یہ سفر بتا رہا ہے کہ آنحضورﷺ نبی القبلتین ہیں یعنی کعبہ اور بیت المقدس دونوں کے پیغمبر ہیں۔ ان دونوں قبلوں کے ماننے والے آپ کی اُمت میں شامل ہوں گے۔ سیر حرم الی الحرم کی شان سوائے ہمارے حضورﷺ کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ رتبہ حضورﷺ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ یہ واقعہ عام روایت کے مطابق ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے 27 رجب[1] کی رات پیش آیا۔ نبی کریمﷺ حرم کعبہ میں سو رہے تھے کہ جبرئیلؑ نے آ کر آپ کو جگایا اور زمزم کے پاس لے گئے۔ سینہ مبارک کو چاک کیا پھر آب زمزم سے اس کو دھویا۔ پھر حضورؐ کی سواری کے لئے براق پیش کیا (براق برق سے ماخوذ ہے۔ اس سواری کی رفتار بجلی کی مانند تیز تھی اسی لئے اسے براق کہا گیا۔ برق کی شرح رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار مل فی سیکنڈ ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ براق ایسی تیز رفتار سواری

1- مؤرخین کی ایک بڑی تعداد کے مطابق معراج یا اسراء کا واقعہ ہجرت سے 18 مہینے قبل پیش آیا۔

تھی کہ جہاں حدِ نظر ختم ہوتی تھی وہاں اس کا پہلا قدم پڑتا تھا) بعض کے نزدیک حضور علیہ السلام دولت خانۂ حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب سے پہلے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے بعدازاں عرش اعظم پر رونق افروز ہوئے۔ حضور نبی کریمﷺ سے روایت ہے کہ میرے لئے جبرئیل علیہ السلام براق لایا جو سفید رنگ اور قد میں گدھے اور خچر کے درمیان تھا اور ایسا تیز رو تھا کہ انتہائے نظر پر اس کا قدم جا پڑتا تھا حتیٰ کہ میں بیت المقدس پہنچا۔ حرم کے باہر سواری کو باندھا اور مسجد کے اندر دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد فراغت نماز ملائکہ و انبیاء علیہم السلام ارواح طیبہ سے ملاقات کی۔ سب نے درود پڑھا۔ مکہ معظمہ اور مسجد اقصیٰ شریف کے مابین چالیس دن کا راستہ ہے جو حضورؐ نے آناً فاناً طے کیا۔ علمائے اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج شریف بہ جسم و روح تھی اور اس کا منکر کافر ہے۔ اس سے آگے علماء میں اختلاف ہے اس لئے جسد عنصری سے معراج ہونے کا منکر کافر نہیں ہو گا کیونکہ اختلافات روایات کی وجہ سے ہر ایک فرقہ اپنے اپنے استدلال کو اپنے مسلمہ روایات پر مبنی کرتا ہے۔

شعر...... 110

وَبتَّ تَرقی اِلی اَن نِلتَ مَنزِلَۃً	مِن قابَ قَوسَینِ لَم تُدرَک وَلَم تُرَم
برشدی بالا و گشتہ قاب قوسینت مقام	واں ندیدست و نہ بیند ہیچ کس در ہیچ دم
ارتقائی منزلیں طے کرکے پہنچے ذات تک	عقل کی یہ دسترس میں راز آ سکتا ہے کم
حضرت اوس مقامے پہتے جتھے گیا نہ کوئی	اَوْ اَدْنیٰ تھیں اَقْرَبْ اوس نوں آدر ملیا ڈھوئی

Thou continuedst ascending until thou attainedst a position at the distance of two cubit's length from God, such as has neither-been attained nor sought by any other.

حل لغات:

بت...... تم رات میں ہو گئے (بیتوتۃ سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر)۔

ترقی...... ترقی کرتے' چڑھتے ہوئے (رقی' رقیا و رُقیا سے)۔

الی ان...... یہاں تک کہ۔

نلت...... پالیا تم نے' پہنچے تم (نال سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر)۔

منزلۃً...... ایک منزل' اس منزل تک۔

من قاب قوسین...... کہ جو دو کمانوں کی مقدار کے برابر ہے۔ بہت زیادہ قرب الٰہی کی طرف کنایہ ہے (قاب' یقوب قوبا بمعنی المقدار)۔

لم تدرک...... نہیں پائی جا سکتی' نہیں ادراک کی جا سکتی (ادراک سے نفی جحد بلم)۔

لم ترم...... قصد نہیں کیا جا سکتا' نہ خواہش کرسکتا ہے (نفی جحد بلم)۔

ترجمہ وتشریح:

رات ہی رات میں آپؐ نے بلندیوں پر چڑھتے چڑھتے قاب قوسین کے مقام تک پہنچ گئے جس کا ادراک ہی نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی وہاں کا قصد کیا جا سکتا ہے (بلکہ یہ تو وہ مقام ہے کہ جہاں پر طائر تصور بھی پر نہیں مار سکتا)۔ اسریٰ کی پہلی منزل یعنی مسجد اقصیٰ میں تمام کارگزاریوں کی تکمیل کے بعد آپؐ کے سامنے ایک زینہ پیش کیا گیا اور اس کے ذریعے جبرئیلؑ آپؐ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ عربی زبان میں معراج کے معنی سیڑھی کے ہیں اس لئے اس واقعہ اسراء کو واقعہ معراج بھی کہا جاتا ہے۔

آنحضور ﷺ جب پہلے آسمان پر پہنچے تو وہاں آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ ساتوں آسمانوں سے ہوتے ہوئے آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گئے جو پیش گاہ رب العزت اور عالم خالق کے درمیان حد فاصل ہے۔ یہاں پہنچ کر جبرئیل علیہ السلام بھی رُک گئے۔ اس سے آگے تو جبرئیل علیہ السلام کے پَر بھی جلنے لگتے ہیں۔ اب آنحضور ﷺ تنہا آگے بڑھے۔ اب خدا اور حضورؐ کے درمیان دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور دونوں میں بے حجابانہ راز و نیاز کی گفتگو ہوئی۔ یہ شرف کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔

شعر...... 111

وَ قَدَّمَتکَ جَمِیعُ الاَنبِیَآءِ بِهَا ۔۔۔ وَالرُّسُلِ فَقَدِیمَ مَخدُومٍ عَلٰی خَدَمِ

انبیاء و مرسلینت پیشوا کردند در آں ۔۔۔ ہمچو مخدومی کہ گردد پیشوا اندر خدم

انبیاء اور اولیاء ہیں سب کے سب زیر لوا ۔۔۔ اور رسولوں کے، فرشتوں کے ہیں سر زیر قدم

حضرت بیت مقدس چلے سبھ نبیاں تھیں اگے ۔۔۔ ہو مخدوم سدھائے سرور پچھے مرسل لگے

In that position, all the prophets and apostles gave thee the precedence of a suzerain over feudatories;

حل لغات:

قدمتک...... آپؐ کو مقدم کیا، آگے کیا (تقدیم فعل ماضی واحد مؤنث غائب کیونکہ فاعل انبیاء والرسل ہے کہ جو جمع مکسر ہے اور جمع مکسر کے لئے فعل ہمیشہ واحد مؤنث آتا ہے۔ ک ضمیر واحد مذکر حاضر ہے)۔

جمیع الانبیاء...... تمام انبیاء نے، سب نبیوں نے (فاعل ہے فعل قدمت کا)۔

بھا...... اس جماعت کے لئے (مرتبہ قاب قوسین) اس کی وجہ سے۔

رسل...... جمع رسول، ضرورت شعری کے لئے رُسل کے سین مضموم کو ساکن کیا گیا۔

تقدیم...... آگے بڑھانا، مقدم کرنا۔

خدم...... جمع خادم کی۔

مخدوم...... جس کی خدمت کی جائے، آقا، مولا۔

ترجمہ:

تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام نے وہاں حضور علیہ السلام کو اپنا پیشوا (امام) بنایا جس طرح آقا اپنے خادموں کا پیشوا بنایا جاتا ہے۔ (جیسے مخدوم خادموں کے آگے ہوتا ہے)۔ یعنی سارے نبیوں اور رسولوں نے آپ کو مقدم کیا جیسے خادم اپنے مخدوم کو مقدم کرتے ہیں۔

تشریح:

اس شعر میں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو لیلۃ المعراج میں حضور کو امام الانبیاء بنایا گیا اور مسجد اقصیٰ میں حضورؐ نے نبیوں کی امامت فرمائی۔ اس طرح آپؐ کو سرور کائنات اور امام الانبیاء والمرسلین تسلیم کیا گیا۔ آپؐ کی امامت معمولی نہ تھی بلکہ وہ امامت جو آقا اور ملازم کے درمیان ہوتی ہے۔

امام بوصیریؒ کا یہ کمال ہے کہ جو بات بھی کہتے ہیں مدلل کہتے ہیں۔ چنانچہ اس تقدیم کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپؐ کی امامت میں نماز ادا کی۔ یہاں ایک مثال بھی بیان کر دی کہ مخدوم ہی اس بات کا مستحق ہے کہ خادم اس کو مقدم رکھیں۔ یہاں مخدوم سے یہ بھی مراد ہے امام ومتبوع اور خدام سے مراد تابع ومقتدی ہے۔ ظاہر ہے کہ متبوع اور امام اپنے تابع اور مقتدی سے مقدم ہوگا۔ تقدیم کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ اس سفر میں اپنی اپنی منزل پر انبیاء علیہم السلام اور فرشتے آپؐ کے ہمرکاب رہے۔ یہ سب اسی مرتبہ قاب قوسین او ادنیٰ کا اعزاز تھا۔ (اس بات میں اختلاف ہے کہ امامت مسجد اقصیٰ میں ہوئی یا بلند آسمانوں میں۔ لفظ جمیع جو جمع سے مشتق ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مقام جمع عالم الملک میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو کہ حی لا یموت ہے، ہوئی ہے۔)

شعر...... 112

وَاَنتَ تَختَرِقُ السَّبعَ الطِّبَاقَ بِهِم ۔۔۔ فِی مَوکَبٍ کُنتَ فِیهِ صَاحِبَ العَلَمِ

ز اسمانہا برگذشتی بر جمیع انبیاء ۔۔۔ در گروہے کاندریشاں تو بدی صاحب علم

چیر کر ساتوں فلک آگے گئے سدرۃ تلک ۔۔۔ جس طرح لشکر میں سب سے آگے ہو صاحب علم

اسماناں تھیں گزرے حضرت نالے مرسل سارے ۔۔۔ صاحب نیزہ حضرت آہا ہور سبھے پچھیارے

While thou wast passing by them, through the seven heavens, in a procession, wherein thou wast the leader of the standard.

حل لغات:

وانت...... اور آپ نے۔

تخترق...... پھاڑنا' چاک کئے' چیرتے ہوئے (مادہ خرق کے باب افتعال یعنی اختراق سے)۔
السبع الطباق...... سات طبقے'ہفت افلاک' سات طبقہ آسمان کے (طباق جمع ہے طبق کی)۔
بھم...... اُن (انبیائے کرام اور ملائکہ) کے ساتھ۔
فی موکب...... جماعت میں' جلوس میں (موکب پیدل یا سوار چلنے والوں کی جماعت)۔
کنت فیه...... آپؐ ان میں تھے (کنت: آپ تھے'فیه: ان میں)۔
صاحب العلم...... علمبردار' لشکر کا قائد' سردارلشکر' رئیس (صاحب بمعنی دوست' متصرف: قابض۔ علم بمعنی جھنڈا)۔

ترجمہ:

آپؐ شگاف کرتے چلے گئے ساتوں طبق آسمان کے۔ اس طرح ان میں جیسے ایک لشکر کہ اس کے صاحب نشان آپؐ ہیں۔

(آپؐ ان (انبیاء) کے ساتھ ساتھ ساتوں طبق طے کرتے گئے ایک ایسے موکب میں کہ جس میں جھنڈے والے (سردار) آپ تھے۔ آپؐ ساتوں آسمانوں کو چیرتے ہوئے گزر گئے۔ شان یہ تھی کہ آپؐ کے جلو میں (ملائکہ اور انبیاء کا) ایک جلوس تھا جس کے آپؐ علمبردار تھے۔)

تشریح:

ساتوں آسمانوں کی وسعتوں کو سمیٹتے اور چیرتے ہوئے بارگاہ قدس میں آنحضورﷺ کی تشریف آوری اور آپؐ کے جلو میں اپنی اپنی منزل پر انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ مقربین کا جلوس کتنا دلکش' روح پرور اور بصیرت افروز منظر ہوگا جس کا ادراک نگاہ تصور نہیں کر سکتی۔

یا رسول اللہ! اور آپ نے ساتوں آسمانوں کو طے کیا جو کہ ایک دوسرے کے اوپر تہہ در تہہ ہیں۔ پہلے آسمان پر آپؐ کی حضرت آدم علیہ السلام سے یا ان کی روح سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام سے تیسرے میں حضرت یوسف علیہ السلام سے' چوتھے میں حضرت ادریس علیہ السلام سے' پانچویں میں حضرت ہارون علیہ السلام سے' چھٹے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے۔ فرشتوں اور ارواح انبیاء علیہم السلام کا لشکر سات آسمانوں تک آپﷺ کے ہمراہ تھا۔ اس لشکر میں صاحب علم آپ تھے۔ علم ایسا تیر جس کے سرے پر جھنڈا ہو تاکہ وہ بادشاہ پر علامت اور نشانی ہو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کسی آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے تو ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارے ساتھ کون ہے' وہ جواب دیتے: محمدﷺ۔

حدیث شریف میں ہے کہ بارگاہ ایزدی میں حضور علیہ السلام صرف اکیلے حاضر ہوئے تھے۔ یہ لشکر اپنی حد پر ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام بھی ایک مقررہ حد سے آگے نہ جا سکے۔ یہ مقام وہ مقام بلند ہے جو آنحضورﷺ ہی کے لئے مخصوص تھا۔ نہ پہلے کوئی اس مقام تک پہنچا اور نہ آپ کے بعد کوئی پہنچ سکتا ہے۔ یہ ادراک وتصور سے بھی ماوراء مقام ہے اس کو سمجھنے کے لئے قوت مومنہ صادقہ کی ضرورت ہے۔

شعر......113

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاواً لِّمُسْتَبِقٍ ‏ ‏ ‏ مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًا لِّمُسْتَنِمِ

زینتے از قرب بہر ہیچ کس نگذاشتی ‏ ‏ ‏ جائے بالاتر بہشتی دیگرے را در رقم

بڑھ گئے آگے ہر اک بڑھ جانے والے سے حضور ‏ ‏ ‏ ہو گئے نزدیک تر ذات خدا سے ایک دم

زینت قرب قدر تھیں حضرت کسے نبی نہ چھڈی ‏ ‏ ‏ تاہیں جا بلندی پہنچے ساتھ بزرگی وڈی

Until when thou leftst no goal of approach for any competitor to precede, nor any place of ascent for any advancer.

حل لغات:

حتی...... یہاں تک کہ۔
اذا...... جب۔
لم تدع...... آپ نے نہیں چھوڑی (دع یدع سے نفی جحد بلم)۔
شاوًا...... سبقت اور بڑھنے کی حد و ہمت' حد اور دوڑنے (بڑھنے) کی ہمت (مصدر الشاو سے بمعنی غایت کہا جاتا ہے فلانٌ بعید الشاؤ یعنی وہ عالی ہمت ہے)۔
لمستبق...... سبقت لے جانے والے کے لئے (مستبق باب افتعال یعنی استباق سے اسم فاعل ہے)۔
من الدنو...... قرب خاص سے (دنی' یدنو سے)۔
ولا مرقًا...... اور نہ کوئی چڑھنے (بلند کرنے) کا ذریعہ (رقی بمعنی چڑھنا سے اسم آلہ)۔
لمستنم...... بلندی پر چڑھنے والے کے لئے' کسی پشتہ پر چڑھنا' کسی سیڑھی اور پشتہ سے (سنم بمعنی کوہان شتر کے باب افتعال یعنی استنام سے اسم فاعل)۔

لفظی ترجمہ:

یہاں تک کہ باقی نہ رکھا پیش جانا کسی آگے جانے والے کا۔ نزدیکی میں اور نہ بالا جانے والے کے لئے بالا جانا۔

ترجمہ:

حضورﷺ یہاں تک چڑھے کہ کسی چڑھنے بڑھنے والے کو موقع بلند ہونے اور چڑھنے کا باقی ہی نہ رہا۔

تشریح:

آپؐ بڑھتے بڑھتے وہاں پہنچے کہ کسی دوسرے آگے بڑھنے والے کے لئے کوئی درجہ قرب کا نہ رہا اور نہ کسی

اوپر چڑھنے والے (پیغمبر یا جبرائیل) کے لئے کوئی چڑھنے کے لئے جگہ باقی رہی۔ کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہنے دی۔

ع بمقامیکہ رسیدی نرسید ہیچ کسی (قدسی)

آنحضورﷺ غایت قرب کے اس انتہا پر پہنچے جہاں کسی دوسرے کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ اس مقام تک پہنچنے کا شرف صرف آپؐ ہی کی ذات گرامی کے لئے مقدر تھا۔ اب اس کے بعد عروج وارتقاء کا کوئی زینہ اور کوئی منتہیٰ نہیں ہے۔

شعر......114

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْإِضَافَةِ اِذْ — نُودِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

پست کر دی پیش قربت ہر مقام دیگراں — چوں ترا بردند بالا و ندراں گشتی علم

ہر مکاں نیچے رہا جیسے کہ ہو حرفوں کی زیر — خود ہوئے اونچے الف کی شکل مانند علم

سبھ نبیاں دے پست ٹکانے قربوں حضرت بھاری — جاں اسماناں اتے کھڑیا اوتھے بھی سرداری

Thou advancedst rendering every position inferior in comparison to thine when thou wast addressed by God in exalted terms, as the unequalled lord of mankind;

حل لغات:

خفضت...... آپؐ نے پست کر دیا، آپ نے نیچے کر دیئے ہیں (خفض سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر خفض ضد رفع (پیش) ہے یا وہ کلمہ کہ جس کے آخر میں کسرہ (زیر) ہو)۔

کل مقام...... تمام مقامات انبیاء کے۔ ہر مقام کو یعنی ہر پیغمبر اور ہر فرشتے کے مقام کو (مقام اسم ظرف مکان)۔

بالاضافة...... اپنے مقام بلند کی اضافت ونسبت کے ساتھ (اذْ) جب کہ۔

نودیت...... آپ پکارے گئے، بلائے گئے (نادیٰ سے فعل ماضی مجہول واحد مذکر حاضر — بالرفع — رفع (پیش) کے ساتھ، بلندی کے ساتھ)۔

مثل...... مانند۔

المفرد...... یکتا، واحد، منفرد۔

العلم...... خاص بلند مرتبہ، عالی۔

ترجمہ:

ہر مکان کو آپؐ نے پست کیا جیسے اضافت سے زیر ہوتا ہے اس لئے آپ بلائے گئے بلندی پر جیسے منادی

مفرد علم رفع سے پڑھا جاتا ہے۔

[آپؐ نے اپنے مقام کی نسبت سے تمام انبیاء کے مقام نیچے کر دیئے اور آپ علم مفرد کی طرح منزلت عالیہ کے ساتھ پکارے گئے (بلائے گئے)۔]

تشریح:

جیسے اضافت کی وجہ سے کلمہ کو زیر آتی ہے یوں ہی آپؐ نے ہر مقام کو پست کر دیا، کیونکہ آپؐ کو بلندی کی طرف ندا دی گئی جیسے کہ منادی مفرد علم مرفوع پڑھا جاتا ہے۔ اس شعر میں امام بوصیریؒ نے اصطلاحات نحویہ کو بطور مراعات النظیر خوب ادا کیا ہے۔ خفض، اضافت، ندا، رفع، مفرد، علم یہ سب اصطلاحات نحو ہیں ان کو نہایت خوبی سے جمع کیا ہے۔ قاعدہ نحو کے رُو سے جب منادیٰ علم مفرد غیر مضاف واقع ہو تو وہ مرفوع ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا اسم گرامی محمدﷺ علم مفرد ہے۔ بارگاہ الٰہی سے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا: یا محمد ارتفع من مقام الی مقام هو اعلیٰ منه تو اس ندا سے لفظاً اور معناً حضور علیہ السلام کو جلیل القدر رفعت حاصل ہوئی۔ نحوی قاعدہ کے رُو سے نام پاک محمدؐ پر رفع پڑھا گیا۔ ارتفاع کے لفظ سے مدارج عالیہ عطا ہوئے اور ان کے مقابلے میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مقامات لفظاً اور معنےً حضور علیہ السلام کے منازل سے پست رہے۔ نیز رفع حروف ـَ ، ـُ کسر حروف کے نیچے لکھا جاتا ہے۔ اس لئے خَفَضْتَ کا لفظ نہایت موزوں ہے۔ خفضت کل مقام بالاضافة جواب ہے اذ نودیت کا۔ نیز علم کے معنی پہاڑ کے ہیں۔ پس مفرد علم سے وہ پہاڑ مراد ہوگا جو اکیلا ہو۔ علم تصریف ونحو میں ضمہ باعتبار تلفظ کے کسرہ اور فتحہ سے ثقیل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ عظمت میں زیادہ ہوا۔ اس صورت میں بطور ایہام تناسب یہ معنی بھی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنے مقام عالی کے مقابل دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقامات عالیہ کو پیچھے چھوڑ دیا اور وہ رفعت اور بلندی حاصل کی جو ایک الگ تھلگ پہاڑ کو بمقابلہ مجتمع پہاڑوں کے حاصل ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ جو پہاڑ میدان میں اکیلا اور تنہا ہو اُس کی بلندی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

جب آپؐ کو اس مقام اعلیٰ کی طرف ندا دی گئی جس کو قاب قوسین او ادنیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ ندا تعظیم میں ایسی تھی جیسے فرد واحد اور علم جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور تکریم کے ساتھ مشہور ہے جس کو اپنی جنس کے افراد سے یکتا اور اپنے ہمسروں سے ممیّز کر دیا گیا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کو یہ خطاب ہوا تھا: یا محمدُ ادن اتخذک حبیباً (اے محمد آپ اور قریب آ جائیے، میں آپ کو دوست بناتا ہوں۔) خدا تعالیٰ نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حبیب کے لفظ سے مفتخر فرمایا اور ظاہر ہے کہ یہ مقام محبت کا کل مقامات سے افضل ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ آپؐ نے صاحب معراج ہو کر اور بلند مقام پر پہنچ کر باقی انبیائے کرام اور ملائکہ مقربین کے ہر مقام کو پست کر دیا (جس طرح نحو میں اضافت سے مضاف الیہ مسکور یعنی زیر ہو جاتا ہے) جبکہ آپﷺ (یا محمد اُدن) کہہ کر بلندی مرتبہ کے ساتھ مرد یکتا اور نامور کی حیثیت سے پکارے گئے (جس طرح کہ منادیٰ مفرد رفع یعنی پیش کے ساتھ پکارا جاتا ہے)۔

شعر......115

كَيْمَا تَفُوْزُ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ   عَنِ الْعُيُوْنِ وَ سِرٍّ اَيِّ مُكْتَتِمِ

تا مقام وصل پنہاں یافتی از چشم خلق   سر پنہانی بدانستی ز اوصاف قدم

ہو گئے واصل خدا کی ذات سے اور شان سے   راز آنکھوں پر ہوئے ظاہر جو مخفی تھے بہم

اکھیں خلق دیاں تھیں خفیہ کیتا وصل یگانے   وصف قدم تھیں سر پوشیدہ سبھے اوس پچھانے

In order that thou mightst win a union with God, deeply concealed from the eyes of others, and a mystery, extemely abstruse.

حل لغات:

کیما- کَیْ مَا...... تا کہ۔

تفوز...... فائز ہوتے' آپ کامیاب ہوں۔ (فاذ' یفوز' فوزاً سے فعل مضارع واحد مذکر حاضر)۔

بوصلٍ...... ایک ایسے وصل سے۔

ایِّ...... کس قدر! (کلمہ تعجب کے طور پر استعمال ہوا ہے)۔

مستتر...... مخفی' پوشیدہ (مادہ ستر اور باب افتعال سے اسم فاعل بمعنی پوشیدہ ہونے والا)۔

عن العیون...... تمام آنکھوں سے (عیون جمع ہے عین کی)۔

وسر...... اور ایک راز' اور مخفی راز۔

مکتتم...... پوشیدہ' سربستہ (مادہ کتم کے باب افتعال یعنی اکتتام سے اسم فاعل)۔

لفظی ترجمہ:

یہاں تک کہ بہرہ ور ہوئے ایسے وصال سے جو کمال پوشیدہ ہے آنکھوں سے اور ایسے راز سے جو نہایت پوشیدہ ہے۔

ترجمہ:

یہ معراج آنحضرت ﷺ کو اس لئے ہوا تا کہ آپ وصال الٰہی کے ایسے شرف سے مشرف ہو جائیں کہ جو اس قدر پوشیدہ ہے کہ چشم تصور میں بھی نہیں آ سکتا اور ایک ایسا سربستہ راز ہے کہ جس کی ہوا بھی کسی کو نہیں لگی۔

یعنی یہ ندا اس لئے تھی کہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو جو اعین الخلائق (عام نگاہوں) سے پوشیدہ رہے اور آپ اُس راز مخفی سے واقف ہوں کہ آپؐ کے سوا کوئی اسے نہ جان سکے۔

تشریح:

وصل سے مراد یہاں وصل الٰہی اور سر سے مراد اسرار الٰہیہ ہیں۔ جس خصوصیت اور قرب منزلت سے حضور علیہ السلام کو وصل نصیب ہوا اور اسرار خفیہ پر اطلاع دی گئی کسی اور پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس وصال الٰہی کے تمام راز ہائے سربستہ کا ادراک کرنے سے ہماری عقل و فہم قاصر ہے۔ حریم خلوت گاہ راز میں راز و نیاز کی کیا کیا باتیں ہوئیں؟ ان تمام اسرار و حقائق کا تحمل ہمارے لئے مشکل تھا۔ اس لئے سفر معراج سے واپس ہو کر اُمت کے سامنے آنحضور ﷺ نے انہی باتوں کا انکشاف فرمایا جو عملی طور پر ضروری تھیں اور جن کا تحمل اُمت کر سکتی تھی۔

اس شعر میں وصل سے مراد درحقیقت رویت الٰہی ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ لیلۃ الاسرا میں حضور ﷺ نے رویت الٰہی بچشم قلب فرمائی یا بچشم سر۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے حضور ﷺ کی بصر فواد روشن کی اور چشم قلبی سے دیدار الٰہی کا مشاہدہ فرمایا اور اس پر استدلال میں ماکذب الفؤاد ما رای کو دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضورؐ نے چشم دل سے دیدار الٰہی کیا اس پر اللہ فرماتا ہے کہ ہمارے حبیب کے دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

بعض کہتے ہیں کہ حضورؐ نے جمال الٰہی بچشم سر دیکھا جیسا کہ فرمایا: ان اللہ اعطیٰ موسیٰ الکلام و اعطانی الرؤیۃ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کا فخر بخشا اور مجھے رویت الٰہی کا۔ اور فرمایا: رئیت ربی فی احسن صورۃ میں نے اپنے رب کو بہترین صفت میں دیکھا۔ علامہ کورشی فرماتے ہیں کہ اس میں حجت کرنا ہی زائد ہے۔ اس لئے کہ اگر حضورؐ کو رویت بالقلب ہوئی تو اس لئے کہ آنکھوں سے دیکھنے کے مقابلہ میں دل سے دیکھنے میں یقین و معرفت کی ترقی ہے۔

علامہ حقی اندلسیؒ روح البیان میں فرماتے ہیں کہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں رویت وارد ہے جو اس امر پر دال ہے کہ یہ رویت بالعین ہے اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ارنی انظر الیک جب فرمایا تو لن ترانی جواب ملا تھا۔

حضورؐ کی فضیلت کو بلند کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رویت سے حضور کو نوازا اور یہ رویت رویت بچشم سر ہی ہونی چاہئے اور اگر رویت بالقلب مانی جائے تو پھر حضورؐ کے ساتھ خصوصیت ہی کیا رہے گی اس لئے کہ رویت بالقلب تو تمام انبیاء کو حاصل ہے۔ حتیٰ کہ خاصان بارگاہ اولیاء کرام بھی اس سے متمتع ہیں۔ بعض فضلاء نے خوب فرمایا کہتے ہیں کہ آیت میں رویت فوادی کا ذکر فرمایا اور رویت عینی کو اس لئے مخفی رکھا کہ یہ وہ سر ہے جو اللہ اور اس کے حبیب کے مابین مکتوم ہے۔ علامہ خرپوتیؒ فرماتے ہیں کہ ہم صحت رویت بالعین و بالقلب کے قائل ہیں اس لئے کہ مسلم شریف کی حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو دل کی آنکھ اور سر کی آنکھ دونوں سے دیکھا لیکن ہم اس کی ادراک کیفیت سے عاجز ہیں۔

بعض مفسرین نے تصریح کی کہ اس رات حضور ﷺ کو متعدد شان کی وحی ہوئیں ایک وہ جو حضورؐ نے عوام تک پہنچائی۔ دوسری قسم وحی کی وہ ہے جو خواص تک پہنچائی گئی جو معارف الٰہیہ تھے۔ تیسری قسم وحی کی وہ تھی جو اخص خواص تک پہنچی وہ حقائق اور نتائج علوم ذوقیہ تھے۔ چوتھی قسم وحی کی وہ تھی جو حضور ﷺ اور ربّ جلالت و مجد عزاسمہ

کے مابین مخفی رہی۔

علامہ جلال الدین المحلی نے فرمایا کہ یہ راز اس حدیث سے ماخوذ ہے جو کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ''میرے رب نے مجھے معراج کی رات مختلف قسم کے کئی علوم سکھائے۔ ایک وہ علم جس کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا گیا۔ دوسرا وہ علم جس کے ظہور وخفا کا اختیار مجھے سونپ دیا گیا۔ تیسرا وہ علم جس کی تبلیغ کرنے کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔''

اس شعر میں رویت باری تعالیٰ اور اس کی مناجات کی طرف اشارہ ہے۔ بے شک اس میں اختلاف ہے کہ حضورؐ نے اپنے رب کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا یا جبرائیل کو اس کی صورت میں دیکھا۔ ایسے ہی حضورؐ کی مناجات میں اختلاف ہے کہ حضورؐ نے اپنے رب سے مناجات کی یا جبرائیل سے۔ ان دونوں باتوں کی اصل یہ دو آیات ہیں:

1- رویت کی اصل: ما کذب الفواد ما رای

2- مناجات کی اصل: فاوحی الی عبدہٖ ما اوحی

پس وحی کی اس نے اپنے بندہ کی طرف جو وحی کی۔ کیا کیا وحی کی؟ کیا کیا اشارات وکنایات ہوئے؟ سب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے یا صاحب معراج ﷺ کو ہے۔

امام بوصیریؒ نے وصال مستتر (وصل مخفی) اور سر مکتوم کا لفظ استعمال کرکے اسراء ومعراج کی جس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے، ذخیرہ لغات میں ایسے الفاظ نہیں مل سکتے کہ اس کو بیان کیا جا سکے۔

یہاں پر صرف یہ مقصود ہے کہ حضور کے مرتبہ کی عظمت ظاہر کرنا۔ آپؐ کی معرفت کے انوار کو روشن کرنا، غیب اور قدرت کے اسرار کا مشاہدہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپنانا۔

شعر......116

فَحُزْتَ کُلَّ فِخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَکٍ وَ جُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیْرَ مُزْدَحَمِ

جمع کر دی ہر بزرگی کاں نبودہ مشترک برشدی از ہر مقامے کاں نبودی مزدحم
فخر و عزت کا بلا شرکت ہوا حاصل مقام پہنچے اس جا پر جہاں کوئی نہ لے سکتا تھا دم
جمع فضیلت حضرت اندر شرکت کسے نہ آہی تاں وچ خاص مقام پچایا جتھے ذات الٰہی

So, thou acquiredst every glory, unshared by others, and thou passedst every position, not contested by others.

حل لغات:

ف...... پس۔

حزت...... آپ نے جمع کیا (حاز حوز سے)۔

کل فخار...... ہر قابل فخر مرتبہ، تمام فضیلتوں کو۔

غیر مشترک...... بغیر اشتراک کے، ان میں کوئی آپ کا شریک نہیں (اشتراک سے اسم مفعول) بمعنی شریک کیا گیا۔

وجزت...... اور آپ ﷺ گزر گئے، آپؐ نے پیچھے چھوڑا، آپؐ نے عبور فرمایا (جازا، جوزا سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر)۔

کل مقام...... ہر مقام (سے یا کو)۔

غیر مزدحم...... بغیر کسی جمگھٹے کے یعنی وہاں اور کوئی دوسرا نہیں تھا، بغیر دوسرے کے اجتماع کے۔ (مزدحم مادہ زحم کے باب افتعال یعنی ازدحام سے اسم فاعل)۔

ترجمہ:

حضور آپ نے تمام فضیلتیں جمع فرمالیں بلا اشتراک غیرے اور آپؐ ہر ایسے مقام سے گزر گئے جو بھیڑ (اجتماع) والا نہ تھا۔ (وہاں آپؐ کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ یعنی آپؐ جس مقام سے گزرے وہاں تک کسی اور کی رسائی تک بھی نہیں۔)

تشریح:

اس شعر میں امام بوصیریؒ نے فخر غیر مشترک اور مقام غیر مزدحم جیسی اصطلاح استعمال کرکے نعت رسول ﷺ کا حق ادا کر دیا ہے۔ آنحضور ﷺ کے مقام بلند کو اس طرح واضح کیا کہ اب اس سے آگے مدح وتوصیف کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایک تو فخر مشترک اور مقام مزدحم ہوتا ہے جس میں بہت سے لوگ شریک ہوتے ہیں جیسے حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے لاکھوں حجاج کرام ایک جم غفیر کی شکل میں آگے بڑھ کر حجر اسود کو بوسہ دے کر مقام ومرتبہ میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن فخر غیر مشترک اور مقام غیر مزدحم یہ ہے کہ کوئی ہستی بغیر کسی ازدحام واشتراک کے علم مفرد کی طرح تنہا اس مرتبہ کو حاصل کر لے اور اس مقام سے گزر جائے۔ یہ ایک ایسی معجزانہ دلیل ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔

جو عزت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی، اس میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ مراد اس سے شفاعت کبریٰ مقام محمود، مغفرت اُمت، حوض کوثر، الوسیلہ، درجہ رفیعہ، رویت حق تعالیٰ شانہ وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ پھر ہم آگے بڑھے اور جبرئیل ہمارے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم پردہ ذہبی پر پہنچے اور پردہ کو حرکت دی تو کہا گیا، کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: میں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ ملک حجاب ذہب نے اللہ اکبر کہا اور پردہ سے ہاتھ نکال کر مجھے اُٹھا لیا اور طرفۃ العین میں پانچ سو برس کی بُعد مسافت پر مجھے پہنچا دیا اور کہا تقدم یا محمدؐ۔ اے آقا! آگے چلئے تو ہم آگے بڑھے کہ ایک پردہ موتیوں کا آیا۔ اُس فرشتہ نے اس پردہ کو ہلایا۔ دریافت کیا گیا کون ہے؟ تو اُس نے کہا: میں حجاب ذہب کا فرشتہ ہوں اور آقائے کائنات میرے ساتھ ہیں۔ اس نے اللہ اکبر کہا اور ہاتھ نکال کر مجھے اُٹھایا حتیٰ کہ اسی طرح حجاب در حجاب طے کرتے ہوئے ستر پردوں سے عبور کیا کہ ہر پردہ پانچ

سو برس کی بُعد مسافت کا تھا۔ پھر رفرف سبز رنگ کا بستر لایا گیا جس کی چمک سورج سے تیز تھی۔ اس پر ہم چلے یہاں تک کہ عرش پر پہنچے وہاں سے ایک قطرہ ہمارے منہ میں ٹپکا جس کی صفت یہ تھی کہ دنیا میں اور آخرت میں چکھنے والے اس سے زیادہ شیریں چیز نہ چکھیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین کی تمام اخبار وعلم مجھ پر روشن فرما دیئے۔

آغاز وظیفہ بدھ

شعر......117

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ   وَعَزَّ اِدْرَاکُ مَا اُوْلِيتَ مِنْ نِعَمٍ

بس بزرگ ست آنچہ داد ندت ز فضل مرتبت   بس عزیز ست آنچہ بخشیدت خداوند از نعم

مل گئے وہ مرتبے جو تھے نہایت ہی بلند   جو سمجھ میں ہی نہ آئے وہ ملا عز و نعم

قدر عظیم حضرت نوں ملیا فضل مراتب سارے   رنگا رنگی نعمت عظمیٰ بخشی بخشن ہارے

It was hardly possible for any other to attain the ranks conferred on thee; and the dimension of the bounties bestowed upon thee was great.

حل لغات:

جل...... بڑی جلالت بمعنی عظمت والی ہے۔

مقدار...... قدر و قیمت، شان و بزرگی، وہ مقدار (مادہ قدر سے)۔

ما...... جو۔

ولیت...... جس کے آپ والی یعنی مالک بنائے گئے (ولی تولیہ سے فعل ماضی مجہول واحد مذکر حاضر)۔

من رتب...... رتبوں میں سے (جمع رتبہ)۔

عز...... نادر الوجود ہے، دشوار ہے، مشکل ہے۔

ادراک...... پانا، سمجھنا۔

من نعم...... نعمتوں میں سے نعمتیں (نعم جمع ہے نعمت کی)۔

ترجمہ:

جو رتبے اور مراتب آپ کو عطا کئے گئے ہیں وہ اپنی رفعت، عظمت اور جلالت میں بلند اور بہت ہی بلند ہیں اور وہ نعمتیں آپ ﷺ کو عطا کی گئیں جن کا ادراک نہایت دشوار ہے (وہ حد ادراک سے کہیں ماوراء ہیں)۔

تشریح:

حقیقت یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کو جو مراتب و مدارج بخشے گئے اور جو نعمتیں عطا کی گئیں ان سب کا ادراک کرنے سے ہماری عقل و فہم قاصر و عاجز ہے۔ اس شعر میں اشارہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن فضائل و کمالات کی طرف جو آپ کو اس عالم میں عطا ہوئے۔

خاصیت:

اس شعر کو ہمیشہ نماز کے بعد تین دفعہ پڑھنا جائز ملازمتوں کے حصول کے لئے مفید ہے۔

(حسن الجرده ص 184)

شعر......118

بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا   مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

مژدگانی باد ما را اے مسلماناں کہ ما   از عنایت ہست رکنی کاں بود دور از ہدم

ہو مبارک تا قیامت ہر مسلمان کے لئے   وہ ستون ہم کو ملا جو ہو کبھی نہ منہدم

ہوئی بشارت ساڈے تائیں آکھاں مسلماناں   شفقت دا تھم سرور عالم عدموں نت تواناں

Happy news for us, O people of Islam! we have a strong and unyielding support from the Providential favour.

حل لغات:

بشری لنا...... ہمارے لئے بشارت وخوشخبری ہے۔

معشر الاسلام...... اے جماعت مسلمین، اے گروہ اسلام۔

ان لنا...... بے شک ہمارے لئے ہے۔

من العنایۃ...... از رہ شفقت و مہربانی۔

رُکنًا...... ایک رکن، ایک ستون۔

غیر منهدم...... جو نہ گرنے والا ہے۔ (انہدام سے اسم فاعل)۔

ترجمہ:

ہم ملت اسلامیہ کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ نے اپنے کرم سے ہم کو ایک نہ گرنے والا ستون بخشا۔

تشریح:

اس خاص رکن سے ایک مراد نماز فریضہ ہو سکتی ہے کہ جو شب معراج آنحضرت ﷺ کو اُمت کے لئے بطور

تحفہ عطا ہوئی اور یہ ہمیشہ رہنے والا تحفہ ہے اور عبد و معبود کے درمیان ایک بالمشافہ راز و نیاز ہے۔ یہی ستون بندہ اور خدا کے درمیان ذریعہ اتصال ہے۔ حدیث میں نماز کو معراج المومن کا لقب دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **الصلوۃ معراج المومن** نماز وہ معراج روحانی ہے جو بندہ کو خدا سے اتنا قریب کر دیتی ہے کہ دنیا و آخرت کے سارے مراحل طے ہو جاتے ہیں۔

نماز کا ارکان دین میں سے ہونا محتاج بیان نہیں۔ ارکان خمسہ میں سے نماز سب سے اہم رکن ہے (الصلواۃ عماد الدین) نیز نماز کا معراج سے بھی بہت بڑا تعلق ہے۔ رکن سے دوسری مراد دین حق ہو سکتا ہے کہ جو قیامت تک منسوخ نہیں ہو گا۔ زمانہ خواہ کتنی کروٹیں بدلے وہ ابدی صداقتیں ہمیشہ اٹل رہیں گی۔ ہمارے حضورؐ کی شریعت باقی رہے گی۔

شعر......119

لَمَّا دَعَى اللّٰهُ دَاعِيَنَا لِطَاعَتِهٖ — بِاَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

چوں خدا ما را بطاعت خواند بفرستاد او — بہتر پیغمبراں گشتیم ما خیر الامم

دی خدا نے آپ کو آواز طاعت کے لئے — ہے رسول اکرمؐ ہمارا اور ہم خیر الامم

جاں رب اساں عبادی پڑھیا گھلیوس یار پیارا — ساریاں پیغمبراں تھیں بہتر اُمت دا چھٹکارا

Since God has nominated the Prophet, who called us to His worship, as the noblest of the prophets, we are, consequently, the noblest of the nations.

حل لغات:

لما...... جب، جبکہ۔

دعی اللہ...... اللہ تعالیٰ نے بلایا (دعوۃ سے فعل ماضی)۔

داعینا...... ہمارے داعی یعنی بلانے والے کو۔

لطاعتہ...... اپنی طاعت و فرمانبرداری کے لئے، اللہ کی اطاعت کی طرف۔

باکرم الرسل...... بوجہ اکرم رسل ہونے کے، اکرم الرسل کر کے۔

کنا...... ہم ہو گئے۔

اکرم الامم...... (امم جمع اُمت بمعنی گروہ) اُمتوں میں سب سے بہتر۔

ترجمہ:

جب اللہ نے اپنی اطاعت کی طرف ہمیں بلانے والے نبی کو اکرم الرسل (سب رسولوں سے بزرگ) کے لقب سے پکارا تو ہم اکرم الامم (سب اُمتوں سے بزرگ) ہوئے۔ یعنی جب حضور علیہ السلام کو جو اُمت کو خدا تعالیٰ

کے اطاعت کی طرف بلاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے بہترین پیغمبران (علیہ و علیہم السلام) کہہ کر پکارا تو بلاشک ہم اشرف الامم ٹھہرے۔

تشریح:

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے داعی محترم آنحضرت ﷺ کو پیغمبروں کا بزرگ ترین قرار دے کر اپنی طاعت کے لئے بلایا تو ہم بھی اس کی اُمت ہوئے بزرگ ترین اُمت قرار پائے۔

افادہ:

آنحضرت ﷺ بلاشبہ خیر الانبیاء ہیں اور آپؐ کی اُمت بھی خیر الامم ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہوتا ہے:

کنتم خیر اُمۃٍ اُخرجت للنّاس

"تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو۔"

اُمت کا سب سے بہترین ہونے کی صفت سے موصوف ہونے کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ایسی اُمت کا رسول بھی اکرمیت کی صفت سے موصوف ہو گا۔ یعنی ہمارا بہترین اُمت ہونا آپؐ کے فضائل میں سے ہے۔

معراج کے سفر میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کی جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ ہی امام الانبیاء اور اکرم الرسل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا آنحضور ﷺ کو اپنے پاس بلا کر قاب قوسین او ادنیٰ کے فاصلے سے کلام کرنا اتنا بڑا اعزاز ہے جس کے بعد آپؐ کے اکرم الرسل ہونے کے لئے کسی دوسری دلیل کی حاجت باقی نہیں رہتی۔

اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ فِیْ ذِکْرِ جِهَادِ النَّبِیِّ ﷺ

فصل آٹھویں بیان میں جہاد کرنے نبی ﷺ

شعر......120

رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدٰى اَنْبَآءُ بِعْثَتِهٖ — كَنَبْاَةٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ

دشمناں را دل بترسانید اخبار رسول — ہمچو آوازے کہ ناگاہ برجہانیدے غنم

ڈر گئے دل کافروں کے آپ کی بعثت کے وقت — جیسے بکری شیر سے ڈرتی ہے تنہا بے غنم

دل بے دیناں دے ڈر پوندا جاں حضرت خبراں دسدے — اچن چیت آوازہ سن کے ایڑ وانگوں نسدے

The news of his advent struck the hearts of his enemies with terror, just as a sudden alarm scares away heedless sheep.

حل لغات:

راعت...... ڈرا دے، ڈر گئے، خوف زدہ کر دیا (مادہ راع سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب)۔

قلوب العدیٰ...... دشمنوں کے دل (مفعول ہے قلوب جمع قلب کی بمعنی دل اور العدیٰ جمع عدد کی بمعنی دشمن)۔

انبآءُ بعثتہٖ...... آپ کی بعثت کی خبریں (یہ فعل راعت کا فاعل ہے اور انبآء جمع ہے بناءؐ کی کی بمعنی خبر اور بعثت رسول بنا کر بھیجنے کو کہتے ہیں)۔

ک...... مانند، مثل۔

نباۃِ...... آہٹ یا کتے یا شیر کی آواز۔

اجفلت...... ڈرا دے (اجفال سے ہے اور غالباً فعل متعدی ہے اور لازم بھی ہوسکتا ہے، گھبرا کے بھاگتی ہیں)۔

غفلاً...... غافل، بے خبر (غافل کی جمع ہے)۔

من الغنم...... بکریاں۔

ترجمہ:

آنحضور ﷺ کے بعثت کی خبروں نے دشمنوں کے دلوں کو خوفزدہ کر دیا جس طرح اچانک کوئی آہٹ بے خبر اور غافل بکریوں کو خوف زدہ کر دیتی ہے۔ (جیسے ایک بکری غافل ڈر جاتی ہے اور بھاگتی ہے بکریوں سے۔)

تشریح:

بعثت حضور علیہ السلام کی خبریں پہلے یہود اور کفار قریش میں پھیل چکی تھیں اور ان کے دل اس خوف سے ایسے دہل رہے تھے جیسے بکریوں کا ریوڑ جو بے خبر پڑا ہو اور اچانک کسی شیر یا بھیڑیئے کے حملہ کی آہٹ پالے اور اس میں بھگدڑ مچ جائے۔ اس آہٹ سے بکریوں میں اس قدر افراتفری اور گھبراہٹ پھیل جاتی ہے کہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگتی ہیں۔ اس بکھرے ہوئے خوف زدہ ریوڑ کو سمیٹنا چرواہے کے لئے بہت مشکل کام ہوتا ہے۔

دلوں کی مرعوبیت کا حال اگر کوئی چشم تصور سے مشاہدہ کرنا چاہے تو جنگ بدر میں مسلمان مجاہدین سے تین گنا عددی اکثریت والے دشمنان اسلام کے بھاگنے کی کیفیت کا مطالعہ کرے۔

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث شریف ہے کہ جس میں شوکت اسلام ظاہر کی گئی ہے اور امام بوصیریؒ کے اس شعر میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور وہ حدیث یہ ہے:

نصرت بالرعب مسیرۃ شهر

"میری رعب کے ساتھ نصرت کی گئی ہے کہ دشمن ایک ماہ کی مسافت پر مرعوب رہتا ہے۔"

طبرانی نے روایت کیا:

نصرت بالرعب شهرین

شعر......121

مَا زَالَ يَلْقَاهُمُ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ — حَتّٰى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰى وَضَمٍ

چوں بجنگ دشمناں رفتے بدے در جنگ گاہ — آں بدنہا برسر نیزہ چو لحم اندر وضم

معرکوں میں سب سے آگے آپ خود ہوتے تھے جب — دشمنوں کے پاؤں پھر میداں میں کب سکتے تھے جم

نال کفاراں جنگ کریندے حضرت ہر جنگاہے — لحم اوہناندا نیزیاں سیتی قیمہ کر کر لاہے

He never ceased to encounter them in every scene of battle, until they were left by the effects of lances like flesh on shambles.

حل لغات:

مازال...... ہمیشہ رہیں (فعل ناقص سے ماضی مطلق بمعنی ہمیشگی)۔

یلقاھم...... آپ ان (کفار) سے مقابلہ کرتے (لقی یلقی سے)۔

فی کل معترکٍ...... ہر میدان جنگ میں، تمام رزم گاہ میں (موضع العراک والقتال یعنی اسم ظرف مکان)۔

حتی...... یہاں تک کہ۔

حکوا...... وہ مشابہ ہوگئے (مادہ حکیٰ سے فعل ماضی جمع مذکر غائب)۔

بالقنا...... جمع قناۃ. نیزہ، نیزوں سے۔

لحماً...... اس گوشت کی مانند۔

علی وضم...... اس لکڑی پر کہ جس پر کہ گوشت رکھ کر کاٹا جاتا ہے۔ جو قصاب کے تختہ پر ہو، تختہ قصاباں۔

لحم علٰی وضم...... عرب کا محاورہ ہے جس سے مراد ذلیل وخوار لیا کرتے ہیں کیونکہ تختہ پر گوشت کا سر بازار پڑا ہونا اُس کے مبتذل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

ترجمہ:

حضورؐ ہر معرکہ میں کفار کے ساتھ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ کافر نیزوں پر یوں معلوم ہوتے تھے گویا کہ قصاب کے پھٹے پر گوشت کی طرح پڑے ہوئے ہیں۔ (کفار مجاہدین کے نیزوں سے ذلیل و خوار ہوگئے)۔ نیزوں سے کٹ کر اس گوشت کی طرح ہوگئے جو تختہ قصاب پر رکھا جاتا ہے۔

تشریح:

حضور ﷺ کفار کے مقابلہ میں رزم گاہ کے اندر تشریف فرماتے اور جتنی بار حضور تشریف لے گئے دشمنان اسلام پر فتح ہی حاصل ہوئی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنان اسلام سے جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ ان کو نیزوں کی انیوں پر اس طرح مقتول چھوڑا کہ وہ اس گوشت کے مشابہہ ہو رہے تھے جیسے کہ لکڑی پر گوشت رکھا

ہوا ہے تاکہ وہ دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہو۔

شعر......122

وَدُّوا الْفِرَارَ فَكَادُوْا يَغْبِطُوْنَ بِهٖ   اَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرُّخَمِ

آرزو شاں بد گریز و غبطہ بردندے برآں   عضو ہائے شاں پریدے با عقاب و بارخم

بھاگتے تھے لشکر کفار ان کے خوف سے   اور لاشوں سے درندے بھرتے تھے اکثر شکم

کافر ترے لیندے سن جیوں لحم ہندے پر کالے   نال عقاباں مرغاں اڈ دے وچ ہوا سوکھالے

The chose flight, in so much so that they would almost envy the lot of those mangled corpses, which had been carried by vultures and eagles.

حل لغات:

ودوا...... وہ پسند کرتے تھے، وہ چاہتے تھے (ود سے فعل ماضی جمع مذکر غائب)۔

الفرار...... بھاگ جانے کو۔

ودوا الفرار...... وہ بھاگنا چاہتے تھے یا انہوں نے بھاگنا پسند کیا۔

فکادو...... پس وہ قریب ہو گئے، قریب تھا۔

یغبطون...... وہ رشک کرتے تھے، غبطہ کرتے تھے۔

بہ...... اس (بھاگنے کے ساتھ)۔

اشلاء...... وہ جسم کے ٹکڑے (شلو کی جمع ہے)۔

شالت...... اُٹھائے گئے (مادہ شال سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب برائے جمع مکسر ہے اور شال کے معنی اونٹنی کا دم کا اُٹھانا)۔

مع...... ساتھ۔

عقبان...... جمع عقاب کی، کرگس۔

والرخم...... مردار خوار پرندے چیل وغیرہ۔ رخم جمع رخمہ ایک قسم کا مردار خور جانور۔

ترجمہ:

کفار نے بھاگنے کو پسند کیا پس وہ قریب تھے کہ وہ ان اعضاء پر رشک کرتے جو عقاب اور دوسرے گوشت خور پرندے اپنے ساتھ اُٹھا کر لے گئے تھے۔

تشریح:

وہ معاندین حق (تاب مقابلہ نہ لا کر) بھاگنا چاہتے تھے (مگر کوئی جائے فرار نہیں تھی کیونکہ اعلان جہاد کی

وجہ سے ان کا ناطقہ تنگ ہو چکا تھا اور زمین بھی ان پر تنگ ہو گئی تھی۔ وہ کہیں بھاگ کر بھی نہیں جا سکتے تھے) لہٰذا قریب تھے کہ وہ اپنے ان مردہ بھائیوں پر کہ جن کے گوشت گدھیں اور چیلیں نوچ نوچ کر اوپر اُٹھا لے گئی تھیں، رشک کرنے لگیں اور کہنے لگیں کہ اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے، زمین پر تو بھاگنے کی بھی جگہ نہیں۔ کاش مر گئے ہوتے اور ہماری بوٹیاں گدھیں نوچ کر لے جاتیں تاکہ اس عذاب سے تو نجات مل جاتی اور طعن وضرب مجاہدین سے اسی بہانہ نجات پاتے۔

شعر......123

تَمْضِى اللَّيَالِىْ وَلَا يَدْرُوْنَ عِدَّتَهَا   مَالَمْ تَكُنْ مِّنْ لَّيَالِى الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

پس شبے بگزشت و آنرا کس ندانستے عدد   در غزاہا چوں نبودی از شب ماہ حرم

دن گزرتے اور راتیں بھی گزرتی تھیں یونہی   جنگ رُک سکتی نہ تھی جب تک نہ ہو شہر حرم

گزر گیاں سن راتیں اوہناں مول شمار نہ آیا   جب لگ راتیں باجھ مہینیاں جنہاں حرم کہایا

They were so very much terrified, that nights would pass away without their knowing the number so passed, so long as they were not the nights of the sacred months.

حل لغات:

تمضی...... گزرتی تھیں (مادہ مضی سے فعل مضارع)۔

اللیالی...... راتیں (لیل کی جمع ہے)۔

ولا یدرون...... اور وہ نہیں جانتے (دری سے فعل مضارع منفی جمع غائب)۔

عدتها...... ان (راتوں کی) عدت: میعاد، گنتی۔

مالم تکن...... جب تک نہ ہوتیں۔

من لیالی...... راتوں میں سے راتیں، وہ راتیں۔

اشهر الحرم...... قابل احترام مہینے (وہ مہینے کہ جن کے احترام میں لڑائی بند رہتی تھی۔ یہ مہینے محرم الحرام، رجب، شعبان اور رمضان المبارک ہیں اور بعض کے نزدیک رجب، ذی قعد، ذی الحجہ اور محرم الحرام ہیں)۔

اشهر...... جمع شہر، مہینہ۔

حرم...... جمع حرام، جن مہینوں میں جنگ کرنی منع ہے۔

ترجمہ:

راتیں گزرتی تھیں اور کافر لوگ ان کی تعداد کو نہیں جانتے تھے جب تک کہ حرمت والے مہینوں کی راتیں نہ

ہوتیں (اور کفار سوائے ان مہینوں کی راتوں کے جن میں جنگ منع ہے' شمار کرنا نہیں جانتے)۔

تشریح:

امام بوصیریؒ اس شعر میں کفار و مشرکین کی بدحواسی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ سوائے محترم مہینوں کے جن میں احتراماً جنگ بند کر دی جاتی ہے۔ بقیہ ایام کا انہیں خوف و ہراس اور بدحواسی کی وجہ سے احساس ہی نہیں ہو پاتا تھا۔

شعر......124

كَانَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ — بِكُلِّ قَرْمٍ اِلٰى لَحْمِ الْعُدٰى قَرِمٍ

گوئیا دیں بود مہمانے کہ او آمد فرود — برسرائے آنکہ بدمشتاق لحم دشمنم

دین اسلام ان کے ہاں مہمان کی صورت میں تھا — کافروں کا گوشت تھا مرغوب تر اس کا طعم

دین محمد مہماں جانو آیا گھر کفاراں — ہر کافر دا گوشت کھاوے کر کے شوق ہزاراں

As if it were, that the faith of Islam was a guest, that alighted at their quarter with every brave warrior, greedy of the flesh of the enemies.

حل لغات:

كانما...... گویا وہ۔

الدین...... دین اسلام (فاعل ہے)۔

ضیفٌ...... ایک مہمان ہے۔

حل ساحتهم...... اُترا ہے ان کے صحن میں (حل فعل ماضی واحد غائب اور ساحتهم مفعول ہے)۔

بکل قرمٍ...... ہر سردار کے ساتھ (قرم "ر" کی جزم کے ساتھ' عظیم سردار کو کہتے ہیں اور اس کی جمع قروم آتی ہے)۔

الی لحم العدیٰ...... دشمنوں کے گوشت کی طرف (العدیٰ عدد کی جمع ہے)۔

قرمٍ...... مشتاق شہوت' اشتہا رکھنے والا (قرم قرماً سے)۔

ترجمہ:

گویا دین اسلام ان کے گھروں میں ایک ایسا مہمان تھا جو ہر کافر سردار کے گھر کے صحن میں اُترا اور دشمنوں کا گوشت کھانے میں بہت حریص تھا۔

تشریح:

عربوں کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے اور کفار عرب کی مہمان داری تشبیہ مجاہدین اور کفار کے جنگ کے معاملے میں یوں دی جاسکتی ہے۔

اگر ساحتهم کی ضمیر مجاہدین کی طرف راجع ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ گویا اسلام مع سرداران قوم ان مجاہدین کے گھر اُترا ہے جن میں سے ہر ایک دشمن کے گوشت کا بھوکا ہے۔ اس لئے مجاہدین نے اُس کی ضیافت کے لئے بے دریغ کفار کو قتل کیا۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوئے کہ زمانہ کا شمار بھی نہ کر سکے۔

گویا دین اسلام ان لوگوں کے گھروں میں اپنے بہادر سرداروں (اصحاب رسول ﷺ) کی معیت میں مہمان بن کر آیا اور وہ مہمان اور اس کے سارے ساتھی اپنے دشمنوں یعنی کفار کا گوشت کھانے کے بڑے مشتاق تھے۔

دین اسلام کے مہمان ہونے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اہل اسلام اپنے دشمنوں کو لقمہ تر بنالیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام کو اس قدر غلبہ حاصل ہو جائے کہ تمام باطل نظریات و افکار کو عصائے موسویؑ کی طرح نگل جائے اور ان کو ختم کر دے اور زمین پر صرف خدائی فکر غالب آ جائے۔ قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت میں یہی اشارہ کیا گیا ہے:

هو الذی ارسل رسولهٗ بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کلهٖ

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔"

شعر......125

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ — تَرْمِىْ بِمَوْجٍ مِنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

میکشیدی بحر لشکر جملہ بر اسپاں سوار — موج میزد از دلیرانے کہ رفتندے بہم

جنگ ہے دریائے شور انگیز گھوڑوں پر سوار — مارتا ہے دشمنوں کو اپنی موجوں سے لطم

دریا صفت مکمل گھوڑے کر دے سبھ چالاکی — وانگ دلیراں ٹھاٹھاں مارن کھو جو اک واکی

He used to lead an ocean of an army mounted of fleet horses; and would strike the enemy with a dashing wave of brave warriors;

حل لغات:

یجر...... وہ کھینچتا ہے (جر سے فعل مضارع واحد مذکر غائب' اس کا فاعل "الدین" اور ضیف ہے)۔

بحر خمیس...... لشکر کے سمندر کو (یہ مفعول ہے اور خمیس لشکر کو اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ دستے میمنہ' میسرہ' قلب وغیرہ ہوتے ہیں)۔

فوق...... اوپر۔

سابحۃٍ...... تیز رو، سبک رفتار گھوڑا، یا تیز تیرنے والی کشتی (مادہ سبح بمعنی تیرنا سے اسم فاعل واحد مؤنث ہے، السابح یعنی واحد مذکر سے تو معنی تیز رو گھوڑے کے پیدا ہوتے ہیں کہ جس کی جمع السوابح ہے لیکن سابحۃ کے معنی کشتی یا جہاز کے ہیں اور اس کی جمع سابحات ہے۔ اکثر شارحین نے تیز رو گھوڑے کے معنی لئے ہیں)۔

ترمی...... وہ مارتا ہے (رمی یرمی سے فعل مضارع واحد مؤنث غائب)۔

بموجٍ...... ایک لہر کے ساتھ۔

ملتطمٍ...... باہم ٹکرانے والی (التطام سے اسم فاعل)۔

من الابطال...... بہادروں سے۔

ترجمہ:

دریائے جنگ جو خوش رفتار گھوڑوں پر ہے ان کو کھینچتا ہے اور بہادروں کی موج کو پھینکتا ہے تھپیڑیں لگاتا ہوا۔

یعنی دین اسلام اپنے لشکر جرار کو جو کہ گویا بحر متلاطم ہے۔ ایک تیز رفتار گھوڑے یا کشتی پر کھینچتا ہوا آ رہا ہے اور وہ دریا اپنی باہم ٹکرانے والی موج کے ساتھ بہادروں کو تھپیڑے مارتا ہے۔

افادہ:

موج ملتطم باہم ٹکرانے والی موج لشکر اسلام کی تعریف میں ہے کہ مجاہدین دشمن کے مقابلے کے لئے بے حد بے چین تھے اور ایک دوسرے سے بڑھنے کے لئے کوشاں تھے۔

ع رکتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا (اقبال)

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

شعر...... 126

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ — يَسْطُوْ بِمُسْتَاصِلٍ لِّلْكُفْرِ مُصْطَلِمٖ

جملہ از بہر خدا درکار بودند و غزا — بیخ کفر از بن بکندند نیست کردند آں شیم

ہر مجاہد حکم حق سے پیکر تسلیم تھا — بیخ و بن سے برطرف کرتا تھا سب کفر و ظلم

سبھ اصحاب دلیر بہادر کفاراں تے دھاون — باشمشیر کرن لکھ ٹکڑے ڈھوں سروں کہاون

Each of them, volunteering himself for the cause of God, looking for a reward from Him, fighting with a resolution, exterminating and destroying infidelity.

حل لغات:

منتدبٍ...... جواب دینے والا، دعوت جہاد قبول کرنے والا (انتداب یعنی باب افتعال سے اسم فاعل)۔

لِلّٰہِ...... محض رضا الٰہی کی خاطر۔

محتسبٍ...... برائی سے بزور روکنے والا، امید اجر رکھنے والا (احتساب سے اسم فاعل۔ یسطو۔ وہ حملہ کرتا ہے (سطا۔ یسطوا سطوۃ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب)۔

ب...... ساتھ۔

مستاصلٍ...... جڑ سے اکھیڑنے والا (اصل جڑ کو کہتے ہیں اور استیصال جڑ سے اکھیڑنا اور مستاصل اس سے اسم فاعل ہے)۔

للکفر...... کفر یعنی کفار کے لئے (کفر حقیقت پر پردہ ڈالنے، ناشکری کرنے اور جان بوجھ کر غلط بات پر ضد کرنے کو کہتے ہیں) اور کفر کی۔

مصطلمٍ...... جڑیں اکھیڑنے والا (اصطلام بمعنی اکھیڑنا سے اسم فاعل) کان کترنا مراد ہلاک کرنا۔

ترجمہ:

اس لشکر کا ہر ایک بہادر خدا تعالیٰ کے حکم کا تابع اور عمل سے آخرت میں ثواب کا امیدوار ہے اور ایسی تلوار سے جو کفر کو جڑ سے کاٹنے والی اور برباد کرنے والی ہے، حملہ آور ہوتا ہے۔

تشریح:

رضائے الٰہی کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کی پکار پر لبیک کہنا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے اجر و ثواب کی امید رکھنا اور شر و فساد سے حتی الوسع روکنا اور کفر و شرک کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا، یہ ہیں جہاد فی سبیل اللہ کے اغراض و مقاصد۔ یہی وہ مقاصد ہیں جو اسلامی غزوات کو دوسری مفاد پرست جنگوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ اسلامی جنگ کا مقصد کسی بھی قسم کی دنیاوی منفعت حاصل کرنا نہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ کو جس میں خواہش نفس کا شائبہ تک نہ ہو صحابہ کرامؓ ہی کا حصہ ہے اور آنحضرت ﷺ کی مثالی تربیت کا نتیجہ ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار لڑائی میں انہوں نے اپنے ایک دشمن کو پچھاڑ دیا اور سینے پر چڑھ بیٹھے۔ قریب تھا کہ آپؓ اس کا کام تمام کر دیتے کہ اس نے آپ کے روئے مبارک پر تھوک دیا۔ اس پر آپؓ یہ کہہ کر سینے سے اُتر آئے کہ پہلے تو محض خوشنودیٔ خدا کے لئے تجھے قتل کر رہا تھا لیکن اب اگر قتل کروں تو اس میں میرے ذاتی انتقام کو بھی دخل ہو گا۔

شعر......127

حَتّٰی غَدَتْ مِلَّةُ الْاِسْلَامَ وَھُیَ بِھِمْ	مِّنْ بَعْدِ غُرْبَتِھَا مَوْصُوْلَةَ الرَّحِمِ
تا قوی شد ملت اسلام ازا سعی ہمہ	دیں در اوّل بد غریب و شد در آخر محترم
تھا غریب اسلام جس کو پوچھتا کوئی نہ تھا	کر دیا قوت میں اور دولت میں الفت میں اہم
وادھا ہویا دین محمد کوشش سبھناں چائی	دین اوّل تھیں بیکس آہا بھی پست حرمت پائی

Until the faith of Islam became, through their exertions, after her estrangement, honoured and exalted in society, with her ties of relationship firmly strengthened.

حل لغات:

حتی...... برائے غایت' یہاں تک کہ۔
غدت...... ہوگئی (فعل ناقص سے فعل ماضی واحد مونث غائب)۔
ملة الاسلام...... اسلام کی ملت' ملت اسلامیہ۔
وھی...... اور وہ ملت دران حالیکہ۔
بھم...... ان اصحاب رسول کی بدولت' وہ انہی میں تھے۔
من بعد غربتھا...... اپنی غریب الوطنی کے بعد۔
موصولة الرحم...... رشتہ داروں سے ملنے والی (موصولةٌ— مادہ وصل سے اسم فاعل واحد مؤنث یعنی ملنے والی اور الرحم بمعنی رشتہ داری) رحم: بچہ دانی اور وصل رحم۔ محافت: حقوق عزیزان رشتہ والے ہو گئے۔

ترجمہ:

حتیٰ کہ ملت اسلامیہ اپنی اجنبیت (غربت) کے بعد اقربا سے مل گئی حالانکہ وہ پہلے بھی انہی میں سے تھی۔ (کوئی اسے کچھ نہ سمجھتا تھا۔)

تشریح:

اسلام کے بہادر برابر لڑتے رہے حتیٰ کہ شریعت (جو حقیقتاً ان کی فطرت میں داخل تھی) کمزوری اور غربت کے بعد تقویت پا کر اپنے بھائی بندوں کے ساتھ مل گئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت اسلام مجاہدین کی فطرت میں داخل تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنی فطرت کو جو کمزور ہو گئی تھی' تقویت دی۔ گویا دو بھائی غربت میں الگ ہو گئے تھے جو مجاہدین کی کوشش سے پھر باہم مل گئے۔

اس شعر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے: ''اسلام غریب ہو کر شروع ہوا اور عنقریب

غریب کی طرف لوٹ جائے گا پس مبارک ہے غرباء کے لئے۔'' (**ان الدین بدء غریباً و سیعود غریبا فطوبیٰ للغرباء**) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (غربت اور وصل سے مراد جو اس مقام کو لازم ہے وہ اہانت اور اکرام ہے۔)

آنحضور ﷺ نے اس حدیث میں صحابہ کرامؓ کی جماعت کو مبارک باد دی ہے کیونکہ زمانہ غربت و اجنبیت میں اسلام کا ساتھ جس گروہ نے دیا وہ صحابۂ کرامؓ ہی کا پاکیزہ گروہ ہے۔ ملت اسلامیہ پہلے غریب الوطن تھی' اجنبیت وغربت کا شکار تھی' اس کو کوئی جاننے اور پہچاننے والا نہیں تھا لیکن صحابہ کرامؓ کے جہاد مسلسل' سعی پیہم اور بے مثال قربانیوں کے ذریعے سربلند ہوگئی۔

ملت بیضا کی شیرازہ بندی اور استحکام کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کی خدمات کبھی بھلائی نہیں جا سکتیں۔ یہی وہ جماعت تھی کہ جو اعلاے کلمتہ الحق کے لئے اُٹھی اور اس وقت تک برسرپیکار رہی تا آنکہ کفر مٹ گیا اور حق کو سربلندی نصیب ہوئی۔ معرکہ بدر حق و باطل کی پہلی لڑائی تھی۔ ایک طرف تین سو تیرہ صحابہ کرامؓ تھے اور دوسری طرف ہزار سے زیادہ باطل کے پرستار۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے جب یہ منظر دیکھا تو خدا کے حضور سربسجود ہو گئے اور گڑگڑا کر جو دعا مانگی' اس کے الفاظ صحابہ کرامؓ کی جلالت قدر کے نقیب ہیں:

''بار الہا! یہ مختصر سی جماعت اگر آج مٹ گئی تو روئے زمین پر تیرا نام
لینے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔''

امیر المومنین علی ابن ابی طالبؓ اپنے ایک خطبے میں اصحاب رسول کی خدمات اور جہاد کا تذکرہ کرتے ہوئے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

ولقد کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقتل اباء نا و ابناء نا واخواننا و اعمامنا ما یزیدنا الا ایماناً و تسلیما فلما رای اللہ صدقنا انزل بعدونا الکبت وانزل علینا النصر حتی استقر الاسلام ملقیا جزانہ و متبوءاً اوطانہ (نہج البلاغہ)

ترجمہ: ''ہم (صحابہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (میدان جنگ میں) اپنے (کافر) بزرگوں' بیٹوں' بھائیوں' چچوں اور خالوؤں سے قتال کرتے تھے اور اس سے ہم میں ایمان اور جذبہ تسلیم و رضا کا اضافہ ہوتا تھا۔ بالآخر جب اللہ تعالیٰ نے ہماری صداقت کو پرکھ لیا تو ہمارے دشمنوں پر ذلت و خواری اور ہم پر اپنی فتح و نصرت نازل فرمائی یہاں تک کہ اسلام (جو پہلے غریب الوطن تھا) اپنے گھروں' مومنین کے دلوں اور ان کے وطنوں میں اپنا سینہ ٹیک کر (آرام و اطمینان کے ساتھ) متمکن و جاگزیں ہوگیا۔''

شعر......128

مَکْفُولَۃً اَبَداً مِّنھِیمْ بِخَیْرِابٍ   وَخَیْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَیْتَمْ وَلَمْ تَئِمِ

ویں از ایشاں یافت بہتر شوہر و بہتر پدر   زاں نہ شد در بیوگی وہم نماند اندریتم

باپ ہیں اُمت کے اور بیچارگاں کے سرپرست   تربیت سے دور کر دیتے ہیں ہر رنج و الم

اگلیاں پیغمبراں دی ملت جھب تغیر پاوے   دین محمدؐ روز بروزاں تازہ ہوندا جاوے

She was always taken care of by the Prophet as her most affectionate father and as her husband, and so she had to suffer neither orphanage nor widowhood.

حل لغات:

مکفولۃ...... (اُمت مسلمہ) محفوظ اور زیر کفالت کر دی گئی (کفل عفیل کفالۃ سے اسم مفعول واحد مونث)۔

ابدا...... تا ابد، ہمیشہ کے لئے۔

منھم...... اُن (دشمنوں) سے۔

بخیراب...... بہترین باپ کے ساتھ (مراد آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ ہیں)۔

وخیر بعل...... اور بہتر شوہر کے ساتھ (بعل کے معنی سردار کے ہیں اور شوہر چونکہ بیوی کا سردار ہوتا ہے اس لئے شوہر کو بعل کہہ دیتے ہیں)۔

فلم تیتم...... پس یتیم نہ ہوگی (یتم، یتیم سے نفی جحد بلم) اور لم تئم— اور ہرگز بیوہ نہیں ہوگی (آم، یئیم، ایمہ بمعنی عورت کا شوہر کو کھو دینا سے نفی جحد بلم، ائم جمع ایائم بیوہ عورت کو کہتے ہیں)۔

ترجمہ:

(وہ ملت) کفار کے شر سے محفوظ ہوگئی بہ سبب بہترین باپ اور بہترین خاوند کے۔ پس اب (وہ ملت) نہ تو یتیم ہوگی اور نہ ہی بیوہ۔

تشریح:

اسلام کی بنیاد ایسے اصول حق پر مبنی ہے کہ یہ کبھی بلا مربی و کفیل نہیں رہے گا۔ خدا تعالیٰ اس کا حافظ و ناصر ہو گا۔ **فانہٗ نعم المولیٰ و نعم النصیر۔**

بعض شارحین کے نزدیک خیر بعل (بہترین شوہر) سے مراد آنحضرت ﷺ اور خیراب (بہترین باپ) سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملت حنیف کا انتساب کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

شعر......129

ھُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْھُمْ مُّصَادِمُھُمْ   مَاذَا رَاٰی مِنْھُمْ فِیْ کُلِّ مُصْطَدَمِ

کوہ ہا بودند ازاں کو در نبرد آمد سرش   تا بگویند آنچہ دیدستند از ایشاں در صدم

اور صحابہؓ قوت و شوکت میں تھے کوہ عظیم   کافروں پر شدت و غلظت میں شیرانِ اجم

پچھ توں قدر یاراں دا میں تھیں ڈاہڈے سن ہر سنگے   اوہناں دے جو دشمن آہے پے ڈھٹھے ہر جنگے

They (i.e., the followers of the Prophet) were like mountains, and you may inquire about them of him who fought with them, as to what his experience was in each contest.

حل لغات:

ھم...... وہ (لشکر اسلام کے بہادر)۔

الجبال...... پہاڑ (جمع جبل کی) مثل پہاڑوں کے تھے۔

فسل...... پس تو سوال کر، پس پوچھ (سوا سے فعل امر)۔

عنھم...... ان کے بارے میں، ان میدانوں سے۔

مصادمھم...... ان کے صدموں کے مقامات، یا مرد مقابل (مصادم یا تو صادم یصادمُ سے مصدر ہے بمعنی دو لشکروں کا باہم لڑنا، یا مصادمۃ بمعنی محل الصدمات یا پھر مرد مقابل کہ جس سے نبرد آزمائی ہوئی ہو)۔

ماذا...... جو کچھ۔

رای...... اس نے دیکھا (فعل ماضی واحد مذکر غائب)۔

منھم...... ان (مجاہدوں) سے، ان جوانان اسلام سے۔

مصطدم...... میدان جنگ، لڑائی کی جگہ، رزم گاہ (اصطدام سے اسم ظرف مکان ہے)۔

ترجمہ:

وہ لشکر (ثبات و وقار) میں پہاڑ ہیں۔ ان سے ٹکرانے والوں کا حال کافروں سے پوچھ کہ انہوں نے مسلمانوں سے ٹکرا کر ہر معرکہ میں ان سے کیا دیکھا۔

تشریح:

لشکر اسلام استحکام و ثبات اقدام میں پہاڑوں کی مانند ہیں۔ اگر تجھ کو میرے قول کا یقین نہیں آتا تو اُن کا حال و کیفیت استقلال اُن کے مقامات جنگ سے پوچھ لے کہ ان میں سے ہر ایک نے ہر جنگ گاہ میں ان کا کیا حال دیکھا، وہ بتا دیں گے۔ جنگ گاہوں کے پوچھنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ کفار کا تہس نہس ہوگیا ہے۔ ان

میں کوئی بتلانے والا نہیں رہا البتہ مقامات جنگ باقی ہیں ان سے پوچھ لے یا ان کے مقابل سے دریافت کر لے۔

آنحضرت ﷺ کے مجاہد صحابہؓ (اپنی استقامت اور کفر کے مقابلے میں) پہاڑوں کا درجہ رکھتے تھے جو طاقت ان سے ٹکرائی وہ پاش پاش ہو کر رہ گئی۔ چنانچہ کفار نے ہر معرکے میں منہ کی کھائی ہے۔ میدان جنگ زبان حال سے مجاہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شجاعت کی شہادت دے رہا ہے۔

شعر......130

فَسَلْ حُنَيْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا	فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ
از حنین و بدر دیگر از اُحد می کن سوال	تا بخواند فصل ہائے مرگ ادھیٰ از وخم
ہیں گواہ ان کی شجاعت کے اُحدٌ بدر و حنین	منکروں کے سامنے دیوار پیچھے سے وخم
پچھ توں بدرٌ حنینٌ اُحد تھیں ایہ ترے جنگ عظیماں	مرگ نالوں بھی سخت زیادہ اندر حق بے دیناں

You may ask Hunain, you may ask Badr, and you may ask Ohod, which were reasons of destruction for the heathen more mischievous than an epidemic.

حل لغات:

فسل...... پس سوال کر، پس پوچھ (فعل امر)۔

فصول حتف...... موت کی فصلیں، موت کے موسم (فصول جمع فصل کی بمعنی موسم نیز طاعون کو بھی کہتے ہیں اور حتف موت کو کہتے ہیں)۔

لھم...... ان (دشمنوں) کے لئے، کافروں کے لئے۔

اَدْھٰی...... اور نزول بلا تھی، زیادہ اچانک آنے والی مصیبت اور بلا (دھی ــ داھیتہ سے اسم تفضیل)۔

من الوخم...... پیٹ کی بیماری سے، وباء عام سے (وخم سے مراد ہیضہ وبائی لیا جا سکتا ہے)۔

نوٹ: لفظ سل کا تکرار نہایت فصیح ہے جس سے دعویٰ کی تقویت اور اس کے ثبوت کا استحکام پایا جاتا ہے۔

ترجمہ:

(جنگ حنین، جنگ بدر اور جنگ اُحد کا حال پوچھ کہ کافروں کے لئے موت کی فصلیں تھیں وباء سے زیادہ سخت۔)

غزوہ حنین، غزوہ بدر اور غزوہ اُحد کے مقامات سے (ان کا) حال پوچھ (جبکہ) کافروں کے لئے موت کی ایسی فصلیں موجود تھیں جو ان کے لئے وباء سے بھی زیادہ اذیت ناک تھیں۔ (یہ کافروں کے لئے آفت و بلا کے ایام اور بلاء عام کے موسم تھے)۔

تشریح:

اگر تمہیں باور نہ ہو، تو کفار کی موت کی تفصیلیں (جو ان کے لئے وباء سے بدتر تھیں، مقامات جنگ حنین، بدر اور اُحد سے پوچھ لو۔ حنین: مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے۔ بدر: مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔ اُحد: مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑ ہے۔ معرکہ حق و باطل میں کفار و مشرکین کے لئے بھاگنے اور مقتول ہونے کا حال جس تمثیلی انداز میں صاحب قصیدہ نے بیان کیا ہے اس سے ان باطل پرستوں کی پسپائی اور مرعوبیت کی واضح شکل سامنے آ جاتی ہے۔

جس نے موسم خزاں میں درختوں سے پتوں کو گرتے ہوئے اور ہیضہ و طاعون کی وباء میں کثرت سے مرنے والوں کی لاشوں کو دیکھا ہو وہ کفار و مشرکین کے مقتول ہونے کی کیفیت کو خوب سمجھ سکتا ہے۔

جنگ حنین:

جنگ حنین کا مختصر بیان یہ ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو قبیلہ ہوازن اور قبیلہ بنی ثقیف نے جنگ شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس واقعہ کی خبر رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچی۔ آپؐ نے مجاہدین کو حنین کی طرف نکلنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر مسلمانوں کی قریباً دس ہزار فوج جمع ہو گئی۔ صحابہ کرام فدائیان اسلام کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو ابھی نئے نئے اسلام لائے تھے۔

ایک شخص نے مسلمانوں میں سے اپنی کثرت فوج پر نازاں ہو کر کہا کہ آج کفار ہرگز فتح نہ پا سکیں گے۔ یہ بات رب العالمین کو پسند نہ آئی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''حنین کا دن یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے لیکن وہ کثرت کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔''

آپؐ جب وادی حنین میں پہنچے تو صبح کے دھندلکے میں نشیب کی طرف ہوازن اور ان کے حلیفوں نے گھاٹیوں پر سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ دشمنوں نے انہیں اپنے تیروں پر رکھ لیا اور تلواریں بے نیام کر لیں۔ اکثر مسلمان اس اچانک حملے سے گھبرا کر پیچھے کی طرف پلٹے۔ کوئی کسی کو دیکھتا نہ تھا کہ کہاں ہے۔ اہل مکہ اور نئے مسلمان پیچھے کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے لیکن اللہ کے رسول ﷺ اپنے سفید خچر پر کھڑے اعلان کرتے جاتے تھے: انا النبی لا کذب...... انا ابن عبدالمطلب (ترجمہ: میں پیغمبر صادق ہوں، میں فرزند عبدالمطلب ہوں۔)

حضرت عباسؓ نہایت بلند آواز تھے، حضورؐ نے حکم دیا کہ مہاجرین و انصار کو آواز دو۔ آپؓ نے نعرہ مارا یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ (اے گروہ انصار، اے بیعت شجرہ والو!) اس پُراثر آواز کا کانوں پر پڑنا تھا کہ تمام فوج دفعتہً پلٹ پڑی۔ اس موقع پر خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا (جس کا تذکرہ قرآن پاک میں فرمایا گیا)۔ تمام لشکر کفار بھاگ گیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ مسلمان دشمنوں کو قید اور قتل کرنے لگے۔ دشمنوں سے چھینا ہوا مال غنیمت بے حد و حساب تھا۔ آپؐ نے تالیف قلب کے لئے نئے مسلمان ہونے والوں کو زیادہ حصہ دیا۔ اسیران جنگ کی تعداد ہزاروں سے زائد تھی۔ ان میں حضرت شیما بھی تھیں جو حضورؐ کی رضاعی بہن تھیں۔ جب انہیں گرفتار کیا گیا تو انہوں نے کہا میں تمہارے نبی ﷺ کی بہن ہوں۔ لوگ تصدیق کے

لئے حضورؐ کی خدمت میں لائے تو حضرت شیما نے اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی کہ بچپن میں آپؐ نے دانت سے کاٹا تھا' یہ اس کا نشان ہے۔ حضور ﷺ کی چشم مبارک میں فرط محبت سے آنسو بھر آئے۔ چادر مبارک بچھا دی۔ محبت کی باتیں کیں۔ چند اونٹ اور بکریاں عطا فرما کر ارشاد فرمایا: جی چاہے' میرے گھر چل کر رہو اور اگر گھر جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔

دس شوال 8ھ کو یہ معرکہ پیش آیا۔ اسلام اور مشرکوں کے مابین یہ آخری فیصلہ کن غزوہ تھا۔ اس کے بعد عرب اپنے بت توڑ کر اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

غزوۂ بدر:

بدر ایک کنوئیں کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ اس جگہ محاربہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے باوجود قلت عدد مسلمین اور کثرت عدد مشرکین مسلمانوں کو فتح عطا فرما کر حضورؐ کی شان دکھائی اور مشرکین کو ذلیل و رسوا کیا۔ ہجرت کے دوسرے سال 17 رمضان کو یہ جنگ لڑی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اصحاب رسولؐ نے شام سے مکہ واپس آنے والے تجارتی قافلے سے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی' جنگ کا قطعی ارادہ نہ تھا۔ آپؐ نے طے کیا کہ قریش کے اس قافلہ کو روکا جائے۔ یہ تجارتی قافلہ جس کی قیادت ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی' بچ بچا کر نکل گیا۔ دوسری طرف اس نے قریش سے قافلہ کی مدافعت کے لئے دہائی بھی دے ڈالی چنانچہ قریش ایک ہزار جنگجو لے کر نکلے جس میں چھ سو زرہ پوش' سو گھوڑے جن پر زرہ پوش سوار تھے اور سات سو اونٹ تھے۔ مسلمانوں کے پاس کل تین سو تیرہ افراد تھے۔ ان میں اکثریت انصار کی تھی۔ ان کے ساتھ 70 اونٹ اور صرف تین گھوڑے تھے۔

اس جنگ میں خداوند تعالیٰ نے اسلام کی مدد کے لئے ملائکہ بھیجے۔ اس دن کفار میں سے ستر آدمی قتل ہوئے اور اتنے ہی قید کئے گئے اور بہت سے سرداران قریش اس جنگ میں قتل ہوئے۔ میدان میں جیت مسلمانوں کی ہوئی۔ غزوہ بدر کی فتح دراصل نصرت الٰہی کی ایک کھلی ہوئی دلیل تھی۔ یہ حق کی باطل پر فتح تھی جو اللہ کی مدد سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ غزوہ بدر تاریخ اسلام کا ایک اہم اور فیصلہ کن غزوہ تھا۔ اگر اس میں مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوتی تو اسلام ختم ہو جاتا۔

غزوۂ اُحد:

اُحد مدینہ منورہ کے قریب چار میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جہاں یہ غزوہ واقع ہوا۔ ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال کے وسط میں یہ غزوہ واقع ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش نے بدر کا انتقام لینا چاہا۔ اس لشکر میں قریش اور اس کے حلیفوں کی تعداد میں تین ہزار جنگجو تھے۔ جبکہ مقابلہ میں مسلمان صرف سات سو تھے۔ کفار کی فوج میں سترہ عورتیں بھی شامل تھیں جو اپنے جوانوں کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں۔

جنگ شروع ہوئی اور اللہ نے مسلمانوں کو دشمنوں کے خلاف فتح عطا کی۔ بہت سے مشرکین کو انہوں نے تہ تیغ کیا اور انہیں سخت ہزیمت اُٹھانی پڑی۔ مسلمان مشرکین کا مال غنیمت سمیٹنے میں لگ گئے۔ یہ دیکھ کر درّہ میں متعین تیر اندازوں نے اپنی پوزیشن چھوڑی اور لشکر سے آ ملے۔ (حالانکہ ان کو رسول کریم ﷺ نے ہدایت کی تھی کہ وہ اپنی

پوزیشن کسی حالت میں بھی نہ چھوڑیں اور اس جگہ سے ہرگز نہ ہٹیں خواہ جنگ کا پاسہ حق میں ہو یا خلاف)۔ مشرکین کی میمنہ کے کمانڈر خالد بن ولید (جنہوں نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا) نے اس صورت حال سے فائدہ اُٹھا کر عقب سے حملہ کر دیا۔ مسلمان سخت تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ ساتھ یہ بھی مشہور کر دیا گیا کہ رسول اللہؐ شہید ہو گئے ہیں۔ اس سے مسلمانوں میں عام بدحواسی اور مایوسی چھا گئی اور پاؤں اکھڑنے لگے۔ بہت سے مسلمان شہید ہوئے جن میں حضرت حمزہؓ بھی شامل تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ بھی زخمی ہوئے۔ دندان مبارک شہید ہوا۔ خواتین قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بدلہ لیا' ان کے ناک کان کاٹے۔ ہندہ نے تو سیّد الشہداء حضرت حمزہؓ کی لاش سے کلیجہ نکال کر چبایا مگر گلے سے اُتر نہ سکا اس لئے اُگل دیا۔ تائید الٰہی سے مسلمان پھر اکٹھے ہو گئے اور دشمن کی یلغار کو روک دیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا نقصان اس لئے زیادہ ہوا کہ انہوں نے اپنے پیغمبرؐ کے حکم کو بھلا دیا تھا۔ مسلمان شہداء کی تعداد ستر اور مشرک مقتولین کی تعداد 23 تھی۔ ابوسفیان مسلمانوں کو مغلوب سمجھ کر میدان چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔ جنگ اُحد میں اگرچہ مسلمانوں کا نقصان زیادہ ہوا لیکن لشکر اسلام کو شکست نہیں ہوئی۔ اگر مسلمانوں کو شکست ہوئی ہوتی اور مشرکین کو فتح تو وہ ضرور مدینہ پر قبضہ کر لیتے اور مال غنیمت اکٹھا کرتے حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میدان جنگ کو پہلے چھوڑ دیا اور لشکر اسلام نے دور تک ان کا تعاقب کیا۔

آج تک یہ بتانا مشکل ہے کہ مشرکین اس قدر جانی نقصان پہنچا کر بھی کیوں اتنی عجلت سے میدان چھوڑ گئے۔ حد یہ کہ ان کے دو قیدی بھی اہل اسلام کے ہاتھ رہ گئے۔

شعر......131

اَلْمَصْدِرِی الْبِیْضِ حُمْراً بَعْدَ مَا وَرَدَتْ   **مِنَ الْعِدٰی کُلَّ مُسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ**

سرخ کردندے بخون دشمناں شمشیر را   چوں فروشد در سیاہی ہر سر مو از لمم

اپنی شمشیروں کو کرتے دشمنوں کے خوں سے سرخ   کاٹتے ان کے سیہ چہروں کو تلواروں کے خم

لال ہو گیاں سن تلواراں نال لہو کفاراں   کفر گناہاں دی جو کالکھ دھوتی سبھ تلواراں

They brought out their swords, red with blood, after they were plunged into every black lock of hair of their enemies;

حل لغات:

المصدری...... واپس لانے والے' نکالنے والے تھے (اصدار بمعنی جانوروں کو گھاٹ سے پانی پلا کر واپس لانا' سے اسم فاعل ہے۔ دراصل یہ المصدرین تھا۔ ن بوجہ اضافت گر گئی ہے)۔

البیض...... جمع ابیض' سفید چمک دار تلواریں۔

حمراً...... سرخ رنگ' جمع احمر۔

بعدما...... اس کے بعد کہ۔

وردت...... پہنچ چکی تھیں (ورد ورود سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب برائے فاعل بیض جمع مکسر۔ ورود: جانوروں کے پانی پر لے جانے کے معنی دیتا ہے۔)

من العدی...... جمع عدؤ دشمنوں یک پاس۔

مسود...... سیاہ (اسم مفعول ہے اسود سے)۔

للمم...... زلفیں، پٹے بالوں کے، کالی زلفوں والے بال جو کندھوں تک پہنچیں (جمع ہے لمہ کی بمعنی وہ بال کہ جو کانوں سے نیچے تک ہوں)۔

ترجمہ:

وہ صحابہ کرامؓ اپنی سفید چمکتی تلواروں کو (کہ جو پیاسی ہوتی تھیں اور دشمنوں کا خون پیتی تھیں) دشمنوں کے سیاہ زلفوں والے سروں سے سرخ کرکے لوٹانے والے تھے (جب وہ تلواریں ان کے سروں پر پڑتی تھیں تو سفید ہوتی تھیں مگر سر کو کاٹنے کی وجہ سے خون آلود ہو کر سرخ ہو جاتی تھیں۔ (اس میں اظہار ہے کہ ان کا وار خالی نہ جاتا تھا)۔

تشریح:

اس شعر میں ورود اور اصدار کے الفاظ اسلئے لائے گئے ہیں کہ ان تلواروں کا دشمنوں کے خون کا پیاسا ظاہر ہو اور مقتولوں کی زلفیں ان کی جوانی اور شوقینی کو ظاہر کرتی تھیں۔ اس میں استعارہ در استعارہ اور کنایہ در کنایہ ہے۔

شعر...... 132

وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ　　أَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

می نوشتندے بہ نیزہ خط سرخی بر بدن　　حرف جسمے بے نقط ننوشتہ بودے از قلم

لکھتے نیزوں کے قلم سے ان کی قسمت کے حروف　　اور نقطوں کی بجائے زخم کر دیتے رقم

ہر کافر دے جثّے نیزیاں خط لالاں سن ڈالے　　طرف بدن دی نوکاں نیزیاں نقطے پا وکھالے

They wrote, with arrows marked with brown lines, on those parts of the bodies of the enemies, which were left untouched by lances like letters not dotted by pens.

حل لغات:

الکاتبین...... جمع کاتب کی، کتابت کرنے والے، لکھنے والے۔

بسمر...... گندم گوں نیزوں کے ساتھ (امسمر — سمراء کی جمع ہے)۔

الخط...... مقام کا نام، جہاں کے نیزے یعنی خطی نیزے مشہور ہیں۔ یا خط سے مراد عام تحریر ہے۔

ما ترکت...... نہیں چھوڑا (ترک سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب)۔

اقلامهم...... ان کے تیروں نے، ان کی قلموں نے (اقلام جمع ہے قلم کی اور یہ فاعل ہے فعل ماترکت کا)۔

حرف جسم...... جسم کے کسی حرف کو۔

غیر منعجم...... بغیر اعراب اور نقطوں کے (منعجم، مادہ عجم، عجما و عجم کے باب انفعال یعنی انعجام سے اسم فاعل بمعنی نقطوں والا، غیر منقوط بغیر نقطہ لگائے)۔

ترجمہ:

وہ مجاہدین اسلام گویا کاتب تھے کہ اپنے گندم گوں خطی نیزوں سے کتابت اور خطاطی کرتے تھے اور ان کے قلموں نے (کفار کے) جسم کا کوئی حصہ بغیر کسی نشان کے نہیں چھوڑا۔ خلاصہ یہ کہ کوئی دشمن ایسا نہیں ہے جس کے اعضاء جسم پر مجاہدین کے نیزوں کا نشان زخم نہ لگا ہو۔

تشریح:

وہ بہادر بذریعہ گندم گوں نیزوں کے لکھنے والے ہیں۔ اُن کی قلموں یعنی نیزوں نے کنارۂ جسم اعداء کو غیر منقوط نہیں چھوڑا۔ یعنی انہوں نے جسم اعداء کو تمام چھان دیا ہے۔

یہ شعر ادب و انشاء، علم فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے۔ مجاہدین کی کاتب سے، نیزوں کو قلم سے اور نیزوں کی انی کو نوک قلم سے اور کفار و مشرکین کے جسم کو صفحہ قرطاس سے اور اعضائے جسم کو حروف سے اور زخموں کو نقطہ سے تشبیہ دے کر مجاہدین اسلام کے کمال نیزہ بازی کو خوبصورت تمثیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

شعر...... 133

شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ سِيمَا تُمَيِّزُهُمْ　　وَالْوَرْدُ يُمْتَازُ بِالسِّيمَا مِنَ السَّلَمِ

آں گماں سنجاں کہ سیما شاں بریں ممتاز بود　　گل برنگ و بوئے خود ممتاز گردد از سلم

اسلحہ شان صحابہؓ کی علامت تھا مگر　　خار گل کی مثل تھا خار مغیلاں تھا وہ کم

جھیڑے دین محمدؐ دے رُکھ پُر پُر نال ہدایت　　بے پھل رُکھ کفاراں والے ڈھیندے نال شکایت

They were completely clad in weapons; they had characteristic marks to distinguish them;— as the rose is distinguished by characteristic marks from a thorny tree.

حل لغات:

شاکی السلاح...... وہ مسلح تھے، وہ اسلحہ کو زینت بخشنے والے تھے (شاکی یہاں شاکین تھا مگر اضافت کی وجہ سے نون گر گیا)۔

لھم...... ان کے لئے۔

سیما...... علامت' علامت تھی (سوم سے)۔

تمیزھم...... انہیں ممتاز کرتی تھی (امتیاز سے)۔

الورد...... گلاب کا پھول۔

یمتاز...... امتیاز رکھتا ہے' ممتاز ہوتا ہے۔

بالسیما...... اپنی علامت کے ساتھ۔

من السلم...... درخت سلم سے کہ جو خار دار درخت ہے اور گلاب کے پودے کے مشابہ ہوتا ہے۔ ببول کا درخت' کیکر۔

ترجمہ:

ان کے ہتھیار کبھی ہوئی نشانی تھی ان کے امتیاز کی کہ گلاب نشانی سے ممتاز ہوتا ہے درخت خاردار سے۔
(مسلمان ہتھیاروں سے لیس ایسی امتیازی شان کے مالک تھے جیسے گلاب ببول کے درخت سے ممتاز ہوتا ہے۔)

تشریح:

ان مجاہدین اسلام کا زیب دہ اسلحہ ہونا' ان کی علامت امتیاز تھی (یعنی وہ مجاہد ہمیشہ شمشیر بکف رہتے تھے اور اسی سے وہ پہچان لئے جاتے تھے۔ بالکل اسی طرح کہ جس طرح گلاب اپنی نشانیوں کی وجہ سے درخت خاردار (ببول) سلم سے پہچانا جاتا ہے۔ مسلح' طاقتور اور نیک سیرت مسلمان کفار کے مقابل ہیں بڑے سخت لیکن آپس میں ایثار پیشہ' کریم اور رحمدل ہوتے ہیں۔ ان کے احباب ان کی عمدہ نشانیوں سے انہیں اعداء سے ممتاز کر لیتے ہیں جیسے گلاب ببول سے ممتاز ہوتا ہے۔ دیکھو گلاب اور ببول کا درخت دونوں خاردار ہیں اور بایں ہمہ گلاب کا رنگ و بو صورت موزوں و شادابی و نضارت و چہرہ مہرہ اور ہے اور ببول کا اور......

ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

شعر...... 134

تُهْدِي إِلَيْكَ رِيَاحُ النَّصْرِ نَشْرَهُمُ   فَتَحْسَبُ الْوَرْدَ فِي الْأَكْمَامِ كُلَّ كَمِ

می رساند باد نصرت بر تو بوئے سمی شاں   چوں بہار اندر سر غنچہ بود ثابت قدم

فتح و نصرت کی بہاریں ہر طرف ارزاں ہوئیں   پھول امن و عافیت کے کھل رہے تھے دمبدم

تحفہ گھلے واؤ نصرت تھیں خوشبو سبھناں یاراں   کل بہادر ہتھیار ہتھاں وچ جیوں کر پھل بہاراں

The winds of victory would bring to you their fragrance; so that you would think every brave man to be a flower in the bud, diffusing perfume.

حل لغات:

یھدی...... ہدیہ لاتی ہیں' تحفہ لاتی ہیں (اھداء سے فعل مضارع)۔

الیک...... تیری طرف۔

ریاح النصر...... فتح و نصرت کی ہوائیں (ریاح' ریح کی جمع ہے)۔

نشرھم...... ان کا پھیلنا' پھیلتی ہیں۔

فتحسب...... پس تو گمان کرتا ہے (حسب یحسب سے فعل مضارع واحد حاضر مذکر)۔

الورد...... گلاب کے پھول۔

فی الاکمام...... غلافوں میں' شگوفوں کے اندر (جمع کم کی)۔

کل کم...... بہادر زرہ پوش تھے۔

ترجمہ:

فتح و نصرت کی ہوائیں ان کی خوشبو تجھ تک اس انداز میں پہنچاتی ہیں کہ تو ان میں سے ہر زرہ پوش بہادر کو غلافوں میں شگوفہ گمان کرنے لگتا ہے۔ (پس تو گمان کرے کہ ہر دلاور گلاب ہے غلاف میں۔)

تشریح:

مجاہدین اسلام کی خوشبودار ہوائیں تجھ کو ہوائے نصرت کا تحفہ بھیجتی ہیں اور جب وہ تجھ تک پہنچتی ہیں' تو گمان کرتا ہے کہ گویا غلاف میں (سے تلواریں نہیں نکلیں بلکہ) گلاب کے پھول ہیں۔ غلاف میں سے گلاب کے پھول نکل رہے ہیں۔ لفظ ریاح النصر اشارہ ہے حدیث نصرت بالصبا کی طرف۔

غالباً اس شعر سے مراد یہ ہے کہ مجاہدین اسلام جب تلواروں کو نکالتے ہوئے شمشیر زنی کرتے ہیں تو دشمن قتل ہوتے ہیں اور تلواریں سرخ ہو جاتی ہیں۔ اس وقت مجاہدین کی فتح و نصرت کی خبریں باقی مسلمانوں کو پہنچتی ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور سارا ماحول معطر ہو جاتا ہے۔

شعر...... 135

كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُورِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًا   مِنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ

گوئیا بر پشت اسپاں چوں درخت پشتہ کوہ   ز استواری بود در دین نہ ز کثرت در نسیم

بیٹھ کر گھوڑوں پہ اڑ جاتے تھے صرصر کی طرح   خواہ کتنے تیز رو ہوں پیٹھ پر جاتے تھے جم

یار حضرت دے گھوڑیاں اتے بہندے وانگ درختاں   دینے دے وچ محکم آہے تنگے باجھوں سختاں

As though they were, when mounted on horseback, the plants of hills, on account of the strength of their resolution, and not of the tightness of their girths.

حل لغات:

کانهم...... گویا کہ وہ۔

فی ظهور الخيل...... گھوڑوں کی پشتوں پر، گھوڑے کی پشت پر۔

نبت ربًا...... ٹیلوں پر پودے اُگے ہیں (نبتٌ— نبات سے بمعنی زمین سے اُگنا اور ربًا ربی سے ہے بمعنی ٹیلہ)۔

من شدة الحزم...... ہمت واستقلال کی وجہ سے، استواری کی سواری کرنے میں۔

لامن شدة حزم...... نہ کہ بندھے ہوئے لکڑی کی گٹھوں کی وجہ سے (حزم جمع حزمة کی بمعنی گٹھا، لیکن بعض نے حزامة واحد سے جمع حزم لے کر معنی مختلف کئے ہیں حزامته کے معنی زین کے لئے ہیں اور لامن شدة حزم کا مطلب ''نہ کہ زینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے'' کیا ہے)۔

ترجمہ:

گویا وہ اپنے گھوڑوں کی پشت پر ایسے ہیں جیسے اس میں درخت اُگے ہیں۔ اپنی شجاعت اور احتیاط کے سبب نہ اس سبب سے کہ زین تنگ ہیں۔

(اسلام کے مجاہدین گھوڑوں کی پیٹھوں پر ایسے جم کر بیٹھتے ہیں جیسے ٹیلے پر گھاس۔ یعنی اس طرح بیٹھتے ہیں کہ گویا گھوڑوں کی پیٹھوں پر درخت اُگے ہوئے ہیں اور وہ ہرگز گٹھوں کی طرح گھوڑوں پر بندھے نہیں ہوتے۔)

تشریح:

اس شعر میں صحابۂ کرام کے کمال شہسواری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور گھوڑوں کی پشتون پر ان کے بیٹھنے کی ہیئت کو بتایا گیا ہے۔ بہادران اسلام شہسواری میں یکتا ہونے کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ ان کے گھوڑوں کے تنگ خوب کسے ہوئے ہیں۔ کیونکہ کم سوار تو کسے ہوئے زین پر سے بھی گر جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ شہسوار ہیں۔

شعر...... 136

طَارَتْ الْقُلُوْبُ الْعِدٰى مِنْ بَاْسِهِمْ فَرَقاً — فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهَمِ

لرزه بر دلهائے کفار او فتاد از ترس شاں — چار پائے و آدمی نشناختند از ترس و غم

دھاک ان کے دبدبے کی بیٹھتی تھی ہر طرف — اور بہائم کی طرح آوارہ تھے کافر بہم

اڈ دے آہے دل کفاراں خوف اوہناں تھیں کردے — ڈاہڈے لسے تھیں وچ جنگے کو جیہے ڈر دے

The hearts of the enemies flew with fear of their prowess; so that they could make no distinction between lambs and mighty warriors.

حل لغات:

طارت...... اُڑتے تھے، خوف زدہ تھے، ڈر گئے (طار، یطیر، طیراً سے فعل ماضی) طیران: اُڑنا۔

قلوب...... جمع قلب، دل۔

العدی...... جمع عدو، دشمنوں۔

قلوب العدیٰ...... دشمنوں کے دل۔

من باسهم...... ان (مجاہدین) کی طاقت، حوصلہ اور شجاعت سے، سختی اور لڑائی۔

فرقاً...... ڈر سے۔

فما تفرق...... پس فرق نہیں کر سکتے تھے۔

بین...... درمیان۔

البَهْمُ...... گائے بکری یا بھیڑ کے (جمع بهمة کی)۔

البُهم...... شجاع بہادر (بهيه کی جمع ہے)۔

ترجمہ:

دشمنوں کے دلوں میں لرزہ پڑا جان کے ڈر سے۔ چار پائے کو آدمی سے نہیں پہچانتے ڈر اور غم سے۔

(دشمنوں کے دل خوف سے اُڑتے تھے یہاں تک کہ وہ بہادروں اور بکریوں کے بچوں میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔)

تشریح:

آنحضرت ﷺ کے مجاہدین کی طاقت اور رعب سے دشمنوں کے دلوں پر اس قدر خوف طاری ہو گیا (اور ان کی حیرانی اور پریشانی کا یہ عالم تھا کہ) وہ بکری کے بچوں اور بہادروں میں فرق وتمیز نہیں کر سکتے تھے (جونہی وہ کسی بھیڑ یا بکری کا بچہ دیکھتے تو فوراً ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوتے کیونکہ وہ جانوروں کے بچوں کو بھی وہ بہادر مجاہدین خیال کرتے تھے)۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوئے کہ شدت خوف سے بکریوں کے بچوں کو بھی دلیر وجنگی آدمی سمجھتے تھے اور ان سے ڈر کر بھاگتے تھے۔

شعر...... 137

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللهِ نُصْرَتُهٗ — اِنْ تَلْقَهُ الْاُسُدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

ہر کہ او را از رسول اللہ نصرت آمده — شیر اگر بروے رسد از ترس او آید بهم

جس کی نصرت پر رسول اللہؐ خود ہوں مستعد — اس کے آگے شیر نر بھی آکے سر کرتا ہے خم

جے کوناں رسول خدا دے یاری کر کے آوے — جیکر شیر پوے اس اتے صفت مچھر ہو جاوے

If lions encounter him, whose assistance is from the Apostle of God, in their own dens, they would have to grieve seriously.

حل لغات:

ومن...... شرطیہ اور جس کسی کو۔
تکن...... ہو۔
ومن تکن...... اور جس کو میسر ہو۔
برسول اللہ...... اللہ کے رسول سے' بہ سبب رسول اللہ۔
نصرتهٔ...... آپ کی نصرت۔
ان تلقهٔ...... اگر اسے ملیں۔
الأسد...... شیر (جمع اسد کی)۔
فی اجامها...... اپنے کچھاروں میں۔
تجم...... سر اور نظریں نیچی کر کے خاموش رہ جائیں (وجم سے کہ جس کے معنی دکھ یا غصے کی وجہ نظریں نیچی کر کے خاموش رہنا)۔

ترجمہ:

اور جس شخص کو حضور علیہ السلام کی امداد ہو۔ اگر اس کے سامنے جنگلوں کے شیر بھی آ جائیں تو مارے خوف کے خاموش ہو جاتے ہیں۔ (اگر شیر بھی اس سے ملے تو اس کے ڈر سے تابع ہو جائے۔)

تشریح:

اس شعر میں اشارہ ہے اس قصہ کی طرف جو امام نوویؒ نے شرح السنۃ میں تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ سفینہ آنحضرت ﷺ کا آزاد کردہ غلام کفار کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ موقع پا کر کسی طرف بھاگ نکلا۔ جنگل میں شیر نے اس کا راستہ روک لیا۔ اُس نے کہا: اے شیر! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور اپنے لشکر میں جا رہا ہوں۔ یہ سن کر شیر اُس کے آگے آگے ہو لیا اور اس کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شیر کو کہ جس نے کئی آدمی ہلاک کئے تھے اور لوگ اس سے سخت مصیبت میں تھے' کان سے پکڑ کر کہا کہ لوگوں کو مت ستاؤ۔ اس کے بعد وہ جنگل سے چلا گیا اور لوگوں نے اُس کی اذیت سے نجات پائی۔

یعنی جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی مدد اور نصرت میسر ہو تو (اس کے سامنے دشمن خواہ کتنے بہادر کیوں نہ ہوں' کیا چیز ہیں حتیٰ کہ) اگر ان کا سامنا کچھار کے غضب ناک شیروں سے بھی ہو تو وہ بھی سر اور نظریں نیچی کر کے خاموش رہ جائیں۔ مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔

شعر...... 138

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ غَیْرَ مُنْتَصِرٍ بِہٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَیْرَ مُنْقَصِمٖ

دوستانش را بینی غیر منصور و عزیز ہم نہ بینی دشمنش جز خار بگسستہ بہم
دوست ان کا ان سے بیگانہ کبھی رہتا نہیں اور دشمن رہ نہیں سکتا کبھی کوئی سلم
کوئی ولی نہیں حضرت تھیں جس نہ پائی یاری جو حضرت دا وڈا دشمن دائم وچ خواری

You will never find any friend but conquering with his assistance, nor any foe but sustaining discomfiture.

حل لغات:

لن ترى...... تو ہرگز نہیں دیکھے گا۔
ولی...... دوست' سلسلہ موالات میں منسلک۔
غیر منتصر...... مدد نہ پانے والا' بے مدد (انتصار سے اسم فاعل)۔
عدو...... دشمن۔
غیر منقصم...... ٹکڑے ٹکڑے نہ ہونے والا' غیر منقطع (منقصم' انقصام سے اسم فاعل) بمعنی ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا۔

ترجمہ:

تو ہرگز کبھی نہیں دیکھے گا کہ آنحضور ﷺ کا کوئی ولی اور دوست ہو اور اس کی مدد نہ کی گئی ہو اور آپ کا کوئی دشمن ہو اور وہ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوا ہو (ذلیل اور شکستہ نہ ہوا ہو)۔

تشریح:

دنیا اور آخرت میں پابند شریعت محمدی مظفر اور منصور ہو گا اور مخالف دونوں جہان میں ذلیل رہے گا۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جس نے بھی ٹکر لی وہ ٹکڑے ہو گیا۔ اسی طرح جو کمزور بھی آنحضرت ﷺ کا دوست یا حلیف بن گیا اسے نصرت اور امداد شامل حال ہوئی۔

صاحب قصیدہ نے نہایت خوبصورت انداز میں سورۃ کوثر کی آیت **ان شانئک هو الابتر** (بلاشبہ آپ کا دشمن ناکام ہے اور اس کی جڑ کٹ گئی) کی چند جملوں میں تفسیر فرما دی۔ جس وقت قرآن حکیم میں یہ پیشین گوئی کی گئی کہ آپ کے دشمن ناکام و نامراد ہوں گے اور ان کی جڑ کٹ جائے گی تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا ہو گا۔ لیکن چند سالوں میں حالات تبدیل ہو گئے۔ یا تو وہ وقت تھا کہ غزوہ احزاب 5ھ کے موقع پر قریش بہت سے عرب مشرکین اور یہودی قبائل کو لے کر مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور حضور ﷺ کو محصور ہو کر شہر کے گرد خندق کھود کر

مدافعت کرنی پڑی تھی۔ یا تین ہی سال بعد وہ وقت آیا کہ 8ھ میں جب آپؐ نے مکہ پر چڑھائی کی تو قریش کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اور انہیں بے بسی کے ساتھ ہتھیار ڈالنے پڑے۔ اس کے بعد ایک سال کے اندر پورا عرب حضورﷺ کے ہاتھ میں تھا۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے قبائل کے وفود آ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے اور آپ کے دشمن بالکل بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے۔ پھر وہ ایسے بے نام و نشان ہوئے کہ ان کی اولاد اگر دنیا میں باقی رہی بھی تو ان میں سے آج کوئی یہ نہیں جانتا کہ وہ ابوجہل و ابولہب یا عاص بن وائل یا عقبہ بن ابی معیط وغیرہ دشمن اسلام کی اولاد میں سے ہے۔

شعر......139

أَحَلَّ أُمَّتَهُ فِي حِرْزِ مِلَّتِهِ ۔۔۔ كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْأَشْبَالِ فِي أَجَمِ

امت خود را نشانده در حصار ملتش ۔۔۔ ہمچو شیرے کو بود با بچگاں اندر اجم

ہے محافظ ان کی اُمت کا یہ ملت کا حصار ۔۔۔ شیر کے بچے ہوں جیسے بے خطر اندر اجم

رکھیا حضرت اُمت تائیں وچ پناہ اسلامے ۔۔۔ شیر بیلے جیوں بچیاں کارن رکھے نال آرامے

He lodged his people in the stronghold of his own, creed, as a lion lodges in the forest with its cubs.

حل لغات:

احل...... آپؐ نے اُتاری (احلال سے فعل ماضی واحد مذکر غائب)۔

امته...... اپنی اُمت کو (مفعول)۔

فی حرز ملته...... اپنی ملت کے قلعے میں (حرز قلعے کو کہتے ہیں)۔

کاللیث...... شیر کی طرح۔

حل...... اترا (فعل ماضی واحد مذکر غائب)۔

مع...... ساتھ۔

اشبال...... اپنے بچوں کے (اشبال جمع شبل کی ہے اور شبل بمعنی شیر کا بچہ)۔

فی اجم...... اپنی گھپا میں (اجم جمع اجمہ جنگل، مکان)۔

ترجمہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اُمت کو اپنے دین کے قلعہ میں اُتارا جس طرح جنگل کا شیر اپنے بچے کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے (اپنے بچوں کے گھپا میں بے فکر اُترتا ہے)۔ (کسی کا مقدور نہیں کہ ان کو وہاں ستا سکے)۔

تشریح:

حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہو گیا۔'' دوسرے مصرع میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ حضورﷺ اپنی کمال شفقت، رحمت، تادیب اور تعلیم کے باعث اپنی اُمت کے لئے بمنزلہ ان کے باپ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: النبی اولی...... الخ نبی مسلمانوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب (یا بلند مرتبہ) ہے۔ ان کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ایک شاذ قرأت میں ہو اب لھم...... وہ مسلمانوں کے باپ ہیں۔

افادہ:

اُمت محمدؐ آنحضرتﷺ کی ملت کے مضبوط قلعے کے اندر محفوظ ہے اور اگر وہ دائرۂ ملت ہی میں رہے تو اسے ہرگز کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا۔ علامہ اقبالؒ نے امام بوصیریؒ کے اس شعر کو اپنی زبان میں یوں ادا کیا ہے:

امتش در حرز دیوار حرم

نعرہ زن مانند شیراں در اجم

آغاز وظیفہ جمعرات

شعر......140

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدِلٍ ۔۔۔ فِيهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ

ہر کہ باقرآں بجنگ آمد بیفگندش بخاک ۔۔۔ گفتگوئے منکر از برہان او گشت ست کم

ہیں دلائل اور جدل میں لاجواب آیات حق ۔۔۔ ہو نہیں سکتا مقابل کتنا لائق ہو خصم

بہت زمین تے سٹے کافر ایس کلام خدائے ۔۔۔ حجت سرور اوہناں اُتے بوہتے غالب آئے

The words of God baffled many a stubborn litigant regarding him, and their argument overcame many a contending antagonist.

حل لغات:

کم...... کتنی بار یعنی بہت دفعہ (دراصل کم من مرۃ تھا یا کم من جدل ہے)۔

جدلت...... مجادلہ کیا، جنگ کی (جدل کے باب تفصیل یعنی تجدیل سے فعل ماضی واحد مؤنث غائب)۔

کلمات اللہ...... اللہ تعالیٰ کے کلمات نے (فاعل ہے)۔

خصم...... خوب مخاصمت کی، جھگڑا کیا اور غالب آیا (باب تفصیل یعنی تخصیم سے واحد مذکر غائب فعل ماضی) اس باب کی خصوصیت مبالغہ ہے۔

فیه...... آنحضرتؐ کے بارے میں۔

من خصم...... جھگڑالو گروہ پر۔

لفظی ترجمہ:

کلمات الٰہی نے بہت جھگڑنے والوں سے جنگ کی آپ کی۔ شان میں اور بہت بُرہان الٰہی نے خصومت کی یعنی غالب آئیں۔

ترجمہ:

کئی بار قرآن مجید نے حضرت ﷺ کے ساتھ مقابلہ کرنے والوں کو نیچا دکھایا اور کئی دفعہ معجزات نے سخت ترین دشمن کو مغلوب کیا۔

تشریح:

آیات قرآنیہ کا فصاحت و بلاغت میں کئی بار عرب کے بڑے بڑے قادر الکلام فصحا و بلغاء نے مقابلہ کیا‘ آخر ناکام رہے۔ کئی دفعہ اظہار معجزات سے حضور علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق ہوئی اور مخالف مغلوب ہوئے۔

ابوجہل سنگریزے لایا تو ان سنگریزوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی۔

ایک دفعہ قریش نے مشہور سردار عتبہ بن ربیعہ کو آنحضرت ﷺ کے پاس صلح کے لئے بھیجا۔ اس نے صلح کی شرائط پیش کیں۔ آپؐ نے اس کے جواب میں سورہ فصلت پڑھنی شروع کی۔ کچھ ہی آئتیں پڑھی تھیں کہ اس نے آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ قرابت کا واسطہ بس کرو۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ محمدؐ نے میرے جواب میں جو کلام پیش کیا وہ شعر نہ تھا‘ نہ کہانت تھی‘ نہ جادو۔ میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا۔ اسی طرح ولید ابن مغیرہ قریش نے آپؐ سے کلام پاک سن کر اعلان کیا کہ خدا کی قسم! یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

بہت دفعہ کلام اللہ نے ایسے شخصوں کو جو کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی شان اقدس میں جھگڑا کرتے تھے‘ خاک مذلت پر گرا دیا اور اکثر اوقات آنحضرتؐ کی اثبات رسالت برہان (دلائل) غالب رہی ہر اس شخص پر کہ جو شدید الخصومت ہو (اس شعر کے پڑھنے سے مناظرے میں مخالفین پر فتح ہوتی ہے۔)

شعر......141

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً   فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّأدِيبِ فِي الْيُتُمِ

اس قدر از معجزه کافی که پیش از وحی او   امی پُر علم بود و پُر ہنر اندر یتیم

معجزہ بڑھ کر یہ ہے سب سے کہ اک اُمی لقب   ہو فصاحت میں بلاغت میں ادب میں مختتم

اُمی ناؤں علم وچ فائق ایہ بھی معجزہ جانو   وچ یتیمی تے بے علمی نیکو کار پچھانو

Such a vast knowledge in the Illiterate, in the Time of Ignorance, and also such an accomplishment in a state of orphanage, suffice you as a miracle.

حل لغات:

کفاک...... تیرے لئے یہی کافی ہے (کفی‘ یکفی‘ کفایة سے اور اس سے استغناعن السوال اور کافی ہونے کا مفہوم پیدا ہوتا ہے)۔

فی الامی...... حضورؐ کے اُمی ہونے کی صورت میں۔ اُمی کی کئی توجیہ ہیں: ایک تو یہ کہ اُم کی طرف منسوب ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد پہلے فوت ہو گئے تھے اور آپؐ والدہ ماجدہ کی گود میں رہ گئے۔ یا مکہ معظمہ جس کو اُم القریٰ کہتے ہیں۔ یا اُم العرب قبائل عرب کی طرف۔ جو اکثر خط و کتابت اور حساب نہیں جانتے‘ منسوب ہیں اور اصل میں اُمی کے معنی وہ شخص جو پڑھا لکھا نہ ہو۔

معجزۃً...... معجزہ۔ معجزہ کوئی امر جو بطور خرق عادت پیغمبر سے بمقابلہ منکرین نبوت ظہور میں آئے۔

بالعلم...... کہ آنحضور ﷺ علم سے متصف ہیں۔

فی الامی...... اُمی ہوتے ہوئے بھی (اُمی سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اس ماحول میں رہے کہ جہاں بظاہر علم کی کوئی روشنی نہ تھی اور آپؐ نے کسی انسان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا)۔

فی الجاهلیه...... زمانہ جاہلیت میں ہوتے ہوئے‘ جو قبل از اسلام ہے۔

التادیب...... باادب ہونا‘ زمانہ تبلیغ رسالت میں۔

فی الیتم...... حالت یتیمی میں‘ بے پدر رہ جانا۔

ترجمہ:

آپؐ کا ہر طرح کا علم باوجودیکہ آپؐ اُمی و ناخواندہ محض تھے کافی ہے اور یہ کہ آپؐ بحالت یتیمی کے نہایت باادب تھے۔

تشریح:

النبی الامی کی صداقت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو گی اور یہی ایک معجزہ کافی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ جاہلیت کے ماحول میں پرورش پائی مگر اس کے باوجود آپؐ میں (خداداد) علم تھا اور یتیمی کی حالت میں رہ کر (کہ جہاں تربیت میسر نہیں ہوتی) آپؐ زیور ادب سے آراستہ تھے۔ حقائق و اسرار دین‘ رموز کائنات‘ اصول عقائد‘ نکات اخلاق اور شریعت کی تکمیل و تاسیس کے طریقے سب کو سکھائے۔ اسلام کی اشاعت کا حقیقی سبب معجزۂ قرآن اور معجزۂ سیرت ہے۔ یہ علم لدنی اور یہ اخلاق و آداب محض تعلیم ربانی ہے۔

افادہ:

آنحضرت ﷺ کے بارے میں اُمی کا ترجمہ اَن پڑھ کرنا سوء ادب ہے۔ سرکار رسالت مآب ﷺ کسی انسان سے یقیناً نہیں پڑھے بلکہ خود خداوند تعالیٰ سے تعلیم حاصل کی ہے جیسا کہ یہ حدیث بھی روشنی ڈالتی ہے:

علمنی ربی فاحسن تعلمي وادبنی ربی فاحسن تادیبی

''مجھے میرے رب نے اچھی تعلیم دی اور اچھے ادب سے مزین فرمایا۔''

اُمی و کتاب خانہ در دل (فیضی)
خاکی و براوج عرش منزل

اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ

فِی طَلَبِ مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللهِ تعالیٰ وَ شَفَاعَةٍ مِّن رَّسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم

فصل نویں بیان میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے اور طلب کرنے میں شفاعت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

شعر......142

خَدَمْتُهٗ بِمَدِيْحٍ اَسْتَقِيْلُ بِهٖ ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَّضٰى فِى الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

خدمتش کردم بمدحی تابہ بخشذم گناہ
زانکہ عمرم صرف شد در گفتن شعر و خدم

ہے دعا اللہ سے مدح رسالتؐ کے طفیل
ہیں گنہ میرے بہت شعر و خوشامد مدح و ذم

خدمت کیتی نال مدح میں بخشے جرم ستاری
شعریں عمر گزاری ساری تے وچ خدمت گاری

I serve the Prophet with an eulogy, by means of which I ask to be pardoned for the sins of my life, that passed in writing verses on other subjects and in serving others;

حل لغات:

خدمته...... میں نے آپؐ کی خدمت کی (نعت کی) (خدم، خدمته سے فعل ماضی واحد متکلم)۔

بمدیح...... قصیدے کے ساتھ (مدیح کے معنی وہ چیز کہ جس کے ذریعے مدح کی جائے یعنی قصید اور اس کی جمع مدائح آتی ہے)۔

استقیل...... میں معافی چاہتا ہوں یا میں کم کرنا چاہتا ہوں (استقالہ سے)۔

بہٖ...... اس قصیدے کے طفیل، اُس ہستی مقدس سے۔

ذنوب عمر...... عمر بھر کے گناہ (ذنوب، ذنب کی جمع ہے)۔

مضٰی...... جو گزری ہے، گزشتہ میں ہوئے۔

فی الشعر والخدم...... شعر و شاعری اور خدمت امرا میں۔

والخدم...... اور خوشامد میں، جمع خدمت: نوکری۔

ترجمہ:

میں نے آپؐ کی خدمت مدح سے اس لئے کی ہے کہ عفو ہو جائیں، وہ گناہ جو اتنی عمر میں کئے ہیں یعنی شعر کہتا رہا ہوں اور خدمت کی ہے دولت مندوں کی۔

(مدح رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جو خدمت میں نے انجام دی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ خدمت امراء اور بلا مقصد شعر و شاعری میں جو وقت گزرا ہے اس کے ذریعے عمر بھر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ یعنی میں نے حضورؐ کی مدحت کر کے اس ذریعہ سے اُس عمر کے گناہوں کی معافی طلب کی ہے جو فضول شعر گوئی اور اہل دنیا کی خدمتوں میں ضائع ہوئی۔)

تشریح:

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض نعت نہیں ہے بلکہ ایک خدمت ہے اور خدمت اطاعت رسولؐ اور اتباع سنت کی مقتضی ہے۔ خادم وہی ہو سکتا ہے جو اپنے مخدوم کا مطیع ہو۔ اگر خدمت امراء اور ہجویہ شعر و شاعری جیسے گناہ کا ارتکاب ہوا ہے تو مدح رسولؐ کے ذریعے اس کا کفارہ ادا کیا جائے۔

شعر......143

اِذْ قَلَّدَانِیَ مَا تُخْشٰى عَوَاقِبُهٗ كَاَنَّنِىْ بِهِمَا هَدْىٌ مِّنَ النَّعَمِ

کردہ غل در گردنم عصیاں و می ترسم ازاں
گوئیا با شعر و خدمت مثل ہدیم از نعم

مال دنیا کی طمع، شہرت کا لالچ، حب زر
بن گیا ان خواہشوں سے مثل حیوان و نعم

جدوں قلادہ گردن میری شعر تے خدمت پایا
میں سبب دوہاندے ہدیے چار پایاں تھیں آیا

Since my services to other have burdened me with a trouble, of the evil consequences of which I am afraid, as though I were, on the account, a camel led as a victim to a sacrifice.

حل لغات:

اذ...... جب کہ، اس لئے۔

قلدانی...... ان دونوں (شاعری اور خدمت اہل الدنیا) نے میرے گلے میں رسی یا پٹہ ڈال دیا ہے (قلد کے باب تفصیل یعنی تقلید بمعنی گلے میں رسی ڈالنا ہے فعل ماضی تثنیہ غائب اور نی ضمیر واحد متکلم) پٹہ اس جانور کے گلے میں ڈالا جاتا ہے جو جانور حج پر ذبح کیا جاتا ہے۔

ما تخشی...... جس سے خوف ہے مجھے، ڈر لاحق ہے۔

عواقبهٔ...... اس کے انجام کا (عواقب جمع ہے عاقبت کی بمعنی انجام)۔

کاننی...... گویا کہ یقیناً میں ہوں۔

بهما...... ان دونوں (شاعری اور خدمت امراء) کے ساتھ۔

هدیٰ...... قربانی کا جانور کہ جو موقع حج پر مکہ میں ذبح کیا جائے۔

من النعم...... جانور میں سے' چار پایہ سے (نعم کی جمع انعام ہوتی ہے اور اس کے معنی اونٹ' بھیڑیں یا دیگر مویشی کے ہیں) اور یہ مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔

ترجمہ:

کیونکہ میرے گلے میں پٹہ ڈال دیا ہے دونوں باتوں نے جس سے انجام کا خوف ہے۔ گویا ان دونوں باتوں سے میں حیوان ہوں چارپائیوں میں۔

تشریح:

اس لئے کہ ان دو باتوں (شاعری اور خدمت امراء) نے میرے گلے میں ایک پٹہ ڈال دیا ہے کہ جس کے نتائج کا خوف لاحق ہے گویا کہ یقیناً میں ان دو چیزوں کی وجہ سے قربانی کا ایک جانور ہوں (کہ جسے موت سامنے نظر آ رہی ہے۔ یعنی شعر اور ملازمت نے مجھے اسیر گناہ بنا دیا جو موجب ہلاکت ہے۔ حضور علیہ السلام کی شفاعت نے میری دستگیری کی تو میرا انجام بخیر ہوگا ورنہ ہلاکت کا اندیشہ ہے)۔

شعر...... 144

اَطَعْتُ غَيَّ الصِّبَا فِي الْحَالَتَيْنِ وَمَا   حَصَّلْتُ اِلَّا عَلَى الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ

برده ام فرمانِ غی کودکی در هر دو حال   هیچ ازاں حاصل ندارم جز گناهان و ندم

حرکتیں بچگانہ مجھ سے بارہا صادر ہوئیں   کچھ نہ حاصل ہو سکا ان سے بجز اثم و ندم

خورد سالی دی گمراہی تھیں منیا حکم دو حالت   اس تھیں حاصل کجھ نہ ہویا باجھ گناہ ندامت

I yielded to the misleading passions of youth, and I hit on nothing but sin and remorse.

حل لغات:

اطعت...... میں نے اطاعت کی ہے' فرمانبرداری (اطاعت سے فعل ماضی واحد متکلم)۔

غیّ...... گمراہی۔

غی الصبا...... لڑکپن کی گمراہی کی۔

فی الحالتین...... دونوں حالتوں (شاعری اور خدمت) میں۔

وما حصلت...... اور میں نے حاصل نہیں کیا (تحصیل سے فعل ماضی واحد متکلم منفی)۔

الا...... سوائے' مگر۔

علی الاثام...... گناہوں پر (الاثام' الاثم بمعنی گناہ کی جمع ہے)۔

الندم...... ندامت' پشیمانی۔

ترجمہ:

میں نے لڑکپن کی گمراہی کی اطاعت کی دونوں حالتوں میں اور کچھ حاصل نہ ہوا سوائے گناہوں اور پشیمانی کے۔

میں نے دونوں حالتوں یعنی مدحیہ اور ہجویہ شاعری اور خدمت امراء میں لڑکپن کی گمراہی کی اطاعت کی ہے (اور نتیجہ جو ہونا تھا' سو وہ ہوا) پس انجام کار گناہوں پر ندامت اور پشیمانی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا۔

تشریح:

ہجویہ شاعری اور امراء کی قصیدہ خوانی میں عمر کا ایک بیش قیمت حصہ جو گزرا ہے صاحب قصیدہ اس کو بچپن کی گمراہی تصور فرماتے ہیں۔ محبوب حقیقی کے ذکر و فکر کے علاوہ جو بھی وقت گزارا جائے وہ نادان بچوں کا بے مقصد کھیل ہے۔ شاعر کو افسوس ہے کہ وہ بادشاہوں کے قصائد لکھتا رہا اور اس میں بے معنی مبالغہ کرتا رہا۔

شعر...... 145

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِيْ فِيْ تِجَارَتِهَا   لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

پس زیانہائے کہ نفس اندر تجارت یافته   کاں بدنیا دین نه بخرید و نگفته می خرم

میں نے کی ایسی تجارت جس سے نقصاں میں رہا   دین' دنیا کے عوض بیچا یہی ہے رنج و غم

بہت زیاں خسارت نفسے وچ تجارت پایا   دنیا تھیں اس دین نہ کھٹیا نہ کھٹن فرمایا

Ah! the loss sustained by my soul in his dealing, for he neither exchanged faith for worldy goods nor negotiated for it.

حل لغات:

فیا...... پس اے افسوس!

خسارة نفسی...... میرے نفس کا خسارہ' نقصان' ٹوٹا (خسارہ بمعنی نقصان)۔

فی تجارتها...... نفس کا تجارت میں (ها کی ضمیر نفس کے لئے ہے)۔

لم تشتر...... نہیں خریدا (اشتری سے نفی جحد بلم)۔

الدین...... دین کو (مفعول)۔

بالدنیا...... دنیا کے ذریعے یا دنیا کو چھوڑ کر۔

ولم تسم...... اور نہ ہی خریدنے کی بولی دی (نام سوم سے نفی جحد بلم) یا خریدنے کے متعلق سوچا تک، تخمینہ کرنا، قیمت لگانا۔

ترجمہ:

بڑا افسوس ہے کہ نفس کو تجارت میں بڑا نقصان ہوا کہ دین کو نہ خریدا دنیا کے عوض اور مول نہ لیا۔

تشریح:

افسوس! میرے نفس کو اپنی تجارت میں بہت خسارہ ہوا، افسوس اس نے دین کو دنیا کے عوض نہ خریدا اور نہ خریدنے کے لئے کچھ سوچا۔ (اس شعر میں ایسا مبالغہ ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے اور اس بات کی طرف اشارہ بھی ہے کہ دنیا اور دنیا کو جمع کرنا ممکن ہے۔ بعض اہل اشارہ نے کہا ہے کہ اس نے دین کو دنیا کے ساتھ تبدیل نہیں کیا۔) اس سے زیادہ کیا زیاں کاری ہوگی کہ تو نے دین کو دنیا کے عوض میں خرید نہ کیا بلکہ ارادۂ خرید بھی نہ کیا۔

شعر 146

وَ مَنْ يَّبِعْ اٰجِلاً مِّنْهُ بِعَاجِلِهٖ ‏ ‏ ‏ يَبِنْ لَهُ الْغَبْنُ فِىْ بَيْعٍ وَّ فِىْ سَلَمٖ

ہر کہ عقبی را بدنیا می فروشد خاسر است ‏ ‏ ‏ غبن او روشن شود البتہ در بیع و سلم

بیچ ڈالا آخرت کو جس نے دنیا کے عوض ‏ ‏ ‏ وہ خسارے میں رہا ہو نقد سودا یا سلم

جے کو دین بہ دنیا ویچے خاسر نام سداوے ‏ ‏ ‏ ظاہر اسنوں وڈا تروٹا بیع سلم وچ آوے

He, who sells his future lot in the next world for his present worldly good, will find himself defrauded both in the sale and in the negotiation.

حل لغات:

ومن یبع...... اور جو شخص بیع کرتا ہے، بیچتا ہے (یبع دراصل یُبیع تھا مگر شرط کی وجہ سے ہی حرف علت محذوف ہوگیا اور اخیر میں جزم آ گئی)۔

اجلاً...... دیر سے ملنے والا ثواب، ثواب آخرت (اجل سے اسم فاعل ہے)۔

منه...... اس سے، اس کے بدلے میں۔

بعاجلہ...... جلدی نفع دینے والی چیز، دنیا، مفاد، عاجلہ۔

یبن...... ظاہر ہو جاتا ہے (دراصل یبینُ تھا، شرط کی وجہ سے اس کی یہ صورت بُبیع کی طرح ہوئی)۔

له...... اس شخص کے لئے۔

الغبن...... بڑا نقصان۔

فی بیع...... ہر عام خرید و فروخت میں۔

وفی سلم...... بیع سلم میں (بیع سلم وہ خریداری ہے کہ جس میں قیمت پہلے ادا کر دی جائے لیکن مال وعدہ پر بعد میں لیا جائے)۔

ترجمہ:

(جو شخص آخرت کے نفع کو دنیا کے نفع پر بیچتا ہے اس کو نقصان ہی ظاہر ہوتا خریداری موجود اور آئندہ میں۔)

جو شخص اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچے گا، اس کو نقد و ادھار دونوں صورتوں میں نقصان ظاہر ہوگا۔

تشریح:

نیک اعمال کا صلہ دنیا اور آخرت میں ملتا ہے۔ دنیا میں صلہ کا ملنا بیع کا حکم رکھتا ہے کیونکہ نیک عمل کرنے کے ساتھ ہی صلہ مل گیا اور آخرت میں نیک عملوں کی جزا میں مدارج عالیہ کا ملنا سلم کا حکم رکھتا ہے۔

جس شخص نے کوئی نیک عمل نہیں کیا اور دنیا کے دھندوں میں لگا رہا اُسے نہ دنیا میں صلہ مل سکتا ہے اور نہ آخرت میں۔ وہ ہر حال میں خسارے میں رہے گا۔

نوٹ: جائز تجارت کے لئے اس شعر کا ایک دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھنا، تاجر کو خرید و فروخت میں نفع دیتا ہے۔

شعر 147

اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِىْ بِمُنْتَقِضٍ ‏ ‏ ‏ مِّنَ النَّبِىِّ وَلَا حَبْلِىْ بِمُنْصَرِمٖ

گر گنہ کردم بسے من عہد را نشکستہ ام ‏ ‏ ‏ با پیمبر حبل دین مصطفےٰ نبریدہ ام

گرچہ ہوں عاصی مگر اس عہد پر قائم ہوں میں ‏ ‏ ‏ کہ رسول اللہؐ کے دامن سے لپٹوں گا بہم

سرورتھیں میں قول نہ بھناں توڑے عاصی ہویا ‏ ‏ ‏ سوئی امیدے دی وچ دھاگا ختم نبیاں پرویا

If I have committed any crime, my covenant with the Prophet is not likely to be violated; nor is ever my rope of relation to him likely to be severed.

حل لغات:

ان...... اگر (حرف شرط)۔

ات...... میں لاؤں، میں کروں (ات صیغہ متکلم ہے اور اتی — یاتی سے ہے لیکن حرف شرط کی وجہ سے ی گر گئی ہے)۔

ذنباً...... گناہ (ذنب واحد ہے اور اس کی جمع ذنوب ہے)۔

فما عهدی...... پس نہیں میرا عہد۔

بمنتقضٍ...... ٹوٹنے والا (ثلاثی مجرد نقض کے باب افتعال یعنی انتقاص سے اسم فاعل)۔

من النبی...... نبی کریم سے، میرے نبی سے (جو عہد ہے)۔

ولا حبلی...... اور میرا رشتہ (حبل رسی کو کہتے ہیں)۔

بمنصرم...... ٹوٹنے والا، قطع ہونے والا (انصرام بمعنی کاٹنا سے اسم فاعل)۔

ترجمہ:

اگرچہ میں نے گناہ کئے ہیں (لیکن پھر بھی) میرا نبی کریم ﷺ کے ساتھ معاہدہ اور تعلق ٹوٹنے والا نہیں۔

تشریح:

اگر میں اپنے دامن اعمال میں گناہوں کے سوا کچھ نہیں لایا۔ تاہم (میں بالکل مایوس نہیں ہوں کیونکہ) میرا جو عہد اور رشتہ حضور نبی کریم ﷺ سے ہے وہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں نہ میری اُمید کی رسی کٹنے والی ہے۔ عہد سے مراد حضور ﷺ کا وعدۂ شفاعت ہے۔ حضرت ﷺ کا فرمودہ ہے:

شفاعتی لاھل الکبائر

جس نے لا الہ الا اللہ کہا، جنت میں داخل ہوا اور حبل سے مراد وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے اس قول سے معلوم ہوتی ہے جس نے شیطان کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، تو اس نے مضبوط رسی کو تھام لیا جس میں ٹوٹنا ہے ہی نہیں میں بسبب ارتکاب جرائم حضرات کی شفاعت سے نا اُمید نہیں ہوں کیونکہ میرے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا۔

نوٹ: بیمار شخص کے لئے اس کا ہر وقت ورد رکھنا بیماری سے شفاء دیتا ہے۔

شعر......148

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّۃً مِّنْہُ بِتَسْمِیَتِیْ   مُحَمَّدًا وَّ ھُوَاَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

عہد او دارم کہ نام من محمدؐ کردہ اند   کس وفا چوں او نکردہ در ہمہ عہد و ذمم

آپ خود ضامن ہیں میرے جبکہ ہوں ان کا غلام   نام ہے ان کا محمدؐ صاحب حمد و علم

میرا نام محمدؐ دھریا قول کیویں میں توڑاں   وچ عہدے تے ذمے دے حق اس جیہا کوئی تھوڑا

For, I have a security from him in my being called Mohammad; while he is the most faithful of mankind as regards the fulfilment of his promises.

حل لغات:

فان...... پس تحقیق۔

لی...... میرے لئے۔

ذمۃ...... امان، معاہدہ، ضمانت۔

منہ...... نبی کریم سے۔

بتسمیتی...... میرے نام رکھنے کی وجہ سے (تسمیہ کے معنی نام رکھنے کے ہیں)۔

محمداً...... محمد (نام رکھنے کی وجہ سے)۔

وھو...... اور وہ (ﷺ) ہیں۔

اوفی...... بہت زیادہ پورا کرنے والے (وفا سے اوفی اسم تفضیل ہے)۔

اوفی الخلق...... ساری مخلوق سے زیادہ وفا کرنے والے۔

بالذمم...... ذموں، ضمانتوں، معاہدوں کو (ذمم، ذمہ کی جمع ہے)۔

ترجمہ:

کیونکہ میرے واسطے آپ کا عہد ہے بسبب اس کے کہ میرا نام محمد ہے اور آپؐ زیادہ پورا کرنے والے ہیں خلقت سے عہدوں کو۔

(کیونکہ میرا نام محمد ہے مجھے میرے حضورؐ کے حضور میں امن لازمی ہے۔ اسی لئے حضورؐ اپنے وعدہ کے وفا کرنے میں اوفی الخلق ہیں۔ تمام مخلوق سے زیادہ وفا کرنے والے ہیں)۔

تشریح:

(مجھے بخشش کی امید اس وجہ سے ہے کہ) میرے واسطے (امین مکہ) محمد مصطفےٰ ﷺ کا ایک عہد ہے اور آنحضرتؐ خلق خدا میں سب سے زیادہ ایفائے عہد کرنے والے ہیں۔ یاد رہے میرا وہ عہد آنحضرت کا ہمنام ہونا ہے (چونکہ میرا نام بھی آنحضرت ﷺ کے "محمد" ہے لہٰذا یقیناً نبی کریمؐ اپنے نام کی لاج رکھتے ہوئے میری شفاعت کریں گے۔ یہاں خیال عہد شکنی ممکن نہیں ہے کیونکہ آنحضرتؐ وفائے عہد میں تمام خلق سے بہت بڑے ہوئے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق حضورؐ نے فرمایا: جس کا (نام) محمد یا احمد ہوگا تو میں اس کی شفاعت کروں گا۔

ابن عباسؓ راوی ہیں: "قیامت کے دن نادی ندا دے گا کہ جس کا نام محمد یا احمد ہے، وہ کھڑا ہو اور جنت میں داخل ہو جائے۔"

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: "ہمارے پاس جبرئیل آئے اور کہا حضورؐ اللہ سلام فرماتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ میرے عزت و جلال کی قسم جس کا نام آپ کے نام پر ہوگا اُسے میں جہنم کا عذاب نہ دوں گا۔" علامہ قاضی عیاض شفاء میں فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بخشش و رحمت کرتے ہیں اس پر جس کا نام محمد یا احمد ہو۔ نام محمد ایسا اسم کریم و شریف ہے کہ اشرف اسماء حضورؐ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس نام کو حضور کے اخص اسماء سے بنایا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد رکھی گئی اور حضورؐ بھی ہمیشہ فرامین و احکام میں من محمد رسول اللہ ہی تحریر فرماتے۔

شعر......149

اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا م بِیَدِیْ   فَضْلاً وَّ اِلاَّ فَقُلْ یَا زَلَّۃَ الْقَدَم

گر ز فضلم در قیامت دستگیرد خرمم   ور نگیرد دوائے بر من چوں بلغزانم قدم

عاقبت میں دست گیری ان کے ہاتھوں ہے میری   وہ اگر رحمت نہ فرمائیں کدھر جائیں گے ہم

روز حشر جے نبیؐ نہ پکڑے فضلے تھیں ہتھ میرا   قدم میرے جھڑ پون صراطوں دوزخ تھیوے ڈیرا

If he should not at my resurrection lift me up with the hand, out of kindness, then I shall have to say to myself; "O, how perilous is the slip of the foot!"

حل لغات:

ان لم یکن...... اگر آپؐ نہ ہوں۔

فی معادی...... میری آخرت میں' میرے مرنے کے بعد (معاد' عاد' یعود سے اسم ظرف بمعنی لوٹنے کی جگہ)

اخذا بیدی ..... میری دستگیری کرنے والا' میرا ہاتھ تھامنے والا (اخذا— اخذ پکڑنا سے اسم فاعل ہے)۔

فضلاً...... اپنے فضل سے۔

والا...... وگرنہ' ورنہ' تو تو۔

فقل...... پس تو کہہ دے' کہہ مجھے۔

یا زلۃ القدم...... افسوس قدموں کی لغزش' اے پھسلے ہوئے قدم کے (زلۃ— زل بمعنی لغزش کھانا' پھسلنا سے) ارتکاب معاصیٰ' شامت اعمال یعنی اے لوگو میری لغزش قدم اور گناہوں کی شامت کو دیکھو۔

ترجمہ وتشریح:

(میرا بس ایک ہی سہارا ہے اور وہ شفاعت رسولؐ کا ہے لیکن) اگر حضور سرور کائنات ﷺ نے بھی بروز محشر از راہ فضل و کرم میری دست گیری نہ فرمائی تو (پھر کوئی ٹھکانہ نہیں) تو کہہ دینا افسوس قدموں کی لغزش۔ (تو اے مخاطب! تم مجھے کہو: یعنی یہی کہہ دینا کہ ہائے میرے قدموں کی لغزش یعنی میری قسمت۔ یہ میرا ہی قصور ہوگا۔ پھر میرے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ حاصل یہ کہ اگر میری شامت اعمال کے باعث آنحضرتؐ میرے حال پر قیامت کے دن رحم نہ فرمائیں گے تو بڑی ذلت و خواری حاصل ہوگی۔ بہرکیف میری نگاہیں تو آنحضور ﷺ کی شفاعت کی طرف لگی ہوئی ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ آپ ضرور شفاعت فرمائیں گے۔)

شعر......150

حَاشَاہُ اِنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ   اَوْ یَرْجِعُ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَم

دور باد اگر کند نومید ہر اُمیدوار   یا کہ از وے باز گردد جار غیر محترم

حاشا للّٰہ ہو نہیں سکتا کبھی' ان کا غلام   لوٹ جائے ان کے در سے یونہی بے نیل مرام

ایہ گل دور امیدوراں دی نبیؐ امید کراوے   یاں ہمسایہ اسدے کولوں بے عزت ہو جاوے

He, the Prophet, is far from denying his protection to him who hopes to get it from him, or allowing his protege to return from him dishonoured.

حل لغات:

حاشاہٗ...... آپؐ کی ذات اقدس ہرگز ایسی نہیں (کلمہ استثنا) ہرگز وہ ہستی ایسی نہیں۔

ان یحرم...... کہ محروم رہ جائے۔

الراجی...... امیدوار کو (رجا بمعنی امید سے اسم فاعل بمعنی امید کرنے والا' آس لگانے والا)۔

مکارمہٗ...... آپؐ کی بخششوں کا' آپ کی فیض کی خوبیوں کا (مکرم کی جمع ہے مکارم)۔

یرجعُ...... لوٹ جائے' یہ کہ لوٹے۔

الجار...... آرزومند' قرب والا' پناہ چاہنے والا۔

منه...... آپؐ کے ہاں سے' ان کی بارگاہ سے۔

غیر محترم...... بغیر احترام کئے گئے' بے توقیر' مایوس بے نیل مرام (محترم' احترام سے اسم مفعول جس کا احترام کیا گیا)۔

ترجمہ:

حضور نبی کریمؐ کی ذات اقدس ایسی ذات نہیں کہ آپؐ کی بخششوں کا امیدوار محروم کیا جائے یا یہ کہ پناہ کا طالب آپؐ کے در سے بے توقیر لوٹے (بلا احترام واپس ہو)۔

تشریح:

شاعر کا مطلب یہ ہے کہ میرا یہ خیال کرنا کہ شاید میں محروم رہ جاؤں' غلط ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ کی درگاہ عالیہ سے کوئی ارادت مند بلا عطائے خلعت الطاف و کرم واپس نہیں آتا۔ پھر میں کس طرح محروم رہ سکتا ہوں۔

الکریم لا یخیب من اطمعہٗ

"سخی آدمی کسی امیدوار کرم کو محروم نہیں کیا کرتا۔"

حاصل یہ کہ اللہ سبحانہ نے آپ کو اس سے پاک و منزہ کیا ہے کہ امیدوار مکارم اخلاق آنحضرت ﷺ محروم

رہے یا جو ان کے سایۂ عنایت و حمایت آ گیا ہے ذلیل و خوار ہو اور آنجناب اس کے حال پر توجہ نہ فرمائیں۔ آپؐ کی ذات مقدس سرچشمہ فیض ہے۔ جہاں سے کوئی امیدوار ناکام واپس نہیں آتا۔ آمنا و صدقنا!

شعر...... 151

وَمُنذُ اَلزَمتُ اَفکارِیْ مَدائِحَہٗ — وَجَدتُہٗ لِخَلاصِیْ خَیرَ مُلتَزِم

زانکہ من مشغول کردم فکر خود در مدح او — بر خلاص خود و را خوش یافتم من ملتزم

مدح ان کی جانتا ہوں فرض اپنی فکر پر — اور پھر میری بریت کے لئے بھی ہے لزم

تاں میں مدح رسولؐ دی کیتی کرکے فکر گھنیرے — جو ایہ ہوگ خلاصی میری اوکھے وقت بھلیرے

Since I devoted my thoughts to his praises, I have found him to be the best asylum for my salvation.

حل لغات:

و...... اور۔

منذُ...... جب سے۔

الزمت...... میں نے لازم کی (الزام بمعنی کسی چیز کو کسی سے وابستہ، چسپاں کر دینا، سے فعل ماضی واحد متکلم)۔

افکاری...... اپنے افکار (فکر کی جمع ہے) اپنے فکر و تخیل کو۔

مدائحہ...... آپؐ کے مدحیہ قصائد (مدائح— مدح کی جمع ہے) آپؐ کی نعت گوئی۔

وجدتہٗ...... میں نے پائی، میں نے آپ کو پایا۔

لخلاصی...... اپنی نجات کے لئے۔

خیر ملتزم...... بہترین جائے پناہ، بہترین ضامن، ذمہ دار (مادہ لزم کے باب افتعال یعنی التزام بمعنی کسی کا کسی چیز کو اپنے ذمہ لینا سے اسم فاعل)۔

ترجمہ:

اور میں نے جیسے آپ ﷺ کی مدح میں فکر کو لازم کر لیا ہے۔ آپ ﷺ کو اپنی خلاصی کے واسطے بہت اچھا ذمہ دار پایا ہے۔

(جب سے میں نے اپنے افکار میں حضور ﷺ کی نعت گوئی لازم کی، میں سمجھتا ہوں کہ میں نے بہترین جائے پناہ لی۔)

تشریح:

جب سے میں نے اپنے شعری افکار اور تخیل کو آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے مختص کر کے ان کی شان

اقدس میں نعت گوئی شروع کی ہے اسی وقت سے مجھے اپنی نجات (کی کوئی فکر نہیں کیونکہ اس) کا میں نے آنحضرت کو بہترین ضامن و ذمہ دار پایا ہے (اپنی نجات کا بہترین معاون پایا)۔

نوٹ: اشارہ ہے کہ فالج کی بیماری جاتی رہی یا عذات دوزخ سے نجات کے کفیل ہو گئے۔ اس شعر کا وظیفہ ملزم قیدی کو قید سے رہائی دیتا ہے۔

شعر...... 152

وَلَن یَّفُوتَ الْغِنٰی مِنہُ یَدً تَرِبَتْ — اِنَّ الْحَیَا یُنبِتُ الْاَزْھَارَ فِی الْاَکَمِ

دست درویش از غناہا نعمتش خالی نہ شد — زانکہ از باراں بروید گل بہ بالائے اکم

ان کی خاک آستاں پر جو ہوا سر سجدہ ریز — اس پہ رحمت کی گھٹائیں ہیں برستی دمبدم

فوت نہ کرسی سرور عالم محتاجاں تھیں یاری — مینہ وساوے ٹبیاں اُتے سبزہ رنگ بہاری

His bounty will never escape from my hand, which has ruined itself with sins, for the rain causes flowers to bloom on rocks.

حل لغات:

لن یفوت...... وہ ہرگز فوت یعنی ضائع نہ کرے گا (فات، یفوت، فوتا بمعنی ضائع کرنا)۔

الغنیٰ...... دولت، استغناء۔ لغوی معنی تونگری، فراخدستی، بے پرواہی کے ہوتے ہیں یہاں مراد شفاعت حضور اکرمؐ۔

منہ...... آپؐ سے۔

یدٌ...... ہاتھ۔

تربت...... جو مٹی پر پہنچا، مٹی سے بھر گیا (ترب بمعنی ہاتھوں کا مٹی سے بھر جانا، سے ہے)۔

ان الحیا...... بے شک بارش۔

ینبتُ...... اُگاتی ہے۔

الازھار...... کلیوں کونپلوں کو، شگوفہ، پھول (زھرۃ کی جمع ہے)۔

فی الاکم...... ٹیلوں پر، پہاڑ کی چوٹیوں پر (جمع اکمہ)۔

راس الجبل...... پہاڑ کی چوٹیوں پر۔

لفظی ترجمہ:

اور ہرگز بے نیازی فوت نہ ہوگی اس ہاتھ کی جو خاک پر پہنچا جس نے وسیلہ آپؐ کا لیا کیونکہ مینہ ٹیلوں پر سبزہ پیدا کرتا ہے۔

ترجمہ:

اس شعر کے دوطرح سے معنی ہو سکتے ہیں:

1- خاک سے بھرے ہوئے ہاتھ یعنی جس مفلس نے دولت استغنا آنحضرت ﷺ سے حاصل کی ہے' وہ ضائع نہیں ہو گا۔ بے شک ابر کرم تو ٹیلوں پر بھی پھولوں کو اُگا دیتا ہے یعنی حضورؐ کی سخاوت سے کوئی مفلس ہرگز محروم نہ رہے گا۔ بے شک بارش ٹیلوں پر بھی پھول اُگاتی ہے۔

2- جس ہاتھ نے آنحضرت ﷺ کے مرقد مبارک کو مس کر لیا اس شخص کے ہاتھ سے غنا اور بے نیازی کبھی نہیں جائے گی کیونکہ ابر کرم جب برستا ہے تو یقیناً ٹیلوں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر بھی شگوفوں اور پھولوں کو اُگا دیتا ہے۔

جس طرح بارش کا اثر باغ اور ٹیلوں پر یکساں پہنچتا ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کا فیض ادنیٰ اور اعلیٰ پر یکساں ہے۔ پس اس حالت میں کوئی نا اُمیدی نہیں ہے۔ جب یہ حال ہے تو کوئی نا اُمید کیوں ہو۔

افادہ:

یہاں غنا سے مراد مادی دولت و ثروت نہیں بلکہ دل کی غنا ہے اور یہ جسے دولت استغنا میسر ہو' اس کی نظر شاہوں پر بھی نہیں اُٹھتی۔

حضرت ابوذر غفاریؓ صحابہ کرام میں استغنا کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اس شعر کو لکھ کر سب سے بلند درخت پر باندھنا باغ کو سرسبز رکھتا ہے۔

شعر......153

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِى اقْتَطَفَتْ　　يَدَا زُهَيْرٍ بِمَا اَثْنٰى عَلٰى هَرِمٖ

من نمی خواہم متاع مال و دنیا چوں زہیر　　کو نچیدہ دست او چوں گفت او مدح ہرم

مجھ کو دنیا کی نہیں خواہش کہ مانند زہیر　　مال و دولت کے لئے کرتا نہیں مدح ہرم

مدح کہن تھیں منگدا ناہیں لذت دنیا فانی　　جویں زہیر مدح ہرم دے ہتھ پر کیتے سانی

I did not covet the acquisition of the flowery wealth of the world which the hands of Zuhair plucked through his praises of Haram.

حل لغات:

ولم اُرد...... اور میں نہیں چاہتا (اراد— ارادۃ سے)۔

زھرۃ الدنیا...... اس مدح سرائی کے بدلے میں دنیا کی وہ تازگی' متاع دنیا۔

التی...... کہ جو۔

اقتطفت...... چنی یا حاصل کی (قطف کے باب افتعال سے فعل ماضی)۔

یدا زھیر...... زہیر کے دونوں ہاتھوں نے (یدا دراصل یدان تھا ن تثنیہ بوجہ اضافت گر گیا ہے)۔

زھیر...... زہیر بن ابی سلمہ دور جاہلیہ کا مشہور شاعر ہے اور اس کا قصیدہ المعلقات السبع میں شامل ہے۔ اس نے اپنے قصائد میں ہرم بن سنان کی مدح سرائی کی ہے۔ زہیر کے بیٹے حضرت کعبؓ نے اسلام لا کر حضور سرور کائنات ﷺ کی شان میں قصیدہ بانت سعاد کہا جس پر آپؐ نے اپنی چادر مبارک اُن کو عطا کی تھی۔

بما اثنیٰ...... قصیدے کے بدلے میں' مدح و ثنا کے بدلے میں۔

ھوم بن سنان...... زہیر شاعر کا ممدوح ہے اور اس نے دو برسرپیکار قبیلوں میں صلح کرا دی تھی جس پر زہیر نے اپنا معرکۃ الآراء قصیدہ کہا ہے۔

ترجمہ:

اور میں نہیں چاہتا ہوں دنیا کے منافع جیسے زہیر شاعر کے ہاتھوں نے میوے چنے ہرم (بن ہشام) کی ثناء کہنے میں۔

(میں دنیا کا پھول (زیب و زینت) نہیں چاہتا جس کو زہیر کے ہاتھوں نے ہرم کی تعریف کر کے چن لیا۔ یعنی میں اس نعت سے دنیا کی اس متاع کی (جس کو زہیر کے ہاتھوں نے ہرم کی تعریف سے حاصل کیا) خواہش نہیں رکھتا۔)

تشریح:

(آنحضرت ﷺ کی مدح و ثنا میں نے محض خلوص اور دل کی انتہائی گہرائیوں سے کی ہے اور) مجھے متاع دنیا کی قطعاً کوئی خواہش نہیں' میں زہیر شاعر کی طرح نہیں ہوں کہ جس نے ہرم بن سنان کی مدح سرائی کر کے دونوں ہاتھوں سے دنیا کے منافع اکٹھے کئے تھے۔ میرا مقصد دنیا کا حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ میں اس نعت کا صلہ آخرت کی نعت چاہتا ہوں جس سے مراد حضور علیہ السلام کی شفاعت ہے۔ مقصود اعظم میرا حصول درجات آخرت بذریعہ شفاعت نبوی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ فِیْ ذِكْرِ الْمُنَاجَاتِ وَ عَرْضِ الْحَاجَاتِ

فصل دسویں بیان و ذکر مناجات میں اور پیش کرنے میں حاجتوں کے

شعر......154

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِىْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ　　سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے گرامی تر ز خلقاں من ندارم ملجاء　　جز تو چوں آید قیامت یا بود مرگ تمم

اے کریم الخلق! دنیا میں نہیں ملتی اماں — جز ترے در کے کہاں ملجا و ماویٰ لے عوم

بہتر سبھ خلقت تھیں توں ہی ہور پناہ نہ کائے — باجھ تساں وچ خطر عظیمے تے وچ سخت بلائے

O thou, most generous of mankind, I have no one to take refuge with, except thee, on the occurrence of the universal calamity.

حل لغات:

یا اکرم الخلق...... اے مخلوق میں سب سے زیادہ کرم (کرم فرمانے والے)۔

مالی...... میرے لئے نہیں ہیں' کوئی نہیں۔

سواک...... تمہارے سوا۔

من...... کوئی ایسا کہ جس کی۔

من الوذبہ...... کہ جس کی میں پناہ لوں (لاذ' یلوذ سے مضارع واحد متکلم)۔

عند...... بوقت۔

حلول...... نازل ہونے۔

الحادث...... حادثوں بلاؤں' سختی' مصیبت' قیامت۔

العمم...... عام تام جو تمام دنیا کو شامل ہو۔

ترجمہ:

اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپؐ کے سوا میرا کوئی ایسا نہیں جس سے پناہ چاہوں حادثۂ عام کے نازل ہونے میں۔

(اے خلق خدا میں سب سے بڑے کریم! آپؐ کے سوا میرے لئے کوئی نہیں کہ حادثہ عام (قیامت) میں جس سے پناہ حاصل کروں۔) صرف آپؐ کا ہی بھروسہ ہے۔

تشریح:

میرا تمہارے سوا کوئی سہارا نہیں کہ جس سے حادثہ عام کے نازل ہونے پر (یعنی بروز محشر) پناہ لے سکوں (تمہی میرے سہارا ہو' تمہی میری پناہ گاہ ہو اور تمہی سے مجھے شفاعت کی اُمید ہے)۔ غیب سے خطاب کی طرف رجوع ہے جو زیادہ مؤثر ہوتا ہے جیسا کہ سورۂ فاتحہ میں ایاک نعبد۔

خاصیت:

اگر ایک لاکھ اور ایک (100001) دفعہ یہ شعر اُن علماء کو جمع کر کے جو صحیح تلفظ سے پڑھتے ہوں' پڑھا جائے تو ہر ایک مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔

شعر......155

وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللهِ جَاهُکَ بِیْ — اِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

یا رسول اللہ جاہت تنگ می ناید بمن — چوں کریم انتقام آرد بار باب نقم

آپؐ کا فضل و کرم میرا شفیع ہو گا ضرور — جب کیا جائے گا میرا احتساب بیش و کم

نال شفاعت گھٹ نہ ہو سی قدر تیرا نت بالا — جدوں کریم تجلی کر سی بدلا گھنن والا

And O Messenger of God! thy dignity will not grudge my salvation, when the Bountiful God will appear in the capacity of the Punisher, on the day of judgement.

حل لغات:

لن یضیق...... ہرگز تنگ نہ ہو گا' ہرگز مضائقہ نہیں سمجھے گا (ضاق' یضیق سے)۔

رسول اللہ...... اللہ کے رسول۔

جاھک...... آپ کا جاہ و مرتبہ۔

بی...... میرے ساتھ۔

اذا...... جب۔

الکریم...... خداوند کریم۔

تجلّی...... جلوہ کرے گا' روشن ہونا۔

باسم منتقم...... منتقم کے نام کے ساتھ (منتقم — انتقام بمعنی بدلہ لینا سے اسم فاعل ہے۔ یہ اسمائے باری تعالیٰ میں سے' خداوند تعالیٰ کا یہ بدلہ لینا بالخصوص کفار سے ہو گا کہ جنہوں نے انبیائے کرام کو بلاوجہ ستایا اور جھٹلایا ہے)۔

ترجمہ:

یا رسول اللہ میری شفاعت کرنے میں آپؐ کی وجاہت میں اس روز ہرگز تنگی واقع نہیں ہو گی جبکہ خداوند کریم قیامت کے دن منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوں گے۔

تشریح:

اے اللہ کے رسول! بروز محشر کہ جس وقت خداوند کریم (جلال میں ہوں گے اور) منتقم (بدلہ لینے والے) کے نام سے جلوہ افروز ہوں گے تو اُمید ہے (کہ آپ کریم ہوتے ہوئے میری شفاعت کر دیں گے اور) میرے معاملے میں آپؐ ایسا کرنے میں ہرگز مضائقہ نہیں سمجھیں گے۔ آپؐ بروز قیامت بے شمار مومنین مجرمین کی شفاعت

فرمائیں گے۔ مجھ بے کس وغریب کی شفاعت آپ ﷺ کو کیا دشوار ہوگی۔ یہ شعر نہایت اخلاص محبت کا پتہ دیتا ہے۔

شعر......156

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَھَا   وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

شمہ از جود تو دنیا بود با آخرت   و ز علومت در دو عالم علم لوح ست و قلم

آپ کی برکت سے ہیں دنیا و دیں کی نعمتیں   آپ کے علموں سے ہیں ماخوذ یہ لوح و قلم

بخشش تیری تھیں ایہ دنیا عقبیٰ ہوے جوڑا   جو کجھ لوح قلم وچ لکھیا علم تیرے تھیں تھوڑا

For, among your bounties, are this Lower World, and its rival, the Next; and among your varieties of knowledge, is the knowledge of the Table and of the Pen.

حل لغات:

فان...... پس بے شک۔

من جودک...... آپ کے بخشش وکرم سے، آپ کے جود وکرم سے۔

الدنیا...... دنیا سے (قائم ہے)۔

وضرتها...... اور اس (دنیا) کی سوکن، سوت یعنی آخرت، ضد۔

ومن علومک...... اور آپ کے علوم میں سے۔

علم اللوح والقلم...... علم لوح وقلم۔

ترجمہ:

آپ ہی کی بخشش سے دنیا اور اُس کی سوت (آخرت) معرض وجود میں آئیں اور لوح وقلم کا علم! آپ (ﷺ) کے علم کا ایک جزو ہے۔ (آپ کے علموں میں سے ہیں۔)

تشریح:

(آپ کی ذات سے بخشش کی امید کیوں نہ ہو جب کہ) آپ ہی کے بخشش وکرم سے دنیا وآخرت کا وجود ہے (اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا) اور علم لوح وقلم آپ کے علوم میں سے ہے (یعنی آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے)۔

اس شعر میں حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کی طرف تلمیح ہے۔ حضور کا وجود علت آفرینش ہے۔ علم لوح سے مراد وہ نقوش قدسیہ اور صور غیبیہ ہیں جو اس میں نقش کئے گئے ہیں اور علم قلم سے مراد وہ ہے جو قلم کے ساتھ لوح میں نقش کیا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ آپ کے علوم ومعلومات کے علم لوح وقلم ہے۔ جب آپ کی

وسعت جاہ کا یہ حال ہے تو مجھ جیسے بے قدر کی شفاعت آپ کو کیا دشوار ہے۔

خاصیت:

طالب علموں کے لئے اس شعر کو باوضو گیارہ دفعہ پڑھ کر امتحان میں بیٹھنا کامیاب کرتا ہے۔

شعر......157

یَا نَفْسُ لاَ تَقْنَطِیْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ   اِنَّ الْکَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ کَاللَّمَمِ

اے دل از رحمت مشو نومید با جرم بزرگ   چوں کبائر نزد غفران خدا شد چوں لمم

کیوں ہو وہ مایوس جس کے دل میں ہو حب نبیؐ   جب محبت سے بدل جاتا ہے شیرینی میں سم

نفس میرے نومید نہ ہو جے جرم تیرے وچ موٹے   بخشن والا فضل کرے گا ہو جان گے چھوٹے

O my soul! do not despond on account of any serious fault that may be great; for, enormous crimes, when pardoned, dwindle into small ones.

حل لغات:

یا نفس...... روح، اے نفس، بدن۔

لا تقنطی...... تو مایوس نہ ہو (تقنطی دراصل تقنطین تھا کیونکہ فعل مضارع واحد مؤنث حاضر سے فعل نہی ہے لیکن لا اوری پر جزم آ جانے کی وجہ سے نون گر گیا ہے اور تقنطی — قنط — قنوط سے ہے)۔

من زلة...... لغزش سے۔

عظمت...... بزرگی، کہ جو بڑی ہو جائے۔

ان الکبائر...... بیشک گناہ کبیرہ (کبائر جمع کبرہ کے ہیں بمعنی بڑے گناہ کہ لائق باز پُرس ہیں)۔

فی الغفران...... بخشش ومغفرت میں۔

ک...... مانند۔

لمم...... گناہ صغیرہ کہ جو لائق معافی عام ہیں۔ گناہ کبیرہ یہ ہیں: شرک باللہ، قتل نفس، بغیر حق کسی پاک دامن عورت کو اتہام لگانا، زنا کرنا، لشکر اسلام سے بوقت جنگ کفار کے مقابلہ سے بھاگ جانا، جادو کرنا، یتیم کا مال ظلم سے کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانبرداری، صغیرہ گناہ پر مصر رہنا۔

ترجمہ:

اے نفس! تو کسی عظیم خطا، لغزش کے باعث نااُمید نہ ہو۔ بے شک بڑے گناہ بخشش (کے سمندر) میں صغیرہ ہوتے ہیں (مغفرت کے لئے گناہ کبیرہ کیا اور صغیرہ کیا، ہر دو برابر ہیں)۔

تشریح:

لغزشیں بڑی ہیں اور بہت بڑی مگر اے نفس تو مایوس نہ ہو اور دامن امید کو ہرگز نہ چھوڑ کیونکہ (اگر گناہ بڑے ہیں تو ہوا ہی کیا خدا کی بخشش بھی تو بہت بڑی ہے اور) بخشش میں تو بڑے بڑے گناہ چھوٹے اور قابل معافی گناہوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ جب دریائے الطاف و کرم جوش زن ہوتا ہے سب گناہان کبیرہ وصغیرہ آب بُرد ہو جاتے ہیں۔

لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا (القرآن)

ع دریائے رحمت تو فزوں از گناہ ماست!

شعر 158

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّی حِیْنَ یَقْسِمُهَا   تَأْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ

رحمت رحماں مگر آں دم کہ قسمت میکند   بر من آید در خور جرم و گناہ اندر رقم

ہوتی ہیں تقسیم محشر میں خدا کی رحمتیں   جب زیادہ جرم ہوں رحمت بھی خود ہو گی اہم

رحمت حق جاں قسمت ہوسی موجب عصیاں جاسی   شاید جتنے گنہ کیتے جس تتنا رحمت پاسی

Perchance, the Mercy of God, when He will distribute it, will fall to thy lot in proportion to thy disobedience.

حل لغات:

لعل...... حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے اور توقع اور اُمید میں تاکید پیدا کرتا ہے۔ پس معنی ہوئے یقیناً امید ہے شاید کہ۔

رحمة ربی...... میرے رب کی رحمت کو۔

حین...... جبکہ۔

یقسمها...... تقسیم ہو، تقسیم کرے گا۔ (یقسم واحد مذکر غائب اور فعل مضارع ہے، فاعل یا تو خود ذات باری تعالیٰ یا آنحضرت ﷺ)

حسب العصیان...... میرے معاصی کی مقدار میں، گناہوں کی مقدار کے مطابق۔

فی القسم...... جمع قسمت بمعہ حصہ، تقسیم میں، میرے حصہ کے اندر۔

ترجمہ:

امید ہے کہ جب اللہ کی رحمت تقسیم ہو گی تو موافق گناہوں کے ہو گی جس کے گناہ بہت ہوں گے اس پر رحمت بہت ہو گی۔

(اس میں شک نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنی رحمت کو تقسیم کرے گا تو رحمت گناہگاروں کے حصہ میں بقدر گناہ آئے گی۔ جتنے گناہ زائد ہوں گے اسی قدر رحمت الٰہی گنہگار پر زائد ہو گی۔)

تشریح:

امید ہے کہ (روز محشر) جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو (اپنے بندوں پر) تقسیم کریں گے تو اس کا حصہ گناہوں کے مطابق ہو گا (پس اگر میرے گناہ زیادہ ہیں تو انشاء اللہ العزیز رحمت بھی زیادہ حصے میں آئے گی)۔

حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

نصیب ما ست بہشت اے خدا شناس برو
کہ مستحق کرامت گناہ گارانند

شعر 159

یَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِیْ غَیْرَ مُنْعَکِسٍ   لَدَیْکَ وَاجْعَلْ حِسَابِیْ غَیْرَ مُنْخَرِمٖ

یا رب اُمیدم بر آور وا مگرداں بازگوں   در قیامت نزد تو آں کہ حساب آساں کنم

اے خدا میری امیدوں کو نہ رد فرمائیو   چاہتا ہوں میں تری درگاہ سے عز و نعم

اے رب میرے آس میری نوں نہ توں کریں اضاعیں   سخت حساب میرا جد ہوسی آساں کر دکھلائیں

O my Lord! save my hopes from Thee from being frustrated, and make my account of deeds free from faults.

حل لغات:

یارب...... اے میرے رب (دعائیہ کلمہ)۔

واجعل...... اور بنا دے، پوری کر دے (فعل امر)۔

رجائی...... میری امید کو۔

غیر منعکس...... غیر برگشتہ، اُلٹا نہ ہونے والا (منعکس، عکس کے باب انفعال یعنی انعکاس سے اسم فاعل بمعنی اُلٹا ہونے والا)۔

لدیک...... اپنے پاس سے، اپنے حضور میں (ظرف مکانی)۔

واجعل...... اور کر دے۔

حساب...... شمار کرنا، گمان کرنا، انتظار کرنا۔

حسابی...... میرا حساب، میرا اعمال نامہ۔

غیر منحزم...... ثابت، کارآمد، نہ منقطع ہونے والا (منحزم، حرام کے باب انفعال یعنی انحزام سے اسم فاعل

بمعنی ٹوٹنے والا)۔

ترجمہ:

اے میرے خدا! میری امید کو سیدھا رکھ (پورا کر) اور میرے گمان کو منقطع نہ کر۔ (اپنے سامنے اور میرے حساب کو یعنی التجا کو بر لائیو۔)

تشریح:

اے میرے پالنے والے! میری اُمید (کہ جو میں نے تیری بخشش اور رحمت سے لگا رکھی ہے اس) کو الٹا نہ کرنا اور میرے حساب یعنی اعمال نامے کی لاج بھی تمہارے ہاتھ میں ہے' اسے منقطع نہ ہونے دیجئے۔

حدیث قدسی ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن کے مطابق ہوں جو اس کو میرے ساتھ ہے۔

خاصیت:

جو شخص کسی عہدے یا منصب جائز کا امیدوار ہو۔ اس شعر کو ہر نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھے۔

شعر......160

وَالْطُفْ بِعَبْدِکَ فِی الدَّارَیْنِ اِنَّ لَهٗ   صَبْرًا مَتٰی تَدْعُهُ الْاَهْوَالُ یَنْهَزِمٖ

لطف کن بابندہَ خود ہم بدنیا ہم بدیں   زانکہ صبرش نزد سختیہا گریزد از سأم

مجھ پہ ہو لطف و کرم دنیا میں اور عقبیٰ میں بھی   صبر کا دامن نہ چھوٹے مجھ سے ہنگام الم

ربا رحمت کر بندے تے اندر دوہاں جہاناں   ایہ سختی وچ صبر نہ کردا پڑھدا نا شکراناں

Be kind to thy servant in both the worlds; for, his patience is apt to run away from dangers, whenever they call it forth.

حل لغات:

والطف...... اور لطف و کرم کر (فعل امر ہے)۔
بعبدک...... اپنے بندے پر۔
فی الدارین...... دونوں جہانوں میں (دنیا و آخرت میں)۔
ان له صبرًا...... بے شک اس کے لئے ایک صبر ہے۔
متی...... جب۔
تدعهُ الاهوالُ...... طرح طرح کے خوف اسے بلاتے ہیں۔
ینهزم...... وہ (صبر) بھاگ کھڑا ہوتا ہے (انہزام سے فعل مضارع)۔

ترجمہ:

اے اللہ اپنے بندے پر دونوں جہانوں میں مہربانی فرما بے شک اس کے پاس ایسا صبر ہے کہ جب مصیبتیں اس کے صبر کو پکاریں تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ یعنی بے صبر ہو جاتا ہے۔

تشریح:

(اے میرے اللہ! میں تیرا عاجز بندہ ہوں پس تو) اپنے بندے پر' دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں لطف و کرم کر کہ (جس میں حوادث سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں کیونکہ) جب کبھی امور ہائلہ اسے دعوت مقابلہ دیتے ہیں تو اس کا صبر (تاب مقاومت نہ لا کر) بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس وہ قابل رحم ہے۔

فائدہ:

اس شعر کو ہر نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھنا اندوہ و مصیبت کے واسطے باعث تسکین ہوتا ہے۔

شعر......161

وَأْذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوةٍ مِّنْکَ دَآئِمَةً   عَلَی النَّبِیِّ بِمُنْهَلٍّ وَّ مُنْسَجِمٖ

پس درود بے کراں باران ابر رحمت   تاشود ریزان و پاشان از نعیم و از نعم

اور اجازت دے صلوٰۃ و مدح کے بادل کو اب   زور سے برسے رسول پاکؐ کے روضے پہ چھم

ربا دے فرمان سحاباں مینہ درود وسائیں   اتے تربت ختم نبیاں پانی رحمت پائیں

And order perpetual clouds of blessing to descend from thee on the Prophet, charged with every kind of rain, abundant and gentle;

حل لغات:

و...... اور۔
ائذن...... اذن دے' اجازت دے' حکم دے (فعل امر ہے اَذِنَ سے)۔
لسحب...... بادلوں کے لئے (سحب — سحابة کی جمع ہے)۔
صلوٰةٍ...... درود و سلام۔
منک...... تیری طرف سے' تیری جناب سے۔
دائمة...... ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔
علی النبی...... نبی کریم ﷺ پر۔
منهل...... پہلی بار ہونے والی زوردار موسلا دھار بارش (انہال سے اسم فاعل)۔

و...... اور۔

منسجم...... لگاتار ہونے والی اور بہنے والی بارش (انسجام سے اسم فاعل)۔

ترجمہ:

بار الٰہا! اپنے درود و سلام کے بادلوں کو اجازت دے دو (کہ جو پہلے آمادہ ہیں) کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کثرت سے نبی کریم ﷺ پر ہر وقت (رحمت کی) بارشیں کرتے رہیں۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ سبحان ملاء اعلیٰ سمیت آپؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اس نے تو اپنے مطیع بندوں کو بھی آپؐ کی تعظیم و تشریف اور ہیبت وتکریم کے لئے **صلوا علیه وسلموا تسلیماً** کے ساتھ حکم دیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مطہرہ پر درود و سلام بھیجو۔ حضور ﷺ پر درود شریف کا پڑھنا آپؐ کے لطف وکرم کو زیادہ کرتا ہے اور قیامت کو موجب شفاعت ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص آنحضرتؐ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل کرتا ہے۔

شعر...... 162

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ — اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

بعد ازاں بر آل و اصحاب کرام و تابعین — اہل علم و حلم و عقل و فضل و تقویٰ و کرم

اور ان کی آل پر، اصحاب در اصحاب پر — اہل تقویٰ پاک دل اور پاک چشم اہل کرم

آل سنے اصحاباں ساریاں سبھ تے رحمت نازل — سارے اہل ورع تقویٰ تے حلم کرم وچ کامل

And on the posterity, and the companions and their followers, people of piety, clemency, and generosity;

حل لغات:

آل...... اہل بیت محمد ﷺ۔

الصحب...... صحابہ کرام (جمع صاحب کی، یہ لفظ خاص آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں کے لئے مختص ہے کہ) جنہوں نے حالت ایمان میں آنحضرت ﷺ کا رُخ انور دیکھنے کا شرف حاصل کیا)۔

التابعین...... پیروکار بزرگ کہ جنہوں نے صحابہ کرامؓ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت حاصل کی۔

لھم...... یقیناً وہ حضرات۔

اھل التقی...... تقویٰ (خدا سے ڈرنے) والے ہیں۔

اھل النقی...... پاکیزہ سیرت والے برگزیدہ۔

اھل الحلم...... بُردبار۔

اھل الکرم...... کریم، شرافت مآب۔

ترجمہ:

اور درود و سلام کی بارشیں ہوں آنحضرت ﷺ کے آل و اصحاب اور تابعین پر کہ جو پاکیزگی، تقویٰ، بُردباری اور حلم و کرم کے اوصاف سے متصف بزرگ ہیں۔

تشریح:

درود شریف بھیجتے وقت حضور علیه الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اور اولاد، ازواج مطہرات کو بھی شامل کرنا ضروری ہے چنانچہ لفظ صلوٰۃ کے ساتھ لفظ سلام کا لانا ضروریات سے ہے۔ حدیث میں صلوٰۃ بے سلام کو ناقص و دُم بریدہ فرمایا ہے:

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وآلہ و اصحابہٖ و احبابہٖ و ازواجہٖ و عترتہٖ و عشیرتہٖ و اتباعہٖ اجمعین— آمین!

شعر...... 163

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِيْ بَكْرٍؓ وَّ عَنْ عُمَرٍؓ — وَّ عَنْ عَلِيٍّؓ وَّ عَنْ عُثْمَانَؓ ذِي الْكَرَمِ

ہو رضا تیری ابوبکرؓ و عمرؓ پر تا مدام — اور عثمانؓ و علیؓ کان حیا جان کرم

رہا خوش ابابکرؓ تے عمرؓ اتے وی راضی — عثمانؓ ذی النورین علیؓ دی کریں قبول نیازی

حل لغات:

ثم...... پھر۔

الرضا...... راضی ہو۔

ذی الکرم...... کریم، صاحب کرم۔

ترجمہ:

اے اللہ! پھر تو (خصوصاً) راضی ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ صاحب کرم بزرگوں سے (کہ جو آنحضرت ﷺ کے چہار یار اور آیت رضی اللہ عنهم و رضوا عنه کے اولیں مصداق ہیں)۔

شعر......164

مَا رَنَّحتُ عَذَبَاتِ البانِ رِیحُ صَبَا وَاَطرَبَ الْعِیسَ حَادِی الْعِیسِ بِالنَّغَمِ

تا بجنباند صبا اندر چمن شاخ درخت و برانند اشتراں را بندگانش در نغم

جب تک چلتی رہے گلزار میں بادصبا جب تلک گاتے رہیں اشعار یہ اہل نغم

نت درود نبی تے جب لگ شاخاں واؤ ہلائے یاں جاں حادی خوش کر شتراں مٹھے بول سنائے

As long as the east wind makes the branches of the cypress wave and the camel-drivers make the camels merry with their thrilling songs.

حل لغات:

مَارَنَّحتُ...... جب تک ہلاتی اور جھکاتی رہے (رنحۃ— ترنیحاً سے)۔

عذبات البان...... بان کی نرم شاخیں (عذبات جمع عذبۃ کی)۔

البان...... ایک درخت ہے کہ جو عربی شاعری میں ہجر وفراق کے رمز وعلامت (Symbol) کے طور پر کام دیتا ہے۔ اس کی ٹہنیاں نازک ہوتی ہیں۔

ریح صبا...... بادصبا۔

واطرب...... اورخوش کرے (طرب طرباً سے بمعنی خوش کرنا)۔

العیس...... سفید رنگ کے اونٹ، تنومند اونٹ، عمدہ اونٹ (اعیس کی جمع ہے)۔

حادی العیس...... اونٹ ہانکنے والا۔ اونٹوں کا حدی خوان (حدوًا مادہ سے اسم فاعل ہے اور اس کی جمع حداۃ ہے)۔

بالنغم...... نغموں کے ساتھ، اپنے نغمات سے (جمع نغمہ)۔ عرب کا دستور ہے کہ جب اونٹ کو لاد کر چلتے ہیں تو ایک قسم کا راگ گایا کرتے ہیں جس سے اونٹ مست ہو جاتے ہیں۔ اس راگ کو حدی اور گانے والے کو حادی یعنی حدی خواں بولتے ہیں...... عرفی کہتا ہے:

نوارا تلخ تر مے زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدیٰ را تیز تر مے خواں، چوں محمل را گراں بینی

ترجمہ وتشریح:

(ان سب بزرگوں پر رحمتوں کی باشیں ہوں) جب تک کہ بادصبا درخت بان کی شاخوں کو حرکت دیتی رہے اور اونٹوں کا حدی خوان اپنے سفید رنگ کے اونٹوں کو نغموں کے ذریعے انبساط میں لاتا رہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے یعنی جب تک دنیا قائم ہے۔ (ٹہنیوں کا جھومنا اور جوش پیدا ہونے کو اکٹھا کرنا اور انگلیوں کے پوروں اور

حیوانات کی جماعت کو جوڑنا، ان کے جمال کے ظہور اور کمال کے حصول کی طرف اشارہ ہے۔)

حدیث پاک میں آیا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بادصبا کے ساتھ میری مدد کی گئی اور قوم عاد کو دبور کے ساتھ ہلاک کیا گیا۔''

ختم قصیدہ بالنغم پر فرمانے میں یہ لطافت بھی ہے کہ قاری قصیدہ کو قرأت قصیدہ نغمہ کے ساتھ لازمی ہے اس لئے ان اشعار کو لحن کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

اس قصیدہ کے ابتداء میں لفظ امنت پیدا ہوگیا تھا ایسے ہی انتہا اس کی لفظ طرب پر ہوئی اور یہ بشارت ہے قاریان قصیدہ کے لئے کہ وہ ببرکت اس نظم کے ہمیشہ آفات دہر سے مامون اور مضمون اور تمام اوقات ان کے عیش وطرب سے مشحون رہیں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیّد المرسلین و رحمۃ للعالمین و علی آلہٖ و اصحابہ و ازواجہ و ذرّیاتہ و اتباعہ اجمعین الیٰ یوم الدین آمین۔

شعر......165

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِقَارِئِهَا سَاَلْتُکَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُودِ وَالْکَرَمِ

بخشدے حیدر کو اور سب پڑھنے والوں کو بھی بخش ہے سوال ادنیٰ سا میرا گر کہیں بخشیں گے ہم

یا رب بخش مصنف اس دے پڑھنے سننے والے نالے بخشش کاتب اس دے معنے کھولن والے

حل لغات:

ف...... پس۔

اغفر...... تو مغفرت فرما، بخشش کر۔

ل...... کے لئے۔

ناشد...... قصیدے کا کہنا والا، مصنف قصیدہ۔

قاری...... قرأت کرنے والا، پڑھنے والا۔

سالتک...... میں نے تجھ سے سوال کیا ہے (سالتُ + ک)۔

ذالجود...... بخشش والا، صاحب کرم۔

ترجمہ:

اے صاحب جود وکرم! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ (اپنی بے پایاں رحمت سے) تو قصیدہ کہنے والے اور اس کے ہر پڑھنے والے کی مغفرت فرما۔ (آمین!)

قصیدہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قصیدہ بردہ شریف کے اختتام پر حضرت امام البوصیری رحمتہ اللہ علیہ کا دوسرا مبارک قصیدہ جس کو مصنف نے اسم گرامی محمد ﷺ سے موسوم فرمایا ہے یہاں تبرکاً درج کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اس قصیدہ کو حضرت امام نے بردہ شریف کے بعد ہی بطور شکریہ شرف یابی وصحت یابی حضور پاک ﷺ میں پیش کیا جس کا ہر مصرع اسم مبارک محمد ﷺ سے شروع ہوتا ہے جو عشق محمدیؐ کا ذوق وشوق رکھنے والوں پر ایک مخصوص کیفیت پیدا کرتا ہے۔

مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ الْاَعْرَابِ وَالْعَجَمِ

مُحَمَّدٌ خَیْرُ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی قَدَمِ

محمدؐ عرب اور عجم سب میں بزرگ تر ہیں — محمدؐ تمام انسانوں میں افضل ہیں

مُحَمَّدٌ بَاسِطُ الْمَعْرُوْفِ جَامِعُهٗ

مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْاِحْسَانِ وَالْکَرَمِ

محمدؐ نیکیوں کو پھیلانے والے اور اسکے جامع ہیں — محمدؐ احسان اور بخشش کرنے والے ہیں

مُحَمَّدٌ تَاجُ رُسُلِ اللّٰهِ قَاطِبَةً

مُحَمَّدٌ صَادِقُ الْاَقْوَالِ وَالْکَلِمِ

محمدؐ کل انبیاء کے سرتاج ہیں — محمدؐ قول اور کلام کے سچے ہیں

مُحَمَّدٌ ثَابِتُ الْمِیْثَاقِ حَافِظُهٗ

مُحَمَّدٌ طَیِّبُ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ

محمدؐ وعدے کے پکے اور اس کے محافظ ہیں — محمدؐ خوش خلق اور نیک سیرت ہیں

مُحَمَّدٌ حُبِیَتْ بِالنُّوْرِ طِیْنَتُهٗ

مُحَمَّدٌ لَمْ یَزَلْ نُوْرًا مِّنَ الْقِدَمِ

محمدؐ نور مجسم ہیں — محمدؐ کا نور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے

مُحَمَّدٌ حَاکِمٌ بِالْعَدْلِ ذُوْ شَرَفٍ

مُحَمَّدٌ مَّعْدِنُ الْاِنْعَامِ وَالْحِکَمِ

محمدؐ انصاف والے حاکم محترم ہیں — محمدؐ نعمتوں اور حکمتوں کے مخزن ہیں

مُحَمَّدٌ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ مُضَرٍ

مُحَمَّدٌ خَیْرُ رُسُلِ اللّٰهِ کُلِّهِمِ

محمدؐ اللہ کے بہترین مخلوق قبیلہ مضر سے ہیں — محمدؐ اللہ کے تمام انبیاء میں افضل و اعلیٰ ہیں

مُحَمَّدٌ دِیْنُهٗ حَقٌّ النَّذِیْرُ بِهٖ

مُحَمَّدٌ مُّجْمَلٌ حَقًّا عَلٰی عَلَمِ

محمدؐ کا دین سچا اور خوف خدا دلانے والا ہے — محمدؐ مجسم سچائی ہیں اور اس کے علمبردار ہیں

مُحَمَّدٌ ذِکْرُهٗ رُوْحٌ لِاَنْفُسِنَا

مُحَمَّدٌ شُکْرُهٗ فَرْضٌ عَلَی الْاُمَمِ

محمدؐ کا ذکر مبارک ہماری جانوں کی روح ہے — محمدؐ کا شکر ادا کرنا تمام قوموں پر فرض ہے

مُحَمَّدٌ زِیْنَةُ الدُّنْیَا وَ بَهْجَتُهَا

مُحَمَّدٌ کَاشِفُ الْغُمَّاتِ وَالظُّلَمِ

محمدؐ دنیا کا حسن اور رونق ہیں — محمدؐ اندھیروں اور مشکلات کو رفع کرنے والے ہیں

مُحَمَّدٌ سَیِّدٌ طَابَتْ مَنَاقِبُهٗ

مُحَمَّدٌ صَاغَهُ الرَّحْمٰنُ بِالنِّعَمِ

محمدؐ کے پند اور نصائح ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں — محمدؐ کو اللہ پاک نے ایک بہترین نعمت بنایا ہے

مُحَمَّدٌ صَفْوَةُ الْبَارِیْ وَ خِیْرَتُهٗ

مُحَمَّدٌ طَاهِرٌ وَ سَاتِرُ التُّهَمِ

محمدؐ اللہ کے چنے ہوئے اور برگزیدہ ہیں — محمدؐ پردہ ڈالنے والے ہیں خطاؤں پر

مُحَمَّدٌ ضَاحِکٌ لِّلضَّیفِ مَکْرُمَةً

مُحَمَّدٌ جَارُهُ وَاللهِ لَمْ یُضَمِ

محمدؐ مہمانوں کو خوش آمدید کہنے والے ہیں — محمدؐ کی قربت والا بخدا' ستایا نہیں جائے گا

مُحَمَّدٌ طَابَتِ الدُّنیَا بِبِعْثَتِهِ

مُحَمَّدٌ جَآءَ بِالْاٰیَاتِ وَالْحِکَمِ

محمدؐ دنیا کے لئے رحمت بن کر بھیجے گئے ہیں — محمدؐ معجزوں اور حکمتوں کے لانے والے ہیں

مُحَمَّدٌ یَوْمَ بَعْثِ النَّاسِ شَافِعُنَا

مُحَمَّدٌ نُّوْرُهُ الْهَادِیْ مِنَ الظُّلَمِ

محمدؐ روز قیامت انسانوں کی شفاعت کرنیوالے ہیں — محمدؐ اپنے نور سے اندھیروں میں رہبری کرنیوالے ہیں

مُحَمَّدٌ قَآئِمٌ لِّلّٰهِ ذُوْهِمَمٍ

مُحَمَّدٌ خَاتِمٌ لِّلرُّسُلِ کُلِّهِمِ

محمدؐ اللہ کی طرف سے باہمت اور مستعد ہیں — محمدؐ خاتم النبیین ہیں

کتابیات

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل شرحیں زیر مطالعہ رہیں اور ان سے مدد لی گئی:

-1 اُردو قصیدہ بُردہ' منظوم اُردو ترجمہ از عبداللہ ہلال صدیقی' بیت التوحید کراچی 16' 1970ء

-2 انوار بُردہ' پروفیسر فضل احمد عارف' علمی کتاب خانہ اُردو بازار لاہور' 1964ء

-3 برکات بُردہ' پروفیسر فضل احمد عارف' نذیر سنز پبلشرز اُردو بازار لاہور' 1980ء

-4 بردۃ المدیح (مقدمہ' متن' شرح) علی محسن صدیقی' مکتبہ اسحاقیہ پھول چوک' جونا مارکیٹ کراچی نمبر 2

-5 حسن الجردہ فی شرح القصیدۃ البردہ' ابو برکات محمد عبدالمالک خان پنشنر مشیر مال بہاولپور' مؤلفہ 1226ھ/ 1359ھ...... جدید ایڈیشن' زاویہ پبلشرز 9c دربار مارکیٹ لاہور 2002ء
اس سے پہلے انہوں نے ''اطباق الثردہ فی شرح القصیدۃ البردہ'' تحریر کی تھی۔

-6 ذکر سیّد الکونین ﷺ شرح قصیدہ بردہ' مولانا مختار احمد اصلاحی اعظمی' ادارۃ القرآن کراچی 1999ء
(اس میں منظوم اُردو جناب انصار احمد کامل صاحب چاپلی الٰہ آبادی کا ہے۔)

-7 عطر الوردہ فی شرح البردہ' مولینا مولوی ذوالفقار علی دیوبندی' مطبع مجتبائی دہلی 1319ھ

-8 طیب الوردہ شرح قصیدہ البردہ' علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری' مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ 1973ء

-9 قصیدہ بُردہ شریف' منظوم اُردو ترجمہ محمد فیاض الدین نظامی منظوم فارسی ترجمہ عبدالرحمٰن جامی تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

-10 قصیدہ بُردہ شریف' ترجمہ و تشریح' پروفیسر علامہ نور بخش توکلیؒ' نوری بک ڈپو لاہور

-11 قصیدہ بُردہ شریف' شرح فارسی حضرت مُلا علی قاریؒ اُردو ترجمہ مولانا حافظ محمد افضل منیر' الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور 1999ء

-12 قصیدہ بُردہ (چار منظوم ترجمے فارسی' اُردو' انگریزی' سرائیکی) ڈاکٹر مہر عبدالحق' سرائیکی ادبی بورڈ ملتان 1978

-13 قصیدہ بُردہ (ترجمہ' حواشی) نور محمد چشتی

-14 نسخہ صحیحہ حزب البحر مع قصیدہ بُردہ' نور محمد کارخانہ تجارت کتب فیریر روڈ' کراچی
10 اپریل 1939ء/ 20 ربیع الاوّل 1358ھ

-15 نظم الورع...... 1297ھ میں مولانا عزیز الدین بہاولپوری نے نظم الورع کے نام سے عربی بُردہ کی تضمین لکھی۔ ہر عربی شعر کے بعد فارسی میں منظوم ترجمہ ہے۔ اس کے نیچے اُردو منظوم ترجمہ اور آخر میں سرائیکی منظوم ترجمہ ہے۔ گویا قصیدہ بُردہ کی یہ چار زبانوں میں ایک ساتھ ہے۔

-16 خان بہادر محمد حسین خاں سیشن جج ریٹائرڈ نے اُردو اور فارسی میں منظوم ترجمہ کیا۔ دونوں ترجمے مع متن اکٹھے رحمانی پریس دہلی سے 1344ھ/ 1929ء میں شائع ہوئے۔

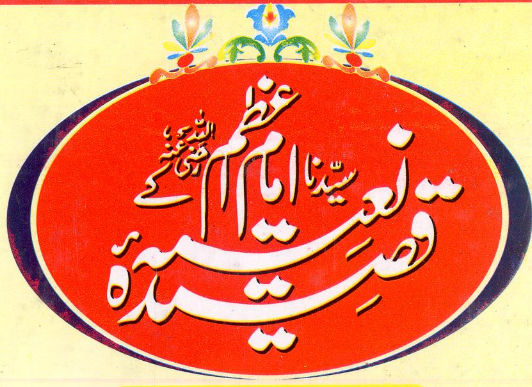
-17 تاج العلماء مولوی نجف علی جھجری نے 1295ھ میں قصیدہ بُردہ کی عربی، فارسی اور اُردو تین زبانوں میں شرحیں لکھیں۔

-18 قصیدہ بُردہ منظوم فارسی ترجمہ از لطف اللہ مہندس، مصنفہ 1079ھ مطبوعہ 1873ء در مطبع سلطانی لاہور

19- **The Poem of the Scarf; Shaik Faizullah Bhai B.A, Taj Company Ltd. Karachi, Lahore. 1893**

(یہ کتاب کراچی سے جناب سیّد عماد الدین قادری نے بھیجی ہے۔)





کے پہلے پانچ اشعار

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا
اے سرداروں کے سردار میں خاص آپ ہی کا قصد کر کے حاضر

اَرْجُو رِضَاکَ وَ اَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ
ہوا ہوں آپکی خُوشنودی کا طالب اور آپ کی حمایت کا اُمیدوار

وَاللّٰہِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ
اے بہترین مخلوق ! خُدا کی قسم میرا قلب

قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاکَ
آپ ہی کا شیفتہ ہے اور آپکے سوا کسی کا ارادہ نہیں رکھتا

وَبِحَقِّ جَاہِکَ اِنَّنِیْ بِکَ مُغْرَمٌ
آپکی عزت کی قسم میں آپ کا فریفتہ ہوں

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّنِیْ اَہْوَاکَ
اور خُدا جانتا ہے کہ میں آپ ہی سے پیار کرتا ہوں

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
آپ وہ ہیں کہ اگر نہ ہوتے تو کوئی شخص نہ پیدا کیا جاتا

کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ
بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کُل کائنات ہی نہ ہوتی

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
آپ وہ ہیں کہ آپ کے نُور سے چاند نے نُور حاصل کیا

وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَہَاکَ
اور سورج روشن ہے آپ ہی کے جمال سے